TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222513
UNIVERSAL
LIBRARY

OUP—43—30-1-71—5000

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۹۳۵۴۱۵ Accession No. ۱۱۶۶۵۰

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

ان من الشعر لحکمۃ وان من البیان لسحرا

الحمد للہ علی احسانہ کہ اوراق کلیات ہائے جدید و دواوین شعرائے جمہور عموماً بہ مثال معمول باسم تاریخی

سفینۂ غالب

وغیرہ تاریخی

بلبل کاشمیر

از شاعر شیوا بیان ہمہ فن منشی محمد الطاف حسین صاحب حسن ہجہامی حلقہ نباد ڈاکٹر ایم اے

مرتب بیاض مشہور ان منشی محمد احسان اللہ خان صاحب احسان شاہجہانپوری باہتمام محمد سابق حضیر

بار اخیر طبع لودھیانہ

در مطبع جلیم واقع شاہجہانپور مطبوع گردید

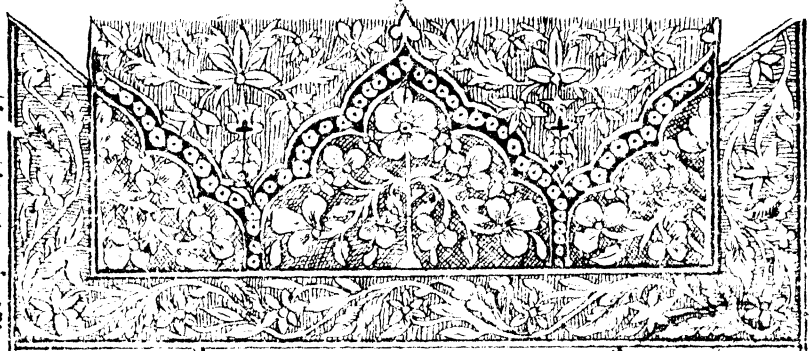

۱	بسم اللہ الرحمن الرحیم	۱۱

حمد حق سے مرے دیوان کا آغاز ہوا
للہ الحمد کہ سامان خدا ساز ہوا

تیری درگاہ میں ہی عرض بشر کا مقبول
قبر ہو کر کے ترا بندہ سرافراز ہوا

کہہ دیا دل نے مری آنکھ نے دیکھا جو تجھے
دیدۂ شوق بظاہر اکو غماز ہوا

آج کس برق تجلی کی یہ من یاد آئی
طائر ہوش جو آمادۂ پرواز ہوا

جیتے جی ہی تری الفت میں فنا ہستی
آپ کو بھول گیا جو ترا ہمراز ہوا

دولت و جاہ نہیں عزت و حرمت کی اصل
جس کو ممتاز کیا تو نے وہ ممتاز ہوا

عمر بھر محکو رہی منزل مقصد کی تلاش
جس طرف راہ ملی گرم تگ و تاز ہوا

مانگنے والے کو ہر شے تو عطا کرتا ہے
جب زرا ہاتھ اوٹھے باب کرم باز ہوا

بے نیازی نے بھی پردے میں کہا بجھ جاؤ
دل عشاق تری جلوہ گہ ناز ہوا

شان جبریل کو زیبا ہی غرور و نخوت
کبر تیرا تری توحید کا انداز ہوا

۲	حق نے پیدا کیے احسان ہمیں لاکھوں	۱۵
	کون احمد کی طرح صاحب اعجاز ہوا	

جب سے سُنا ہی ہمنے ذکر جمال تیرا
تڑپا رہا ہی دل کو شوق وصال تیرا

ہر رنگ مین نہان ہی تو حسن ذات مطلق
ادنیٰ سا ایک یہ ہی وصف کمال تیرا

نعمت وہ کونسی ہی بخشی نہین جو ہمکو
ہمپر بڑا کرم ہی ای ذوالجلال تیرا

کیا بے تکلفی ہی سوے ہین جب کبھی ہم
چونکا گیا ہی ہمکو آکر خیال تیرا

کہتا ہی لطف باری ہر بندہ جو نہین ہے
تجھ مانگ رد نہوگا ہرگز سوال تیرا

گو عشق کا ہون مجرم لیکن مجھے ہی امید
آنکھون مین کام کیا ہی انفعال تیرا

محفل مین بیٹھتے ہین جب ملکے چار صوفی
آتے ہین دل مین ہم سب تجھ سے حال تیرا

دل کیا ہی جان بھی ہم صدقے کرینگے تجھپر
جو کچھ دیا ہی تو نے وہ سب ہی مال تیرا

رکھا ہی ہمنے اوس کو جب آرزو بنا کر
دلسے نکل کے جائے کیونکر خیال تیرا

ماہ دو ہفتہ سے یہ ثابت ہوا ہی ہمکو
قدرت دکھا رہی ہی سب کو کمال تیرا

گو جانتے ہین ہم بھی معنی نحن اقرب
دوری سے سخت تر ہی لیکن وصال تیرا

ہم عشق کے ہین بندے کیونکر کرین شکایت
راحت سے ہی زیادہ ہمکو ملال تیرا

مغرور شان اپنی دنیا ہی مین رہا لین
لیکینگے حشر کے دن رعب جلال تیرا

یارب بتا دے ہمکو اُسے جو حشر کا دن ہا
مجرم جواب کیا دین سنکر سوال تیرا

۲	احسان کر رہی ہی شرم گناہ سے
کیونکر بخشیر ہوگا مرکر ملال تیرا	۱۵

نعت رسول کا یہ خدا سے صلا لیا
مرنے سے پہلے خلد مین بستر لگا لیا

کچھ غم نہین ہی عشق نے دلکو جو کہا لیا
سُنتا ہون کام آئیگا اک دن یا لیا

قسم یا حبیب کہتے ہی دلکو ہوا قرار
روٹھے کو ایک بات مین ہمنے منا لیا

دیکھو شفیعِ حشر کی محشر مین خاطر مین
رحمت نے عاصیونکو گلے سے لگا لیا

دلدادۂ رسول کو تربت نے بعد مرگ
آغوشِ اشتیاق مین لیکر سُلا لیا

تعظیم چاہیے تھی جو اکرام شاہ کی
انکھونسے ہمنے ساغرِ کوثر لگا لیا

پیرو ہین بادشاہِ رُسُل کے فقیرِ عشق
ہم سوئے جس جگھ وہین کمل بچھا لیا

شدت ہوئی جو درد کی ہجرِ رسُول مین
ہاتھون سے ہمنے اپنا کلیجا دبا لیا

کچھ منکر نکیر نے پوچھا نہ تھا ابھی
یا مصطفےٰ جو مین نے کہا سر جھکا لیا

کشتی تمہارے نام سے ٹھہری پہاڑ پر
گویا سفینۂ نوح کا تم نے بچا لیا

خانہ بدوشِ عشق نبی ہو کے خلق مین
حوروں کے دل مین ہمنے گھر اپنا بنا لیا

لیچل در حبیبِ خدا پہ زرا ہمین
اے وحشت ابتو کوچہ بکوچہ پھرا لیا

اُمت کو بیقرار جو دیکھا حضور نے
چھاتی سے سبکو روز قیامت لگا لیا

معراج مین خدا نے شہِ کائنات کو
پردہ اوٹھا کے سامنے اپنے بٹھا لیا

۴	احسان روزِ حشر جہنم سے بچگئے حضرت نے حق سے کھلکے ہمین بخشوا لیا	۳۱

تمنا دمرے سینہ مین ہے سودا محمدؐ کا
ڈسے دلکو نہ یارب سانپ گیسوئے مجعّد کا

ازل سے لوحِ دل پر نقش ہی گویا الف قد کا
قیامت تک نہ بھولیگا یہ پھلا حرف ابجد کا

جبین حضرت آدمؑ مین چمکا نور احمدؐ کا
وہ پھلے ہی سے تھا چشم و چراغ اپنے اوجد کا

حقیقت مین اوسے سمجھین گے حور و خلد بیحد کا
پتا الحمد سے پایا ہی ہمنے میم احمدؐ کا

ترقی پر وفورِ ضعف مین ہی عشق احمدؐ کا
تعجب ہی کہ طوفان اوٹھ رہا ہی جزر سے مد کا

تسلی چاہتا ہو نمین سے محبوب کے غم کی
مجھے ملجا ہے یارب داغِ سودا سنگِ اسود کا

ضرورت تھی اونہین بھی قافت مین خلقِ حمایت کی
جبھی پایان اوڑا کر لے گئین سایہ ترے قد کا

ترے در پر پہونچکر کام کچھ آئی نہ بیتابی
اوچھلکر جوم لیتا مین کلس روضے کے گنبد کا

خیالِ عارضِ رنگین مین رو رو کر غش آیا ہی
سونگھادے کوئی لاکر پھول ہمکو تیرے مرقد کا

بٹھایا ہی مجھے شوقِ لقا نے کنجِ خلوت مین
سنین گے کان کسدن شوا و سکی آمد آمد کا

ہمارے ساتھ حضرت نے بڑی نیکی یہ کی یارب
کہ ستاری تسی پردہ نکھولیگی کسی بد کا

محمدؐ کے وسیلے سے دعا مقبول ہوتی ہی
خدا خود جان لیتا ہی کہ اب موقع نہین رد کا

شہِ جن و بشر کے غم مین شہر کرتے ہین جب نالے
مرے مُنہ سے نکلجاتا ہی جملہ خیر باشد کا

دردِ دل سے کب محروم ہو کر پھر گیا سائل
کرم تیرا نمونہ ہی خدا کے لطفِ بیحد کا

قیامت مین ہمارے پاس کی شی کام آئے گی
جو مانی تصور کھینچدے نقشہ ترے قد کا

یہان تو سر ہی اپنا آستانِ قبلۂ دین پر
مبارک حاجیو بوسہ تمہین کو سنگِ اسود کا

شبِ معراج بھی بیٹے سے عزت باپ نے پائی
کیا آدم نے استقبال جب شاہِ ممجد کا

بجز عشقِ محمدؐ اور کچھ بھی ہو تو کافر ہو
خدا ہی جاننے والا ہی میرے دل کے مقصد کا

ترا جلوہ نظر آجائے مثلِ ماہِ دو ہفتہ
کہ بحرِ عشق مین پیدا ہو عالم جزر کا مد کا

سوا تیرے ہوا ہی کون سے مرضی سے واقف
اگر دعوے کرے یہ جہل ہی عقلِ مجرد کا

تری ذاتِ مبارک انجمن آرائے کون و مکان ہی
سریر عرش پر زیبا ہی بچھنا تیری مسند کا

فلک کی سبز بختی بڑھ گئی معراج کی شب مین
ترے جلوے سے گویا رنگ نکھرا ہی زبرجد کا

شفیع المذنبین روٹھے ہوئے ہین ہم منا لیتے
قیامت مین جو ملجاتا کوئی موقع خوشامد کا

ہمین اسواسطے رشک آتے ہین زہد کی طوبیٰ پر
کہ اک جنت مین بھی ہی دیکھنے والا ترے قد کا

مجھے غم ہو تو تیرا ہو جو حسرت ہو تو تیری ہو
مقلد مین نہو لگتا طالبِ عیشِ مخلد کا

اسیرِ زلفِ احمدؐ کو جہنم سے ہی آزادی
نہیں تو حال کب اچھا ہی مطلق سے مقیّد کا

رسولُ اللہ پر قربان ہیں ہم ساری شانین
مرے دلمین ہی موقع حسرتِ کشتہ کے مشہد کا

تو خلّاقِ دو عالم ہی محمدؐ سیّدِ عالم
الٰہی کیا بگڑتا تھا اسی مرے نفسِ مردد کا

گر وہ انبیا مین کیون ہوتے بحرِ آبرو ہوتی
محمدؐ گوہرِ یکدانہ ہی دریائے سرمد کا

ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ دینِ احمدؐ کے
نبوّت کا محل تھا چار ارکانِ مشیّد کا

۵

ابھی ملجائیگا سب کچھ تمہین درگاہِ خالق سے
دعا احسانؔ مانگو واسطہ دیکر محمدؐ کا ۲

واصفِ خدا ہی پنجتن و چار یارؓ کا
کیا مرتبہ ہی پنجتن و چار یارؓ کا

فرشِ زمین سے عرش تک اوسنے ہی کیا اڈا دیا
ڈنکا بجا ہی پنجتن و چار یارؓ کا

اللہ رے ذوقِ دید کہ آنکھون مین کھبگئی
نقشہ کھنچا ہی پنجتن و چار یارؓ کا

کہتا ہی وہ مجھی سے ملیگا سراغِ حق
جو نقش تا ہی پنجتن و چار یارؓ کا

پھوڑون مین میر کو سنگ سے جنّت مین کس طرح
سودا بھرا ہی پنجتن و چار یارؓ کا

لیچل سوئے زمینِ عرب مجھکو اے فلک
شوق و لا ہی پنجتن و چار یارؓ کا

جاری ہی کائنات مین شرعِ خدائے پاک
رستہ کھلا ہی پنجتن و چار یارؓ کا

دل کو ملیگا خلعتِ تسلیم سے شرف
محوِ رضا ہی پنجتن و چار یارؓ کا

کیونکر نہو حواسِ عناصر مین اتحاد
دل مبتلا ہی پنجتن و چار یارؓ کا

شاہون کا اوج آنہین سکتا خیال مین
قیصر گدا ہی پنجتن و چار یارؓ کا

پڑھکر درود بھیج تو احسان اب سلام
ذکر آگیا ہی پنجتن و چار یارؓ کا

دونون عالم مین علی اعلیٰ علی مشکلکشا
شیرِ حق معجز نما مولا علی مشکلکشا

قوّتِ بازوئے محمدؐ کا علی مشکلکشا
حق یہی ہے لافتا الّا علی مشکلکشا

ہوگئی آسان ہر مشکل خدا کے فضل سے
جب مصیبت مین کہا ہے یا علی مشکلکشا

شاہِ اقلیمِ امامت فاتحِ بدر و حنین
اور زوجِ فاطمہ زہرا علی مشکلکشا

عاصیو خوفِ جہنم کو نہ دل مین راہ دو
حاجیِ اُمّت بھی ہین لا علی مشکلکشا

مخزنِ لطف و سخا و شاہِ شاہانِ جہان
دولتِ دنیا سے بے پروا علی مشکلکشا

ذوالفقارِ حیدری کی دھاک ہے کفّار مین
مرگ مبرم تھے دمِ ہیبت علی مشکلکشا

اطمینہ موجِ حوادث کی مجھے پروا نہین
ناخدا ہے کشتیِ غم کا علی مشکلکشا

یاد کرتے ہی نہ تھا گویا کوئی رنج و ملال
حاجیِ غم دافعِ البلا علی مشکلکشا

جانتے ہین سب حدیثِ احمدِ مختار کو
باب شہرِ علمِ حق ہے لا علی مشکلکشا

لحمک لحمی سے حاصل ہی ثبوتِ اتحاد
جزوِ نورِ مصطفےٰ گویا علی مشکلکشا

شاہبازِ اوجِ نصرت بیل گلزارِ قدس
خلق مین بے مثل و بے ہمتا علی مشکلکشا

۷ | آجکل احسان دائم رنج و غم مین ہی اسیر | ۱۱
واسطہ حق کا چھڑا دو یا علی مشکلکشا

دل ہمارا مبتلائے غوث الاعظم ہوگیا
خاک ہوکر خاکِ پائے غوث الاعظم ہوگیا

محیِ دینِ مصطفےٰ کی دل مین ہے شانِ بہیہ
آئینہ صورت نمائے غوث الاعظم ہوگیا

رشکِ حور و نکو مرے دل پر نہ آئے کس طرح
محوِ حسنِ دلربائے غوث الاعظم ہوگیا

پائے محبوبِ خدا چومے شبِ معراج مین
ختم یہ رتبہ برائے غوث الاعظم ہوگیا

ارزو ہی آستانے پر پہونچ جاؤن کہین
سب کہین مجھ کو گدائے غوث الاعظم ہوگیا

سب پلٹ جاتے ہین احکام قضا ہون یا قدر
عرش تک شور دعائے غوث الاعظم ہو گیا

در گہِ حق سے ملا محبوبِ سبحانی خطاب
خود خدا محو لقائے غوث الاعظم ہو گیا

بے نیازی پر بھی ایسا پیار تھا اللہ کو
ناز بردارِ رضائے غوث الاعظم ہو گیا

حق تو یہ ہے وہ بھی اک محبوب ہی محبوب کا
جان و دل سے جو فدائے غوث الاعظم ہو گیا

سیدِ عالم کو تنہا عالم مین جو فخرِ نسب
آفتابِ اجتبائے غوث الاعظم ہو گیا

۸	نورِ عرفان سے کوئی حصہ ملے احسان کو ابتدا وہ مبتلائے غوث الاعظم ہو گیا	۱۱

نبی جھومجھسے کیا ہون مین معین الدین چشتی کا
غلام بلند فا ہون مین معین الدین چشتی کا

حقیقت مین گدا ہون مین معین الدین چشتی کا
خدا سے فیض چاہون مین معین الدین چشتی کا

الٰہی خواب مین وہ سوئے نورانی نظر آئے
طلبگارِ لقا ہون مین معین الدین چشتی کا

چھپا رہتا ہی شکلِ حق کا جلوہ میرے سینے مین
کہ آئینہ بنا ہون مین معین الدین چشتی کا

مجھے اجمیر کی گلیون مین پھرنیکی تمنا ہی
کہ دیوانہ بنا ہون مین معین الدین چشتی کا

بتا دون بحرِ عرفان کا اگر کوئی پتا پوچھے
حقیقت آشنا ہون مین معین الدین چشتی کا

ہوا ہی اسلیے اکسیر مجھکو شرف حاصل
کہ خاکِ پا ہون مین معین الدین چشتی کا

بنایا ہی مجھے محمود میرے پیر برحق نے
جمالِ حق نما ہون مین معین الدین چشتی کا

سنو لگا بلبل گلزارِ عرفان کی نوا سنجی
گلِ باغِ وفا ہون مین معین الدین چشتی کا

بقائے جاودانی گیا عجب مجھکو یہی حاصل
فنا ہو کر ہوا ہون مین معین الدین چشتی کا

۹	ملا احسان کیا کیا مجکو فیضِ قل ہو اللہی غلام بے ریا ہون مین معین الدین چشتی کا	۱۹

تمنے آنے سے طبیعت کو نہ روکا ہوتا
ایک ہو جاتے جو ہم تم بہت اچھا ہوتا

چاک کر کے دلِ پر درد کو دیکھا ہوتا
تمکو کیا فکر ہی صدمہ مجھے ہوتا ہوتا

وصل مین کوئی منانا کوئی روٹھا ہوتا
اک یہی لطف نہ ہوتا تو مزہ کیا ہوتا

دُور کیون بیٹھتے ہم خوف ستم سے شب وصل
بس یہی نہ تری چٹکی مین کلیجا ہوتا

لے اوڑے دل کو یہ خواہش تھی جو تیر غم کی
تیر بنکر مرے پہلو مین وہ بیٹھا ہوتا

ضبطِ گریہ ہونکیون شرم سے پانی پانی
اشک کہتے ہین کسی نے ہمین روکا ہوتا

حیرتِ حُسن بھی ہی جلوۂ رخ کی تصویر
تمنے آئینہ بنا کر مجھے دیکھا ہوتا

تم سلامت رہو مٹ جانے دو اُمیدونکو
بات کیا تھی کہ جو افسوس تمنا ہوتا

خفتۂ خاک جو زندہ بھی ہوا کیا حاصل
میری تقدیر کو ٹھوکر لگا کے جگایا ہوتا

کھو گیا دل جو رہِ یار مین چلتے چلتے
شوق یہ کہنا ہی ساتھی کوئی ڈھونڈھا ہوتا

وہ نہ آئینگے نہ آئین مگر ای جذبۂ دل
اونکی تصویر ہی کو کھینچ کے دیکھا ہوتا

ہم بُرا بھی جو نہ سُنتے تو بھلائی کیا تھی
تم جو اچھا بھی نہ کہتے تو بُرا کیا ہوتا

کچھ اسی چیز کا ہی نشتر مژگانکو خیال
کوئی ملتا تو بٹھا کر اوسے چھیدا ہوتا

آرزو یہ تھی کہ اکبار لپٹ لیتے ہم
پھر بُرے بھی جو ٹھہرتے بہت اچھا ہوتا

دُور ہی دُور رہا ہی تری آنکھونکا خیال
بیمروت کو مرے پاس تو بھیجا ہوتا

اس کے حصہ مین ہی اوس ماہ دہفتہ کا ثبات
یہ معما فلکِ پیر سے پوچھا ہوتا

بول اٹھتی مری تصویر کہ خاموش تو ہون
ضبط فریاد کا اوس سے بھی جو شکوا ہوتا

کام کی شی ہی مرا دل یہ کہے دیتا ہون
کھو دیا ہی کہین تمنے اوسے ڈھونڈھا ہوتا

مل گئی خاک مین احسان طبیعت لڑکر

جنگ بچو یار نہ ہوتا تو نہ جھگڑا ہوتا

شب وصل اور مین بیخود رہون یہ ہو نہین سکتا	۹۲	سمجھ بوجھ کے جانے والا مقدر سو نہین سکتا
یہ کیا کہتے ہو خود مین جان اپنی کھو نہین سکتا	۳	اجل کا منتظر بیٹھون یہ ہو نہین سکتا
ادھر ہم گھر سے نکلے بوئے گل ادھر ادھر پھوٹے		ہماری راہ مین دشمن ہی کانٹے بو نہین سکتا
نہین ہوتے جو ہم آپس مین حسرت دشمن		تمہارے ساتھ کوئی دوسرا کیا سو نہین سکتا
گلا دابے ہوئے ہی ضبط فریاد و فغان یارب	۳	یہ کیسا ہی ستم ہو چیخ کر مین رو نہین سکتا
ادھر آذر ادھر ہم گوشۂ دامن کو تو دیکھین	۴	ہمارا دل وہ شیشہ ہی جسے کوئی نہین سکتا
نہ تم غیر و نکو آنے دو نہ مین سکتا کرون کوئی		یہ مجھ سے ہو نہین سکتا وہ تم سے ہو نہین سکتا
شہیدون کو لحد مین جس مزے کی نیند آتی ہی		کوئی جاگا ہوا تو انکا ایسا سو نہین سکتا
ٹھہرا دیدۂ تر گریہ حسرت سے کیا حاصل		مرے داغ محبت کو یہ پانی دھو نہین سکتا
ہنسا دیتے ہین رو تو نکو بھی لب کچھ ایسے منھ پر ہین		تمہارا ساتھ رہے تو کوئی رو نہین سکتا

کسیکو لے ہی آیا کھینچکر احسان جب دل	۱۱	۱۳
کیا ہی کام وہ اوس نے جو مجھ سے ہو نہین سکتا		

اوٹھکے محفل مین ادھر سے وہ ادھر آجاتا		نگہ شوق مین اتنا تو اثر آجاتا
دل افسردہ کی تقلید کبھی کی ہوتی		جلکے بجھنا تجھے ای شمع سحر آجاتا
ایک ہی خلش عشق ہو یا درد فراق		دلمین رہنے کو ترا تیر نظر آجاتا
ہم شب ہجر مین چمکاتے ہین داغ دلکو		آج ایسے مین کوئی رشک قمر آجاتا
نہین ملتا کوئی آرام کا پہلو نہ سہی		صبر ہی کچھ مجھے ای درد جگر آجاتا
نکیا گردش تقدیر نے کام اتنا بھی		چلتے پھرتے ہی وہ بت ہمکو نظر آجاتا

ای فلک اور کسی شی کا نہین مین طالب
شب فرقت کی دعاؤن مین اثر آجاتا

دل وارفتہ ہمارا نہ اوٹھاتا ذلت
اوس طرف اونسے بگڑتی تو ادھر آجاتا

تیرِ دلدوز نے آنکھون سے نہ سیکھا چلنا
ورنہ اوسکو بھی کچھ انداز نظر آجاتا

روز ہم جاتے ہین دلمین یہ تمنا لیکر
کچھ وہان تذکرۂ دردِ جگر آجاتا

آئنہ خانے مین دل کے کبھی چھپتے اگر
تم کو مین دیکھتا مین تم کو نظر آجاتا

حضرتِ شیخ کو میخانے مین لاتا کوئی
دو ہی اک روز مین صحبت کا اثر آجاتا

۱۲ آپ ہی ہین نہ شبِ وعدہ تھے ہم ای احسان
خاک پھر لطف اوٹھانے وہ اگر آجاتا ۱۳

ارمان وصل شرم کا مانع اور نہ تھا
جتنا ہمارا شوق تھا اوتنا اثر نہ تھا

دانستہ یون نہ پوچھیے ہم کو بھی یاد تھی
جس روز آپ آئے تھے دردِ جگر نہ تھا

کہدالیا یہ اوس سے مرے اضطراب نے
حیلہ کیا تھا وصل کی شب دردِ سر نہ تھا

کیون کہو دیا تلاش نے دونون جہان سے
کچھ اپنا دل نہ تھا مین تمہاری کمر نہ تھا

ہمنے شبِ وصال کیا ہی مقابلہ
کچھ بھی تمہارے سامنے نورِ سحر نہ تھا

انکہین بھی بند تھین تو تصور مین یار کے
غفلت مین اپنے کام سے مین بیخبر نہ تھا

قاتل پہ اپنے ہم نے خوشی سے کیا نثار
وہ دل جو زخم خوردۂ تیغ نظر نہ تھا

لڑتی تھین میری اونکی رکابون شب وصال
دلکی خبر نہین ہی کدھر تھا کدھر نہ تھا

مدت کے بعد آئے ہین سو منتون سے وہ
نالہ پکارتا ہی کہ مین بے اثر نہ تھا

حاصل کیا نہ عرضِ تمنا کا کچھ جواب
کیا پوچھتا کہ ہوش مین خود نامہ بر نہ تھا

محفل مین بھی ہی پاسِ رقیب استقدار نہین
بیٹھے وہ اوس طرف کہ مرا منہ جدھر نہ تھا

تم سے کبھی ملا کبھی ہم سے ہمارا دل		اس مطلب آشنا کا تعلق کدھر نہ تھا

۱۳	آخر تڑپ کے گر ہی پڑا بزم یار مین احسان کو تحمل دردِ جگر نہ تھا	۱۳

محبت سے کیون جی برا ہی کسیکا		کبھی کوئی شکوہ سنا ہی کسیکا
بتون پر کرین سیکڑون دل تصدق		کچھ اس سے سوا حوصلا ہی کسیکا
غضب ہی نہ میری سنے ایکدن بھی		وہی دل کہ جو مبتلا ہی کسیکا
شبِ غم مین اکثر ملاقات کی ہی		تصور ہمین بھی رہا ہی کسیکا
مرے لوٹتی ہین ہماری نگاہین		شبِ وصل سینہ کہلا ہی کسیکا
پڑا رہنے دو اپنے دامن مین دنیا		نہ ہو دیدۂ خون فا ہی کسیکا
کہے دیتے ہین شوخ چتون کے تیور		مرادوست دشمن بنا ہی کسیکا
ہم ایچرخ کیا تجھسے امید رکھین		کوئی کام تو نے کیا ہی کسیکا
ستم پر ستم ہی جفا پر جفا ہی		تمھین خاک پاس وفا ہی کسیکا
اثر ہو نہ جسمین سنو تم یہ خلوت		وہی نالۂ نارسا ہی کسیکا
مگر آرزو کوئی کشتہ ہوئی ہی		یہ کیون دلمین رونا پڑا ہی کسیکا
شبِ وصل رہجائین ارمان باقی		مگر ہم کو پاس حیا ہی کسیکا

۱۴	اب احسان ملنے کی امید رکھو دلِ زار ناصح بنا ہی کسیکا	۱۱

پہلوی عاشق مقام عیش جاں نہ ہوا		دلمین جو دو دن رہا وہ صرف خانہ ہوا
وہ پری پیکر نگانہ بن کسے بیگانہ ہوا		دشمنی کی ہمسے جب غیر نسے یارانہ ہوا

رشک آئے ہمکو کیا کیا گردشِ تقدیر پر
چشمِ ساقی پر بلا گردان جو پیمانہ ہوا

دل کو تم اپنا بنا لو کچھ بہت خوش ہو تو
وہ ہمارا ہی یگانہ تھا جو بیگانہ ہوا

جام ساقی نے دیا ہمکو تو خالی ہی دیا
گردشِ تقدیر بنکر دورِ پیمانہ ہوا

آہی رہتا ہی شبِ غم اک نہ اک ارمانِ وصل
دل ہمارا آرزوؤں کا جلوخانہ ہوا

طولِ ہجرِ یار نے برسونمین بدلا اپنا رنگ
رفتہ رفتہ غم اُمیدِ وصلِ جانانہ ہوا

رات دن مہمان رہتا ہی کسیکا خیال
پہلے کعبہ تھا مرا دل اب صنم خانہ ہوا

شمع رو بزمِ سلیمان کی دکھاتے ہین بہار
جس جگہ دو چار مل بیٹھے پریخانہ ہوا

شیخ کی صورت بنائے بیٹھے ہین سب بادہ خوار
میکدے مین انقلابِ وضع رندانہ ہوا

۱۵

دیکھ لین احسان ہمنے عشق کی تاثیریان
پھر وہ کافر ہی کہین گیسو کہین شانہ ہوا

۱۴

دل ملا آنکھ ملی دلسے مگر تو نہ ملا
پیار ہی پیار رہا وصل کا پہلو نہ ملا

غیر سے کیا وہ اشارونمین کہا کرتے ہین
آجتک ہمکو اسی بات کا پہلو نہ ملا

بیقراری نے شبِ وصل بچا لا اونکو
آج وہ خوش ہین کہ دل پہلوئے پہلو نہ ملا

ہر جگہ خاک اوڑادی مری ناکامی نے
دل مین حسرت ملی آنکھ مین آنسو نہ ملا

کہتے ہین مری بلا آئیگی اب کیسی جگہ
آپ مین اونکو جو وارفتہ گیسو نہ ملا

درد کمبخت نے ہمکو نہ سنبھالا اوٹھکر
گر پڑے ہم تو کوئی قوتِ بازو نہ ملا

کیا نیا ظلم ہی تلوون سے مسلکر بولے
یہ ہی دل ہی کہ جسپر تجھے قابو نہ ملا

چٹکیان لیتے محبت سے دمِ بیتابی
جس طرف تھا مرا دل اونکو وہ پہلو نہ ملا

لاکھ تدبیر کی شرم اونکی نہ ٹوٹی شبِ وصل
خوب کھل کھیلتے ایسا کوئی جادو نہ ملا

اول نسے ہیو جہ جھڑکنے کا جو کرتا ہون گلہ		ہنسکے فرماتے ہین تجھکو کوئی بدخو نملا
سیکڑون چشم فسون ساز کے دیوانے ہین		سامری کو بھی یہ چلتا ہوا جادو نملا
ہم تری وضع سے کیونکر نہون قائل بدلے		لاکھ غیر دنسے وہ ملواتے رہے تو نملا
کیا ہی بیتاب ہوا ہون ہین سڑپنے کے لیے		ضعف سے درد کو اوٹھنے کا جو قابو نملا

۱۶	مرنے والونکو نہین زیست کی پرواہ احسان کاٹ ہی لیتے گلا خنجر ابرو نہ ملا	۱۱

دل کی امیدین مٹاکر کیا ملا		ای فلک ہمکو ستاکر کیا ملا
آرزوئین بھی ہین غم بھی درد بھی		پھر نہ کہنا دلمین آکر کیا ملا
کوئے جانان سے نکلوائے گئے		وحشیونکو خاک اڑاکر کیا ملا
جان دیتا مین ترے ہر ناز پر		غیر سے آنکھین ملاکر کیا ملا
کہتے ہین ہنس ہنسکے مجھسے لگکے زخم		کوچۂ قاتل مین جاکر کیا ملا
جو تمنائین تھین دلمین مٹ گئین		ہمکو قسمت آزماکر کیا ملا
اور بھی وہ مجھسے ناخوش ہوگئے		داستان غم سناکر کیا ملا
عکس مے پر ہوگئے شیدا وہ آپ		آئنہ کو منہ دکھاکر کیا ملا
منہ چھپائے بیٹھے ہین وہ بزم مین		کیا کہین ہم آنکھ اٹھاکر کیا ملا
شاہی ملک سلیمان یہی کم		کیا بتائین ہمکو پاکر کیا ملا

۱۷	یار سے احسان پوچھو تو سہی خاک مین ہمکو ملا کر کیا ملا	۹

لڑی جو آنکھ محبت کا پاسے بندھوا		نگاہ یار کا ڈورا مجھے کمند ہوا

کیا نہ درد محبت کا خاک ہونے پر
غبار صورتِ آہ رسا بلند ہوا

ہمین رہے تری دوری مین ایفلک کمبخت
عدو کا بخت سیہ بختِ ارجمند ہوا

فراق مین ہی ترقی غمِ جدائی کی
بڑھا جو درد محبت ہزار چند ہوا

ہم اپنے دل کو تو لیجا تین بہزند مگر
کہین گے کیا جو کہین اونکو ناپسند ہوا

شبِ فراق مین روتی ہین جس قدر تین کہکر
غریبِ مفت مین دل دیکے دردمند ہوا

وفا سے اپنی ہوا یار کی جفا کو خلوص
کسی کا ناز ہمارا نیاز مند ہوا

ہزار مرتبہ آئینہ کھہ چکا منہ پر
وہ دیکھ دیکھ کے منہ اپنا خود پسند ہوا

۱۸ وہ اور بھری گات کسیکی کیا تلپن احسان
کبھی نہ دل نے کہا ہم سے کیا پسند ہوا ۲۲

کہو ایسے ستمگر سے گلا کیا
جو خود پوچھے جفا کیا وفا کیا

سنانے سے کسیکے فائدہ کیا
مرا دل کہو گیا تم کو ملا کیا

جو ہر جائی ہو پہر اوسکا پتا کیا
اونہین ڈہونڈہیگی آہ رسا کیا

نہ آئے وہ تو حجت کیا گلا کیا
ہماری منتین کیا التجا کیا

دلِ بیتاب مین آیا غم یار
خدا کرتے ہمارے پاس تم کیا

ہنسو بولو اوٹھا فرخ سے پردہ
ہمین تم ہین یہان دخل حیا کیا

یہ مانا قابلِ بیداد ہین ہم
کہو گے حق سے تم روزِ جزا کیا

محبت بھی خیالِ بیخودی ہی
مین خود واقف نہین مجکو پتہ کیا

نہ پہونچین گے نہ کچھ تاثیر ہوگی
یہی نالے ہین تو پہر آسرا کیا

تڑپتا دیکھکر وہ کچھ نہ بولین
صدائے آفرین کیا مرحبا کیا

نہ چھوڑو غیر سے ملنا نہ چھوڑو
سمجھ دیکھو برا کیا ہی بھلا کیا

خدا سے حشر مین مانگین گے تمکو
ابھی سے پوچھتے ہو مدعا کیا

بہت سی آرزوئین نکلی ہین
ہزارون بار سمجھے کیا ہوا کیا

بنا ہون ضعف سے شکل خیالی
مین اپنی حالکو پھر دیکھتا کیا

کبھی شوخی کبھی ہو بیحجابی
چھپی رہتی ہی آنکھون مین حیا کیا

چھپے لیمین تو پھر باہر نہ نکلے
ہمارا اونکا ہوتا سامنا کیا

نہین سنتا نہین سنتا وہ ظالم
مثل سچ ہی فقیرونکی صدا کیا

پڑا ہوگا کہین پہلو مین ہوگا
ہجوم یاس مین دل کا پتا کیا

ارادہ ہی کہ منہ پر ہنسکے کہدون
نہ آئے تم تو جھوٹے کی سزا کیا

وہ اپنے بسملونسے پوچھتے ہین
گلا کٹوانے مین پایا مزا کیا

کھٹکتا ہی غم دشمن شب و روز
کوئی کانٹا جگر مین رہگیا کیا

کسے لپٹائین بولین کس سے احسان
کہنچی تصویر فرقت وہ کہنچا کیا

١٩ ١٧

وہ شوخ شب وعدہ جو آکر نہین ملتا
دل اپنا ہمین اپنی جگہ پر نہین ملتا

وہ شوخ اونکو مرے قتل کا اکثر نہین ملتا
بالفرض جو ملتا ہی تو خنجر نہین ملتا

کچھ غم نہین اس کا ہی کہ دلبر نہین ملتا
افسوس تو اسکا ہی کہ ملکر نہین ملتا

دیدار کی حسرت رہی جاتی ہی یہان بھی
بے پردہ کوئی محشر مین نہین ملتا

ڈھونڈا ہی برابر خرد و ہوش نے لیکن
دیوانہ ترا آپ مین اکثر نہین ملتا

افشان ہین کرتا تھے کی ہم ڈھونڈھ چکے خوب
ان تارون مین تقدیر کا اختر نہین ملتا

کیون پھرتے ہو آدمی آنکھون مین کہ دل مین
آیا تمکو بھی رہنے کے لیے گھر نہین ملتا

مانگین گے خدا سے تمھین ہم روز قیامت
اسوقت تو کہنا کوئی مرکر نہین ملتا

رہ رہکے شب ہجر مین چھیڑ رگ جان کو
ایسا کوئی چلتا ہوا نشتر نہین ملتا

منہ اپنا پھر الٹے ہین وہ آنکھ لڑا کر
یہ لطف بھی افسوس برابر نہین ملتا

جب ڈھونڈھتے ہین پاتے ہین ہم دلمین خدا کو
حیرت ہی کسیکو کوئی کیونکر نہین ملتا

کھویا گیا ایسا تری رفتار کے آگے
اب ڈھونڈھنے سے قافلہ تشتر نہین ملتا

یک مرتبہ پوچھے مرا ارمان جو کوئی
سو بار کہون پھلوسے بر نہین ملتا

کیا چھیڑ ہی پوچھا بھی جو اوسنے تو یہ پوچھا
تو ہمکو کبھی روز سے مضطر نہین ملتا

رشک آتے ہین لاکھون مجھے تقدیر پہ اوسکی
کمبخت کو معشوق ستمگر نہین ملتا

محفل مین حسینونکی ہی دور مے گلرنگ
منہ دیکھتے ہین ہم کوئی ساغر نہین ملتا

۲۰

کیون مرحلۂ شوق مین پھرتا ہی بھٹکتا
احسان تجھے کیا کوئی رہبر نہین ملتا

کوئی پوچھے گا تو کہنے کے نہین غم اپنا
غیر سے مل کے بنا لین گے اونہین ہم اپنا

صبر کرنے سے ہوا اور سوا غم اپنا
مر ہی جائینگے اگر ہی یہی عالم اپنا

سینہ کوبی کے سوا اور کوئی شغل نہین
جیتے جی یون بھی کریگے کوئی ماتم اپنا

کام کر جاتی ہی دزدیدہ نگاہی دم قتل
خنجر یار چرا لے نہ کہین دم اپنا

کسی روٹھے کو منا لیتا ہی وصل کی شب
بگڑی قسمت کو بنا لیتا ہی ہم اپنا

اونکے سودائیونمین ہی وہ بلا کش مشہور
دل کو کر لے نہ کہین گیسوے برہم اپنا

خوش جمالونکو نظر اپنی بھی ہو جاتی ہی
آئینے مین بہت دیکھیے عالم اپنا

حال دل اونکو سنا دینے کی تدبیر یہی | غیر کے ذکر مین کچھ ذکر کرین ہم اپنا

۲۱	ہم سے دو چار گنہگار جو ہونگے احسان پیٹ بھر لینگا قیامت مین جہنم اپنا	۱۵

مری لحد کو کیا پائمال کیا کہنا | چلے ہو آج قیامت کی چال کیا کہنا
سنی جو عرض تمنا لپٹ گئے اکر | مزے کا ہی یہ جواب سوال کیا کہنا
ہزارون لطف ازل سے ہین ایک بندے پر | ترا ہی ای کرم ذوالجلال کیا کہنا
شب فراق مین چپ ہو کے بیٹھتے ہین جو ہم | پکارتا ہی ہتون کا خیال کیا کہنا
سنی ہی برق تجلی کی جلوہ ارائی | چھپا کہین نہ فروغ جمال کیا کہنا
رہے نہ دل مین کوئی آرزو شب وعدہ | یہ شوق ای مرے شوق وصال کیا کہنا
کسیکے سامنے رہتا ہی شغل نالہ کشی | زبان حال سے کہتا ہون حال کیا کہنا
ہزار خواب کا شکوہ ہی تجھسے آنکھونکو | مری طرف ہی تمہارا خیال کیا کہنا
تمہارے پرتو رخ کا فلک بھی ہی ممنون | مہ دوہفتہ کو بخشا کمال کیا کہنا
سما گیا مری آنکھون مین حسن کا جلوہ | ترے جمال کا ای خوش جمال کیا کہنا
تری کشش کا ہون ای نالہ رسا قائل | وہ آپ لائے پیام وصال کیا کہنا
یہ بیخودی نے طبیعت کو کر دیا آزاد | خوشی کا بھی نہین ہمکو ملال کیا کہنا
ہمارے دل مین وہ رہتا ہی ترین بنکر | خیال یار کی یہ دیکھ بھال کیا کہنا
پڑھے نہ شوق سے جو اوسکو نامہ کیا لکھنا | سنے نہ لطف سے جو اوسے حال کیا کہنا

شہ رسل کی محبت مین جان دی احسان ہوا بخیر ہمارا مآل کیا کہنا	

شکایت کرکے میں نے بزم وہ شمع حسن محفل تھا
تماشا ہو مرا رنگ شکستہ رنگ محفل تھا

اگر اتنا وہ کہدیتے کہ تو کل شب کو غافل تھا
تو دل کا مدعا واللہ ہر پہلو سے حاصل تھا

اسے بھی شاید انداز نگاہ یار آتے ہیں
الٰہی کیا ہوا دلمیں ابھی تو تیر قاتل تھا

جدا کہا کہتے بھی نہ مثل آرزو دم بھر
تمہارا رام رہنے والا جیتے جی محبوب ہر دل تھا

تمہارے غم کے بہلانے کی خاطر روک کہہ دیتے
نہیں تو دم پہلو سے اوٹھا دینے کے قابل تھا

پوچھو وصل کی شب صبح کی کس شکل سے ہمنے
رخ امید سے آئینہ حیرت مقابل تھا

یہ کوئی بات ہی کہلتا نہ اوس نے مہر کے آگے
ہمارا حال کیا مدعی کا عقدۂ دل تھا

گرفتاری الفت نے کیا باعث تسکین ہمدم
مرا دام اسیری جوہر شمشیر قاتل تھا

دکھایا تھا تماشا وحشت خاطر نے کیا کیسا
بیولا تک نگاہ قیس میں لیلی کا محمل تھا

تصدق رنج نومیدی پر آخر کر دیا تجھنے
وہ دل جو حسرت وارمانکی مدت سے منزل تھا

۲۳	مُوا احسان دلخستہ نوحہ کرنے لگے سب سے خدا بخشے فنون عاشقی میں فرد کامل تھا	۱۴

وصل کا حسنکی عشقمیں سامان نہوا
دل مرا ناوک دلدوز کا پیکان نہوا

سینہ اوس بت کا اوبھرنے سے نمایان نہوا
مجھسے ارمان مراد است و گریبان نہوا

حسن نے آئنہ نازکو کہا ہر سون
محو دیدار تمہارا کبھی حیران نہوا

ای فلک سوچ تو انصاف کی باتین میں بھی
میرے دشمن کو کبھی صدمۂ ہجران نہوا

اوس جفا دوست کو کچھ حال سناتا اپنا
تجھسے اتنا بھی کبھی اودل نالان نہوا

ای غم یار مرا صبر ہی لینا تجھسے
دل کا طالب نہوا جان کا خواہان نہوا

اتنا کہہ سکتے ہین یاں ہم بھی اوں انکہونکے حضور
تمسا دنیا مین کبھی فتنۂ دوران نہوا

خواہش وصل کبھی حسرت دیدار کبھی
ہجر محبوب مین کیا کیا ہمین ارمان نہوا

یہ کوئی ضد ہی کہ انداز محبت یارب
مین جو ہندو نہوا وہ بھی مسلمان نہوا

لب خاموش نے وہ ضبط سکھایا ہم کو
کبھی باتون سے بھی پیدا غم پنہان نہوا

یاد گیسو مین نہ حاصل ہوئی جمعیت دل
خواب آنکھون مین کب آیا کہ پریشان نہوا

جب مین کہتا ہون کہ پورا نہو اعدہ وصل
ہنسکے وہ ناز سے فرماتے ہین جی جان نہوا

وای تقدیر کہ تیا پوچھتے ہی گزری عمر
خضر بھی راہبر کوچہ جانان نہوا

۲۴ | غیر کے گھر کبھی جاتا تھا کبھی یار کے گھر
دہم احسان کو کیا کیا شب ہجران نہوا | ۹

ظلم کا خاتمہ بھی تیر نظر پر ٹھہرا
سینہ کو توڑ کے کم بخت جگر پر ٹھہرا

جس طرح تیر ترا داغ جگر پر ٹھہرا
تیغ کا وار کبھی یون نہ سپر پر ٹھہرا

وحشت دل کا برا ہو جو کبھی جا نہ سکا
دو گھڑی بھی نہ مین اوسکے در پر ٹھہرا

فیصلہ خوب کیا ای فلک ناانصاف
اون سے ملنا مرے نالونکے اثر پر ٹھہرا

اتنی ہی چلنے کی عادت ہی ترے ناوک کو
جب کبھی ہاتھ سے چھوٹا تو جگر پر ٹھہرا

دل لیا جا ہی ہی یار کے انتونکی چمک
مول اس مال کا اک سلک گہر پر ٹھہرا

وصل کی شب جو کیا موت نے [illegible]
فیصلہ آمد ہنگام سحر پر ٹھہرا

سچ ہی کہا ہو مین نے شش نالو نمین
مان جاؤ گے جو آنا مرے گھر پر ٹھہرا

۴۵ | کیون نکلوایا ہی احسان جگر خستہ کو
وہ کہان جاے کہ مژگان ستمگر پر ٹھہرا | ۱۳

کسیکے عشق مین کیے صبر و تاب ہونا تھا
خراب ہو گئے ہم کو خراب ہونا تھا

سوالِ وصل پر اُن کی یہ گالیاں کیسی
وہ ہن نہ تھا تو سب تجھے لاجواب ہونا تھا

کیا تھا ہمنے جو پیرِ مغاں کا عرس ای شیخ
تجھے بھی آکے شریکِ ثواب ہونا تھا

تمہارے ناز نے بدلا نہ کوئی رنگ اپنا
کبھی کرم کبھی قہر و عتاب ہونا تھا

ندامتین ہوئین کیا کیا پہ پیشِ داورِ حشر
مرا حساب نہ روزِ حساب ہونا تھا

کلیم ہوش مین آتے نہ حشر کے دن تک
ذرا کچھ اور تجھے بے حجاب ہونا تھا

وہ خاک اوڑا کے بتا تا جو پوچھتا ہمین یار
پیام بر کوئی حاضر جواب ہونا تھا

مٹا گئے وہ تجھے ٹھوکرون سے آخرکار
یہی تو ای دلِ حسرت مآب ہونا تھا

ادھر ہی ناز جوانی ادھر ہی شوقِ وصال
شبابِ یار کو میرا شباب ہونا تھا

وہ قید کرتے ہین اپنے گناہگارون کو
پڑے عذاب مین ہمکو عذاب ہونا تھا

مزے کی نیند ہی آتی شبِ جدائی مین
خیالِ یار کو آنکھون کا خواب ہونا تھا

ہمارے پاس ٹھہرتا ہمارا دل کیونکر
تلاشِ یار مین خانہ خراب ہونا تھا

ادھر ادھر تو بھٹکتا ہی کس لیے احسان
تجھے تو خاک درِ بوتراب ہونا تھا

۴۶ | ۱۵

جب کہیے کسی جی سے گزرنا نہین آتا
فرماتے ہین ہمپر تجھے مرنا نہین آتا

ملتے نہین دلکو مرے تسکین کے پہلو
بیتاب طبیعت کو ٹھہرنا نہین آتا

پڑتی نہین دل پر نگہ شوخ کسی کی
اس تیر کو پہلو سے گزرنا نہین آتا

حاضر ہی تمہارے لیے دل لو کہ جگر لو
ہم کہتے ہین جو اوس سے مکرنا نہین آتا

افسوس یہی ہی کہ کبھی یادِ عدو کو
ای شوخ ترے دل سے اترنا نہین آتا

کیون ہین یہ مری بیخودی عشق پہ الزام
مرنیکی طرح کیا مجھے مرنا نہین آتا

محجوب وہ ایسے ہین کہ بگڑے نہین بنتا
ناداں ہین ایسے کہ سنورنا نہین آتا

تن تن کے یہ کہتی ہی کوئی اوڑھنی جوانی
دل کو بھی مری طرح اوڑھانا نہین آتا

معلوم ہو کیا اونکو پریشانی عاشق
رخ پر ابھی زلفونکو بکھرنا نہین آتا

پہلوتی سے لگی رہتی ہی تصویر عدو کی
جی سے تری صورت کو اوترنا نہین آتا

بن ٹھن کے رقیبون سے ملا کرتے ہین ہر روز
ہان جی سے لیے اونکو سنورنا نہین آتا

کوچے مین ترے پھرتے ہی رہتے ہین شب و روز
مانند ہوا ہم کو ٹھہرنا نہین آتا

تسکین کے انداز سکھاتے رہے برسون
لیکن دل مضطر کو ٹھہرنا نہین آتا

دامن ہی مین رہتے ہین مرا اشک کے قطرے
موتی یہ وہ ہین جنکو بکھرنا نہین آتا

پاسِ ادب یار سے چپ رہتے ہین احسان
نالہ کہ فغان کیا ہمین کرنا نہین آتا

۲۷ ۱۲

دم بھرتے ہین عشقبازی کس کا
عالم ہی شہید ناز کس کا

باتون سے عیان ہی کسکی تقریر
سینے مین نہان ہی راز کس کا

ہم مر گئے سر پٹک پٹک کر
پرسان ہی وہ بے نیاز کس کا

محفل مین ہون ایک اور آنکھ اشک
تم دیکھتے ہو گداز کس کا

محمود تو خود ہی بندۂ عشق
مملوک ہوا ایاز کس کا

مین دل کو بچاؤن یا جگر کو
دشمن ہی تمہارا ناز کس کا

قسمت نہ بنی کبھی بگڑ کر
یہ چرخ ہی کارساز کس کا

آنکھونکو ملاؤن مین کہ دل کو
کام آئیگا میرے ساز کس کا

آنکھین تری کسکو ڈھونڈتی ہین
اس ناز مین ہی نیاز کس کا

قسمت ہی زرا بتا دے ہمکو		دل لیکے وہ دل نواز کس کا	
مقتل مین کسے وہ ڈھونڈتے ہین		سر کاٹیگی تیغ ناز کس کا	

۲۸	آنسو جو نکل رہے ہین احسان افشا یہ کرین گے راز کس کا	۱۳

اشک حسرت ہی کو سو مرتبہ ڈھلتے دیکھا		تیرے جلوے کو نہ آنکھون سے نکلتے دیکھا	
کی تسلی مری جب دلکو اوچلتے دیکھا		ہاتھون ہاتھ اوس نے لیا ہاتھ ملتے دیکھا	
کچھ تو اندیشہ تہا ایسا جو وہ لپٹے اکثر		مجکو جسدم صف محشر سے نکلتے دیکھا	
وہ کسیدن جو زرا در پہ کو آجاتے ہین		اتنا ملنا بھی دل غیر کو کھلتے دیکھا	
دل سے آنکھون مین ہے آنکھون سے ہی دلمین ہی آ		خوب ہمنے ترے جلوے کو ڈھلتے دیکھا	
گھر مین بیٹھے ہوئے وہ بیس ہے ہین دلکو		کیا قیامت ہی کبھی اوٹھتے نہ چلتے دیکھا	
دھوپ مین نکلے ہین انکے لیے سبزہ کہرسے		رشک وہ شی ہی کہ سایہ کو بھی جلتے دیکھا	
وصل کے لب ہوا نخل تمنا بے بر		عیش اک شب کا نہ اپنے لیے پہلتے دیکھا	
ناگوار اہی ہمین غیر کا بھی سوز و گداز		بجھگیا دل جو کبھی شمع کو جلتے دیکھا	
کبھی ہنسنا کبھی چپ رہنا کبھی بول اوٹھنا		تیری تصویر کو سو رنگ بدلتے دیکھا	
یا الٰہی مرے ارمان بہر سے دلکی خیر		نامہ بر کہتا ہی کچھ اونکو مسلتے دیکھا	
میری کیا اونکی ہی سنتے نہین اب حضرت دل		ایسے بگڑے ہوئے کو کسنے سنبھلتے دیکھا	

۲۶	نہ سہی وصل وہ پامال ہی کرتے احسان کام ناکام کا اتنا بھی نہ چلتے دیکھا	۱۵

اونکو پاس وفا زرا نہوا		ہم سے دشمن کا بھی گلا نہوا	

دیکھتے ہم تری مسیحائی — درد ہی درد لا دوا نہوا
تم بھلائی کرو رقیب کے ساتھ — اور مین یہ کہون بُرا نہوا
اونکا ہنسنا مری تمنا پر — دل لگی ٹھہری مدعا نہوا
پھر کسی سے نہ کام کا سمجھین — دل ہی جب درد آشنا نہوا
ایسی افتادگی مین ہی کیا خاک — مین جو اوس بت کا نقشِ پا نہوا
تم تو کیا خنجرِ ستم بھی کبھی — دردِ دل کے لیے دوا نہوا
بحث تھی شرم و شوق مین شبِ وصل — صبح تک کوئی فیصلا نہوا
دل کا اک کام لینگے چرخ سے ہم — شک ابھی سے یہ ہی ہوا نہوا
لیگیا تو فریب سے دل کو — اور غاباز تجھسے کیا نہوا
میری حیرت کو دیکھتا ہر زخم — یون بھی وہ صورت آشنا نہوا
تمنے جو ضد کی ہو گئی پوری — ہمنے جس کام کو کہا نہوا
اونکے دل مین ہی غیر کا ارمان — کاش میرا وہ مدعا نہوا
ایسی تقدیر پر گرے بجلی — جلوۂ گھر مین بھی سامنا نہوا

۳۰ — رہگئے ہائے کرکے ہم احسان — دل کو لیکر وہ جب روانہوا — ۱۱

نہ قبر پر کبھی آنا نہ فاتحہ دینا — ہماری لاش کو تم خاک مین ملا دینا
سکھا ہی دی ہے ہی آرزوئے قتل ہمین — وہ تیغ کھینچکر آئین تو سر جھکا دینا
ہماری گردش قسمت ہی کیا تو اے ناصح — یہ کس نے تجھکو سکھایا ہی سر پھرا دینا
ملیگا تجھکو یقیناً بہت ثواب اے چرخ — ہمارا کام بگڑتا ہوا بنا دینا

یہ کھٹکے سوئی ہی قسمت مری شبِ وعدہ
جب آئے یار تو فوراً مجھے جگا دینا

چراغ داغ کو جلتا ہی رہنے دے ای آہ
کہین اسے بھی نہ دل کیطرح بجھا دینا

عدو کا دخل نہ ہونے دو اپنی محفل مین
تمہین بٹھاتے ہو مجھکو تمہین اٹھا دینا

اگر عدو نہین گاہک تو کیا تردد ہی
تم اپنی تیغ کو میرے گلے لگا دینا

ہمارے دلکو وہ پاکر جو خوش ہے تو ٹھہرا
اسیطرح کا کوئی اور دل بھی لا دینا

۳۱ | فراقِ یار کا صدمہ نہ جائیگا آسان
تم اپنی زیست کو اب خاک مین ملا دینا | ۱۵

وہی آتے کہ تڑپ کر مہین بیجان ہوتا
اور کیا اسکے سوا ای شبِ ہجران ہوتا

تجھے نہ آنسو تو جگر ہی سرِ مژگان ہوتا
میری آنکھون ہی سے کچھ حال نمایان ہوتا

غیر کے سامنے ہم پوچھتے ہین قاتل سے
کون ان دونون مین تیرے نہ قربان ہوتا

یار کی وعدہ خلافی سے ہمارا دل بھی
ٹوٹ ہی جاتا اگر وصل کا پیمان ہوتا

دل نے کہلنا ترے جوڑ یکا نہ دیکھا ورنہ
یہ پریشان تو کچھ اور پریشان ہوتا

ای ستمگر شبِ وعدہ تجھے آنا تھا ضرور
پھر وہی تو وہی عاشق وہی سامان ہوتا

تمکو شکوہ کہ شبِ وصل بہت سا چھیڑا
مجھکو حسرت کہ نکلنے کا نہ ارمان ہوتا

تم دکھاتے وہ کرشمہ مجھے ان آنکھون کا
جو کبھی سحر کبھی فتنۂ دوران ہوتا

کیا بگڑتا ترا پوچھے تو فلک سے کوئی
وہ مری آرزوئے دل کا جو پرسان ہوتا

دل سے رکھا تری آنکھون نے تکلف شب وصل
ورنہ سو مرتبہ لپٹانے کا ارمان ہوتا

میرے مرنیکا شبِ غم مین تعجب ہی نہین
اتنی مشکل سے بھی یہ کام نہ آسان ہوتا

دل کی خواہش ہی شبِ وصل مریکا پہلو
اور بھر جو بن سے کسی بت کے نمایان ہوتا

قبلا درد مین ہی آپ ہی دل سا ہمدم ہے
کون ہمدرد ہمارا سبب ہجران ہوتا

تیری ہی منہ سے آرام یہ دونون گھر تھے
دل مین رہتا کہ مری آنکھ مین پنہان ہوتا

۳۲ یاس بنتا کہ تمنا کہ تصور احسان ۱۱
عشق ہر رنگ سے دلمین مرے پنہان ہوتا

ہائے جو صبر نو بے اختیار ہو کے رہا
یہ دو گھڑی بھی نہ دلمین ذرا ہو کے رہا

ہر گھڑی فلک سے کہ یار کے دل مین
خیال غیر نہ اکدن غبار ہو کے رہا

تاسف آتے ہین کیا کیا مقدر دل پر
تری نگہ مین وہ بے اعتبار ہو کے رہا

اوٹھا دیا تو اوٹھ آیا بٹھا دیا بیٹھا
مین اونکی بزم مین کس روز نا بار ہو کے رہا

تلاش یار مین ہر سون پھرا کیا دن رات
ہمارا نالہ غریب الدیار ہو کے رہا

وہ تیری چال کا فتنہ بنے گا حشر مین
جہان مین ستم روزگار ہو کے رہا

تمہارے عشق نے کیا کیا نہ رنگ دکھلائے
دلونمین حسرت بوس و کنار ہو کے رہا

جسے سمجھتے تھے ارمان وصل جانان ہم
وہی تو خواہش امیدوار ہو کے رہا

پھر اونکو یاد دلاتا ہی طرز جور و ستم
وہی خیال جو غفلت شعار ہو کے رہا

جو شب کو دیکھ رہی تھی وہ چشم حیرت تھی
مین تیری بزم مین آئینہ دار ہو کے رہا

۳۳ سر غرور اوٹھایا نہ خلق مین احسان ۱۱
خدا کا شکر ہی مین خاکسار ہو کے رہا

کبھی امید کبھی حسرت و ارمان ہوگا
دل مین غم یار کا سو رنگ سے پنہان ہوگا

مجکو غم ہی تو یہی ہی دم مرگ ای وحشت
اب ترے ہاتھ مین کل کس کا گریبان ہوگا

سحر وصل کہانی نہ سہ بختون کو
اور کیا تجسے بھلا ای شب ہجران ہوگا

دیکھ پائیگا اگر وہ ترا انداز خرام
فتنۂ شور قیامت دبے پاؤن گریزان ہوگا

دلمین رکھنے کی مجھے کچھ بھی جو حسرت ہوگی
ناوک یار سمٹ کر ابھی پیکان ہوگا

گالیان کہائیگا اسطرح وہ بیحرم و قصور
جو کوئی آپکا شرمندۂ احسان ہوگا

چٹکیان اپنے دل زار مین لیتا ہی کوئی
تیرے ہی ناوک دلدوز کا پیکان ہوگا

اپنا آشفتہ اگر کیسوئے جانان لے گیا
خواب راحت بھی مجھے خواب پریشان ہوگا

ای سحر منہ نہ شب وصل دکھانا ورنہ
ہاتھ ہوگا مرا اور تیرا گریبان ہوگا

شکوۂ زلف سے ایکھرف تک کیا حاصل
مفت مین اونکا دماغ اور پریشان ہوگا

۳۴	قتل ہوجاؤنگا چتون کی ادا پر احسان بانکپن اونکا مجھے خنجر برّان ہوگا	۱۱

گو مین خوش خوش تری محفل سے نکلی جاؤنگا
لیکن امید نہین پھر بھی سنبھل جاؤنگا

اونکے قدمونکے تلے آکے کچل جاؤنگا
چال مین گردش قسمت سے بھی چل جاؤنگا

تیرے ارمان نے ہمکی مجھے دے رکھی ہی
جب خفا ہوتا ہی کہتا ہی نکل جاؤنگا

کیا مجھی کوچۂ محبوب مین ہی گرد روی
شوق کہتا ہی کچھ آگے مین نکل جاؤنگا

یوجھنے آیا کرے ہوش تو مجکو شب ہجر
رفتہ رفتہ مین یونہین آپ سنبھل جاؤنگا

شکر ہی آج ترے درد نے اتنا تو کہا
وصل کی رات جب آئیگی تو ٹل جاؤنگا

بیٹھتے اوٹھتے یہ کہنا ترے غم کا کیا خون
کوئی ارمان نہین مین جو نکل جاؤنگا

رشک کی تاب ہی ای برق تجلی کسکو
طور کو دیکھتے ہی دیکھتے جل جاؤنگا

کچھ تڑپنے مین کمی ہی تو یہ کہتا ہی وہ شوخ
چٹکیون سے دل بیتاب کو مل جاؤنگا

دیکھ لینے دو بہار چمن حسن مجھے
باغ کی سیر کرونگا تو بہل جاؤنگا

۳۵	یاد ہی وصل مین مانگی کہنا احسان تھوڑی دیر اور ٹھہر تو نہ نکل جاؤنگا	۱۱

دل اوڑا غیر کا عاشق کا جگر چھوڑ دیا
تو نے ایجان جہان تیر کدھر چھوڑ دیا

لوٹ کر خاطر بیتاب کا گھر چھوڑ دیا
کچھ نہ چھوڑا مگر اک داغ جگر چھوڑ دیا

رحم کی کیا کسی ببرحم سے رکھون امید
تو نے رونا بھی تو ای دیدۂ تر چھوڑ دیا

سینہ توڑا ہی تو دل کو بھی مرے مل کر
اسکو کسکے لیے ای تیر نظر چھوڑ دیا

آج فتنون کو قیامت ہی سے لڑوا دینے
کوئی شوشہ نہ سر ایگندر چھوڑ دیا

دل ویران مین نہ گیسو کا تصور آیا
اس بلا نے بھی یہ اوجڑا ہوا گھر چھوڑ دیا

تجھکو جانا تھا مرے دلسے نکلوا کے اسے
کس پر ارمان کو ای درد جگر چھوڑ دیا

مجمع یاس سے گھبرا کے جو نکلی شب ہجر
آہ نے راستہ باب اثر چھوڑ دیا

چوری جاتے نہین سُنتے کسی لکواب ہم
انکھ نے شیوۂ دزدیدہ نظر چھوڑ دیا

دل مین ابلا تو کسی اور طرف کو نہ بڑھا
کیا سمجھکر ترے ناوک نے جگر چھوڑ دیا

۳۶	فیصلہ غیر کا اور میرا ہوا خوب احسان ہاتھ اک اوسنے اودھر ایک اودھر چھوڑ دیا	۷

دونون جانب جوش الفت کا اثر ہونے لگا
مجھکو غش آنے لگے وہ بیخبر ہونے لگا

جلوہ گہ مین دیکھ لینی جی بھر کے آؤ بھی کہین
اتنوا آنکھون سے تقاضائے نظر ہونے لگا

اس تجاہل نے تو ہمکو اور بھی تڑپا دیا
پوچھتا ہی یار کیون درد جگر ہونے لگا

وای بیدردی مٹایا ہی فلک نے اوسکو گھر سے
جب ہماری آہ کا کچھ کچھ اثر ہونے لگا

کچھ تو اس پہلو سے قاتل پر کھلیگا حال دل
کیا ہوا خون آرزو فن کا اگر ہونے لگا

دل سے تمہ ارمان بن بن کر نکل جانے ہوا	اور کہتے ہو کہ نالہ بے اثر ہونے لگا

۳۷	رسم الفت سے ہمیں احسان وہ ایذا ملی اعتبار دشمنی ہر دوست پر ہونے لگا	۱۹

دشنام دی کہ بوسۂ رخ پر ملا دیا
تبلائیے حضور نے دل لیکے کیا دیا

صدمہ غم فراق کا بے انتہا دیا
دل شاد کرنے والون نے ہمکو رولا دیا

سو جلوے ہر نگاہ مین ہین وقت انتظار
انکھونکو پتلیون نے تماشا دکھا دیا

پہر آرزو ہی کہا تیغ ستم کا زخم
اس دل کی چوٹ نے ہمین اچھا مزا دیا

لیجاتا ہی مجھی بہی وہان سا تھ اپنے دل
کم بخت نے کہان کا یہ جھگڑا لگا دیا

موج نسیم تیغ سے سب زخم کہل گئے
روتے ہو دن کو آب کرم نے بہا دیا

ہوتے ہو تم مجھی سے مکدر شب وصال
مٹی مین حوصلہ نہ عدو کا ملا دیا

روز آتے ہین وہ دیکھنے کو میرا اضطراب
درد جگر نے مجھکو تماشا بنا دیا

آرائشون سے بنگئے وہ آفت جہان
سرمہ نے چشم شوخ کا جادو جگا دیا

رو رو کے ہمنے حسرت کشتہ کے حال پر
پانی کی طرح خون تمنا بہا دیا

آخر شب فراق مین موت آگئی ہمین
جلتا ہوا چراغ کسی نے بجھا دیا

حیرت سے ہی مرقع تصویر انجمن
محفل کا رنگ شمع رخون نے جما دیا

آتا تھا دل مین رہنے کو وارفتگون کا ہجوم
افسوس کسکی یاد نے رستہ بھلا دیا

ای آسمان ہم تو کہینگے ہزار بار
تو نے ہمارے دوست کو دشمن بنا دیا

کتنا ہی اضطراب ہو نالین گے ہم ولے
کیا اوسکا پہیر نا جو کسیکو دیا دیا

دیکھین گے تاب لاتی ہی کسکی نگاہ شوق
جب روز حشر نے پردہ اوٹھا دیا

بادِ صبا نے خاکِ رہِ کوئے یار سے	دل بھی ہمارا ڈھونڈھ کے ہمکو نہ لا دیا
میرا نشانِ قبر تہا مدّت سے بادگار	ظالم کی ٹھوکرون نے اوسے بھی مٹا دیا

۳۸	احسان مرکے نہ میسّر ہوا وصال اس آرزو نے خاک مین ہمکو ملا دیا	۱۵

جھوٹی تسلّیون سے جو دل بیقرار تہا	اپنا عجیب حال شبِ انتظار تہا
سنتے ہمارے نالۂ دلکی بھی کچھ حضور	بیچارہ بے وطن تہا غریب الدّیار تہا
غافل مجھے کیا بہی تو بہلوئے یار مین	دل سے زیادہ عشق مرا ہوشیار تہا
رخصت ہوئے وہ بہول گئے عیشِ وصل ہم	یہ یاد ہے کہ شب کو کوئی ہمکنار تہا
اٹکل رہی نگاہ طبیعت ہوئی جو صاف	دل سے زیادہ آنکھ کو مجھسے غبار تہا
کسکو بتاؤ مین شبِ غم کا شریک حال	آنکھین تہین میری اور ترا انتظار تہا
اونکا خیال ساتھ لگا لیگیا کدہر	یارب ابہی تو بر مین دل بیقرار تہا
کچھ کہگئے ہنسی مین جو ہم وہ خفا ہوئے	در پردہ چہیڑنا بہی اونہین ناگوار تہا
پامال کرنے آئے تھے جب وہ ہماری لاش	ہمدرد اودہر اودہر ستم روزگار تہا
یاد آتی ہین کبہی کی اونگلین حضور کی	اوٹھتے ہوئے شبا بمین کیا کیا ابہار تہا
آخر نثار ہو ہی گیا بختِ غیر پر	وہ دل جو تیرے وصل کا امیدوار تہا
خاطر نہ جمع دونو طرف تہی شبِ وصال	کچھ ہمکو فکر تہی کچھ اونہین انتشار تہا
کیونکر بھلا سکے بیٹھے رہے آجتک مجھے	دل تو تمہارے پاس مرا یادگار تہا
ای جذبِ شوق تیری کشش خوب دیکہلی	ہم بہی کہین گئے کیا کوئی بیگانہ یار تہا

احسان ہم نہ بکے ضرور آج دینگے جان	

۳۹	کیا یاد وہ کریں گے کوئی بیقرار تھا		۱۱
	ہو گیا تھا جو گزر عشق کے دیوانوں کا	۴	ڈھیر ہی کو چاک گریبانوں کا
	بال بکھرے نظر آتے ہیں یہ کب شانوں پر	۴	دھنے بائیں ترے مجمع ہے پریشانوں کا
	لذتِ درد محبت سے ہوا نو آگاہ		شکر کرای دمن زخم نمکدانوں کا
	رات بھر یار کو آغوش میں کہا ہمنے		پھر بھی پورا نہوا حوصلہ ارمانوں کا
	غم نے چھوڑا ہی مرے دل میں جو تھوڑا سا لہو		بچ رہا حصہ ترے تیر و نمکپانوں کا
	بختِ خفتہ کیطرح اونکو بھی سو جاتا تھا		چرخ نے لیا کیوں خواب پریشانوں کا
	چرخ کے بھیجے ہوئے درد و الم آئے ہیں		منتظر تھا دلِ شیدا انہیں مہمانوں کا
	دیکھ لیتا ہوں جو اس بت کی نشیلی انکھیں		لطف ملتا ہی چھلکتے ہوئے پیمانوں کا
	کچھ نہ پوچھو مرے ویرانۂ دل کی وسعت		ایک میدان ہی یہ لاکھ بیابانوں کا
	سنتے کیا آتے ہو پہلے مرے دل کو کیا تھا خالی		پھر نہ آنا ہوا نکلے ہوئے ارمانوں کا
۴۰	ایک بھی ہوش میں پایا نہیں جاتا احسان	۴۰	۱۳
	مجمع شہر ہی یا غول ہی دیوانوں کا		
	پھوند زمیں کب تری ٹھوکر نے کیا تھا		یہ کام ہمارے ہی مقدر نے کیا تھا
	ہاں اور تو کچھ یاد نہیں حشر کی باتیں		انصاف ہمارے ہی ستمگر نے کیا تھا
	کل تھی جو تڑپ کیوں نظر آتی نہیں وہ آج		کیا یاد کسیکو دلِ مضطر نے کیا تھا
	مقتل میں پڑی ہی ہی لاش ہماری		اچھا یہ سلوک آپ کے خنجر نے کیا تھا
	مارا بھی ہمیں کو تری چتون کی ادا نے		زندہ بھی ہمیں کو تری ٹھوکر نے کیا تھا
	ہوتی تھی حیا سے جو شبِ وصل لڑائی		شوخی کو الگ غمزۂ دلبر نے کیا تھا

مغرور ہوا ایک ہی ٹھوکر کا تمہاری
دعوے تو بڑا فرشتۂ محشر نے کیا تھا

تقصیر ہی تیری نہ خطا تیرے ستم کی
مایوس ہمیں اپنے مقدر نے کیا تھا

کہیے ابھی آئینہ دکھا کر میں بتا دوں
شرمندہ کسے آپکے ہمسر نے کیا تھا

کم بخت بنا کر ادسے کیوں کوس رہے ہو
کیا تم سے بھی جھگڑا دل مضطر نے کیا تھا

نازاں ہو بہت لذت غم پر نہ دل غیر
یہ لطف ہمارے ہی ستمگر نے کیا تھا

ہم چشم سیہ مست کو بھیجا نے ہوئے ہیں
بیہوش ہمیں کل اسی ساغر نے کیا تھا

۴۱ | کھو رام سے قاتل کو شب باہ میں احسان | ۱۳
کیسا یہ غضب دیدۂ اختر نے کیا تھا

اوں جی کہنا ہوں شب وعدہ نہ شرما جانا
میرے گھر میری طبیعت کیطرح آجانا

کبھی ارمان کبھی دلکی تمنا جانا
اتنو سچ کہدو کہ ہمنے تمہیں کیسا جانا

مجکو ای بت نہ بنا عشقمیں اتنا غافل
بھول جاؤں لگا تری یاد کا آنا جانا

خواہش وصل نے بیتاب کیا آخرکار
آپ نے ابتو مرا شوق تمنا جانا

کوئی تو ہو دل پر درد کی حالت کا شریک
چٹکیاں لیکے کلیجے کو بھی تڑپا جانا

خوش جلانیکے ستم عین کرم ہوتے ہیں
کیا برائی ہی جو ہمنے تمہیں اچھا جانا

سرکشی سیکھنے دیتی نہیں آداب وفا
کچھ نہ جانا ترے جوبن نے ادھر نا جانا

کھو لکر بال یہ کہتا ہی کوئی وصل کی شب
بوے گیسو کو نہ تم سونگھ کے اڑا جانا

حضرت عشق زخود رفتہ کیے دیتے ہیں
یاد آیا ہی ترا آکے سمجھا جانا

اک نہ اک ہو خلل انداز تمنا شب وصل
اونکی آنکھوں سے حیا کہتی ہی شرما جانا

بھیجا کیوں بھوڑ دیا ساتھ لیے چل ادل
بزم دلدار میں اچھا نہیں تنہا جانا

وعدہ ٹھہرے کہ نہ ٹھہرے مگر آؤ تو سہی		جھوٹی قسمین ہی مرے سر کی تو کہا جانا
۴۲	جورِ بیجا کی شکایت نہ کبھی کی احسان اِس وفا پر بھی نہ اوسنے ہمین اپنا جانا	۱۴
اِس کا شکوہ نکر و ضبط کیا یا نہ کیا		لاکھ فریاد کی لیکن تمہین رسوا نہ کیا
وہ بھلائی کے عوض کاش بُرائی کرتے		بھول کر بیٹھ رہے ہین یہی اچھا نہ کیا
دلِ عاشق کو وہ مٹھی مین لیے بیٹھے ہین		کچھ تو مطلب ہی کہ جو خون تمنا نہ کیا
نگہِ ناز کی ہوتی ہی لگاوٹ ایسی		مجھسے ملنا بھی مرے دل نے گوارا نہ کیا
خاک پر لوٹ کے بھی ہمنے سنبھالا دل کو		راہِ الفت مین بتو کیا نہ ہوا کیا نہ کیا
ہم اسی لطف و کرم پر تو مٹے جاتے ہین		پائمال آپ نے دشمن کا کلیجا نہ کیا
اک ادا اونکی بنا لیتی ہی اپنا سب کو		جگر و دل نے تو دو ہو کے بھی ایکا نہ کیا
بدشگونی ہوئی ہنگام دعا دے نے نصیب		کوسنے والے نے کوسا ہمین اچھا نہ کیا
کیا لٹھایا ہی تری شانِ کرم نے ہم کو		بخت پر بھی تو کسی روز بھروسا نہ کیا
کھوئے جاتے ہین رہ عشق کے چلنے والے		یہ تعجب ہی تجھے ڈھونڈھ کے پیدا نہ کیا
دل ہوا زخم طلب تیغ کے مُنہ پر چڑھکر		اس جوانمرد نے بہ کام تو مردانہ کیا
قرض کے نام سے اک بوسہ لیا تھا ہمنے		کچھ تو سمجھے ہین وہ دل مین جو تقاضا نہ کیا
دیکھتے میری وفا تیری طرف سے دشمن		اسلیے مین نے محبت کا بھی دعوا نہ کیا
۴۳	اونکی باتین ہی سُنین ہمنے شبِ وصل احسان کوئی حجت نہ بڑھائی کوئی جھگڑا نہ کیا	۱۹
بنگیا گرد کدورت غمِ پنہان کس کا		بلکیا خاک مین آیا ہوا ارمان کس کا

وقت رخصت ہی ادب اے دلِ ناداں کس کا
کل ملیگا تجھے سر گوشۂ داماں کس کا

دیکھیے کام بنا لیتی ہی کسکی تقدیر
آج وہ پوچھتے ہین ہو کوئی مہمان کس کا

وہ مرا عہد وفا آپ کا اقرارِ وصال
آزمانا ہی مضبوط ہی پیمان کس کا

یہ نیا ظلم ہی خود چھین لیا دل خود ہی
لٹ گیا دیکھتے ہی دیکھتے سامان کس کا

مسکراہٹ کی ادا آج ہی ہی پیش نظر
ہمنے کل دیکھ لیا تھا لبِ خندان کس کا

مجمعِ شوق و تمنا مین جو گھبرایا غم
دل سے کہتا ہی کہ بن جاؤنگا مہمان کس کا

خود چلے آئے ہو یا لائی ہی قسمت میری
غیر کے کہنے سے مین مان لوں احسان کس کا

بخت دشمن ہی سیہ ہو تو یہ اسرار کھلے
ساتھ دیتی ہی بلا ہے شبِ ہجران کس کا

ہمنے مانا کہ کمان کش ہو نہ تم تیر انداز
چٹکیان دل مین لیا کرتا ہی پیکان کس کا

اوڑتی پھرتی ہی خبر کس کی خود آرائی کی
ذکر کرتی ہین سلیمان سے پریان کس کا

کنگھی چوٹی سے طبیعت کو ہوئی کیونکر نفرت
آج دیکھ آئے ہو تم حال پریشان کس کا

مجھسے وعدہ ہو وفا غیر سے ہو ایسا نصیب
کون سامان کرے یار ہو مہمان کس کا

اس پہیلی کو بھی بوجھین گے کبھی یار ہم
دن مین سو مرتبہ ٹوٹے تو وہ پیمان کس کا

قیس بھی چاک کرے جیب تو پھر دیکھین تو
دامن یار سے ملتا ہی گریبان کس کا

یہ ہتیلی کا پھپولا ہی اسے پہنچا بھی دو
لے لیا ہاتھ مین تم نے دلِ سوزان کس کا

اپنے بیمار کو وہ ہوش مین آکر بولے
ملگیا سونگھنے کو سیب زنخدان کس کا

غیر پر صدقے ہو کس طرح تمنائے وصال
آپ قربان کیے دیتے ہین ارمان کس کا

نازسے کہتے ہین منہ پھیر کے وہ صبح وصال
آج احسان ہی شرمندۂ احسان کس کا

کبھی ڈرتے ڈرتے جو پردا اوٹھایا
نہ آنکھیں ملیں اور صدا اوٹھایا

کسیکی لگاہون نے بیخود بنا کر
گرایا سنبھالا بٹھایا اوٹھایا

حسینون سے لڑوا دیا میرے دلکو
فساد آرزون نے اچھا اوٹھایا

ہوئے ہم جو مشتاق رنگین بیانی
لبون نے خموشی کا بیڑا اوٹھایا

ہمین نے دل اپنا دیا ان تینکو
ہمین نے جدائی کا صدما اوٹھایا

شباب آتے ہی بڑ گئی خود نمائی
جوانی نے جوبن کا پردا اوٹھایا

ستم کی تلافی ہوئی بھی تو اتنی
وہ کہتے ہین کیون جو بیجا اوٹھایا

خدا جانے کیا دیکھتا تھا وہ ظالم
کئی مرتبہ دل کو سینکا اوٹھایا

کیا کشتہ فتنہ خرامی نے مجھکو
قیامت نے آکر جنازا اوٹھایا

نگھ دلکی مژگان جگر کی ہی دشمن
یہ شر تو نے ای یار کیسا اوٹھایا

مجھے قتل کر کے وہ احسان بولے
بتاؤ اب احسان کس کا اوٹھایا

۹ ۴۵

سُناؤ گالیان لیکن بُرا دل ہو نہین سکتا
سمجھ نہ بیٹھو کچھ ان باتونسے حاصل ہو نہین سکتا

مرے دلکی طرح جب یار کا دل ہو نہین سکتا
محبت کا مزہ غم کھا کے حاصل ہو نہین سکتا

عدو کو لاکھ تم باتین سکھاؤ رسم الفت کی
تمہارے مُنہ لگانے کے وہ قابل ہو نہین سکتا

یہ گھر ہی اور کا جا راستے اپنا ای مجنون
ہمارا دل تری لیلیٰ کا محمل ہو نہین سکتا

سیاہی مُنہ جو وقتِ ذبح کچھ پر آ نہین ہمکو
دہانِ خم سے کیا شکرِ قاتل ہو نہین سکتا

بہت ہشیار ہی حسرت پہ اول وصل کی شب مین
بناؤ لاکھ تم بیخود وہ غافل ہو نہین سکتا

نہ روکا اسلیے پیکانِ تبر یار کو مین نے
کہ وہ پہلو مین رہکر دوسرا دل ہو نہین سکتا

نہ آؤ تم تو بزمِ عیش افسردہ نظر آئے
کسی صورت سے قائم رنگِ محفل ہو نہیں سکتا

۴۶ | تصورِ یار کا رہتا نہیں احسان آنکھوں میں
وہ کہتا ہی میں چشمِ شوق کا تل ہو نہیں سکتا | ۱۱

کبھی یہ انقلاب اے گردشِ ایام ہوتا تھا
ادھر سے آرزوئے وصل کا پیغام ہوتا تھا

تجھے کیا کیا نہ اے آہِ دلِ ناکام ہوتا تھا
عدو کا صدمۂ فرقت مرا آرام ہوتا تھا

مزہ جو گالیوں میں ہی کہاں شیریں زبانی میں
ترے لطفِ بیاں کو لذتِ دشنام ہوتا تھا

مری فریاد کو سن کے گھر میں بیٹھے کہتے ہیں
قیامت کی طرح در پر ہجومِ عام ہوتا تھا

مرے گھر تک نہ آئے وہ اجل بھی آگئی سر پر
زیادہ اس سے کیا اے بختِ نافرجام ہوتا تھا

مجھے وہ قتل کرتے ہیں اجل میری کہتی ہی
گنہگارِ محبت کا یہی انجام ہوتا تھا

نہ آئے وہ شبِ وعدہ تو یہ تقدیر بول اٹھی
تجھے ناکام ہونا تھا مجھے بدنام ہونا تھا

خدا ثابت قدم رکھتا نہ خنجر کیوں اونکو
شہیدانِ وفا کا معرکہ میں نام ہونا تھا

تڑپکر میں خیالِ یار سے کہتا ہوں فرقت میں
تجھی کو دوست بنکر دشمنِ آرام ہونا تھا

یہی افسوس کرتے ہیں ہم اپنی نامرادی پر
ترے غم کو تمنائے دلِ ناکام ہونا تھا

۴۷ | اوٹھا سکتا ہی کون احسان لطف بے زبانی کو
مجھی کو اونکے آگے قابلِ دشنام ہونا تھا | ۱۵

میرے قابو سے شبِ غم دل ہی کیا جاتا رہا
آرزوئے وصل کا بھی حوصلا جاتا رہا

آنکھ ملتے ہی دلِ درد آشنا جاتا رہا
کیا کہیں کیا مل گیا آج اور کیا جاتا رہا

پیار کی آنکھوں سے اونکا دیکھنا جاتا رہا
وہ تمنا رہگئی وہ آسرا جاتا رہا

آج اونکو وعدۂ فردا سے بھی انکار ہی
وائے ناکامی کہ یہ بھی آسرا جاتا رہا

لطف ہو جب دلکے کہو جانیکا مین شبکو ہ کرون — تم کہو ہم کیا کرین جی تا رہا جاتا رہا
بس بہت چھیڑو نہ مجھکو مدعی کے سامنے — چاہتے ہو تم کہ مین کہدون گلا جاتا رہا
وصل کا وعدہ نہین کرتے مگر ہنستے تو ہین — یہ بھی کیا کم ہی کہ اندازِ حیا جاتا رہا
ہاتھ رکھکر میرے سینے پر ذرا تم دیکھلو — کون کہتا ہی کہ دردِ لادوا جاتا رہا
سُن لیا ہی داورِ محشر کو جب سے بے نیاز — کہتے ہین اندیشۂ روزِ جزا جاتا رہا
جستجوئے دل مین مجھکو دیکھکر کہتے ہین وہ — کونسی شی ڈھونڈھتے پھرتے ہو کیا جاتا رہا
روبرو میرے بھری محفل مین ہمراز ہین غیر — اونسے ملکر بیٹھنے کا اب مزا جاتا رہا
وصل کی شب بھی سونکی دولت بچائی رہ گئی — مال میرے ہاتھ ایک آیا ہوا جاتا رہا
اُنس کرتا خانۂ دل سے مرے کیا وحشت — چار دن ٹھہرا پھرا بیٹھا اوٹھا جاتا رہا
اوسکو پردے مین بھی کہتی ہی آنکھونکی سرم — یار کی اوٹھتی جوانی کا مزا جاتا رہا

۴۸ — روک دیکھے دل مرا احسان تیرِ یار کو — رہگیا تو رہگیا جاتا رہا جاتا رہا — ۱۵

اللہ ری حیا سامنے آیا نہین جاتا — اونسے مری آنکھونمین سمایا نہین جاتا
دلدار سمجھکر تمہین شاید تڑپ اوٹھے — دل اسلیے دکھلانے کو لایا نہین جاتا
آتے ہین شبِ وعدہ وہ رہنے کو مرے گھر — ارمان کوئی دل مین جو پایا نہین جاتا
بیخود مجھے رکھتے ہین مگر کہتے ہین یہ بھی — کیون تجھسے کبھی آپ مین آیا نہین جاتا
گر گرکے درِ یار پر اپنا خطِ قسمت — مین لکھتا ہون مٹایا نہین جاتا
گستاخ بناتی نہین کب وصل کی حسرت — کب اونکی طرف ہاتھ بڑھایا نہین جاتا
مرجاؤن مین کہنے سنے مرے بخیۂ غدر — جینے سے تو یون ہاتھ اوٹھایا نہین جاتا

بسمل کیطرح لوٹ رہا ہی دل مضطر	۷	گستاخ کہے اک ہاتھ لگایا نہین جاتا
کیا کوسیے تقدیر کو ای درد جدائی		کم بخت سے دل ڈہونڈہ کے لایا نہین جاتا
ناکامی الفت کا بُرا ہو کہ کوئی کام		بگڑی ہوئی قسمت سے بنایا نہین جاتا
پوچہے شب فرقت مین کوئی میری اجل سے		تو کسکی طبیعت ہی جو آیا نہین جاتا
ارمان بہرے دلکو ہی لیجاتے ہین ہمراہ		ملنے کو تو خالی کبھی جایا نہین جاتا
کیا دیکہ کے سمجہا سے کوئی دلکو شب غم		تم سے تو تصور مین بہی آیا نہین جاتا
محشر مین جفاؤنسے ہوئے ہین وہ پشیمان		کہتے ہین کہ منہ تمکو دکہایا نہین جاتا

۴۹	بہر آیا دل احسان مرا پرسش غم پر وہ سنتے ہین تو درد سنایا نہین جاتا	۱۱

فرد قافیتین

ہان یاد ہی کیا کچہ نری الفت مین ہوا تہا		مٹنا دل بیتاب کی قسمت مین لکہا تہا
کلفت کر صد و شکوۂ فرقت مین کیا تہا		فرمایئے کچہ میری شکایت مین مزا تہا
گہبرائے ہوئے پہرتے ہین ابتک تو بولے		مین وہی گہڑی وادی وحشت مین پہرا تہا
پوچہو نہ یہی کیا ہوئی دلکی وہ تمنا		ارمان مرا وصل کی حسرت مین مٹا تہا
لپٹا ہی لیا اونکو شب وصل مین اوسنے		مجبور تہے ہم جوش طبیعت مین بہرا تہا
داغ دل محرور کے شعلے بہڑک اوٹہے		تجہسے ہی ترا غمزہ شرارت مین سوا تہا
آیا ہی تو اب بہر نہین جانا دل پُر درد		وان جاکے خدا جانے کس آفت مین پڑا تہا
تو دیکہلوئی بیٹنے لگا شیخ سا ہشیار		اک وہی گہڑی وہ مجہمت مین رہا تہا

اوس شوخ نے مٹی مین ملایا مرے دلکو
اچھا ہوا بیچارہ مصیبت مین پڑا تھا
تم ڈھونڈھنے آئے تھے مرے صبر کو جسدن
وہ خوف سے یان مجمع حسرت مین چھپا تھا

۵ احسان ہین داغِ دلِ پرسوز کے احسان ۱۵
تا صبح یہ اکثر شبِ فرقت مین جلا تھا

ہنس دیے وہ نہ اثر گریۂ حسرت نے کیا
بد نصیبونکا کوئی کام نہ قسمت نے کیا
تجھکو بیتاب مرے جذبِ محبت نے کیا
کیا ہی احسان ترے وصل کی حسرت نے کیا
بیخودی ہوش مین آنے نہین دیتی دم بھر
غافل ایسا مجھے اوس شوخ کی غفلت نے کیا
آپ مین ہم نہ رہے وصل کا وعدہ لیکر
یہ سلوک اور زخود رفتہ طبیعت نے کیا
خواہشِ وصل نے اوس بت کی ستم اور بڑھائی
کیا ہی مجبور مجھے میری ضرورت نے کیا
نامرادی کا فلک سے نکروں کیونکر شکوہ
جو کیا تونے کیا یا مری قسمت نے کیا
دل سے سمجھینگے جو مل جائیگا قابو ہمکو
محفلِ یار مین سوا انہین حضرت نے کیا
سر جھکا کر مجھے لپٹا ہی لیا اوس بت نے
کام اتنا مرا آنکھونکی مروت نے کیا
جوش دیکھا شبِ فرقت مین جو ارمانونکا
دلمین بادِ آپ کو بھر دی مری حسرت نے کیا
ای فلک طالعِ برگشتہ کا کچھ حال نہ پوچھ
جو کیا تونے وہی گردشِ قسمت نے کیا
دلکو تڑپایا کلیجے کو ملا داغ دیے
مجکو معلوم ہی کیا کیا تری الفت نے کیا
دیکھتے رہگئے وہ صورتِ آئینہ مجھے
بزم مین مجکو تماشا مری حیرت نے کیا
جانگیا طور ہوے حضرتِ موسیٰ بیہوش
یار کیا کچھ تری شوخی و شرارت نے کیا
لیا کہون کیون مین ہوا جور و ستم کا خوگر
کچھ مرے صبر نے کچھ آپکی عادت نے کیا

بے طلب بزم مین اوسکی نگیا مین احسان

۵۱	الاکھ مجبور مجھے میری طبیعت نے کیا		۱۵
	دود سمجھو نہ شمع محفل کا		یہ دھوان ہے جلے ہوئے دل کا
	آگیا وقت حلّ مشکل کا		ٹوٹتا ہی دم اونکے بسمل کا
	کیون رُکے ہاتھ اونکے قاتل کا		خون ہوتا ہی حسرت دل کا
	جسکو کہتے ہین جلیبلا جوبن		وہ اک ارمان ہی مرے دل کا
	خاک اتنی اوڑا نہ ای مجنون		بیڑیون پر وہ ہے نہ محمل کا
	تیری چپ مین ہین وصلکے پہلو		میری باتون مین مدعا دل کا
	جمع ہین دلمین سیکڑون معشوق		آئینے مین ہی عکس محفل کا
	پرتو یار نے کمال کیا		ہوگیا نقص ماہ کامل کا
	حشر مین کسکی ہم کرین فریاد		لے نہین سکتے نام قاتل کا
	سچے الزام پر جو قتل کرے	۲	ہاتھ جھوٹا ہو پھر نہ قاتل کا
	ضعف نے عشق مین نہ مارا		اک قدم ہی ہزار منزل کا
	عشق کچھ تو نبھیگا حشر کے دن		آسرا ہی گواہ عادل کا
	بڑھتے بڑھتے کمر تک آئی زلف	۲	سلسلہ بڑھ گیا سلاسل کا
	وہ بھی اب ہاتھ ملتے پھرتے ہین	۲	کو سنا پڑ گیا مرے دل کا
۵۲	داغ فرقت ادھر کے ای احسان آبلہ بنگیا مرے دل کا ۲		۱۵
	خلوت نہین ہی ذکر مدعی کا		دیکھو نہ ستاؤ دل کسی کا
	اللہ رے جوش بخودی کا		دشمن سے گلہ ہی دوستی کا

کیون دل سے مٹا نہ داغ الفت
کیا یہ بھی کلنگ کا ہے ٹیکا

آئینہ کو دیکھکر وہ بولے
بیمثل ہی حسن آدمی کا

اللہ رے اونکا اوٹھنا جوبن ۲
قابو مین نہین ہی دل کسی کا

مین اور ملامتِ احبّا
بدنام ہی نام عاشقی کا

واہ اوسنے ندی شکست دلکی ۲
دل ٹوٹ گیا شکستگی کا

دُرِ دندانِ خم بھی دیدے سا می
رکھ چھوڑنا کیا بچی کھچی کا

وہ غیر کو دیکھکر تبسّم
رونا ہی مجھے اسی ہنسی کا

رحم آہی گیا ستمگرون کو
ممنون ہون اپنی بیکسی کا

اُف تیری نگاہ شوخ کا دور
چلتا نہین سحر سامری کا

مین اور یہ اضطراب خاطر
تم اور یہ شیوہ دلبری کا

او دشمنِ دل کوئی ستم کر
دعوے ہی ہین بھی دوستی کا

چھیڑو نہ بہت ہمارے دلکو
انجام بُرا ہی دل لگی کا

۵۳	دلمین نہین صبر و تاب احسان خالی نہو یون بھی گھر کسیکا		۱۳

غضب ہی لوٹ لے جوبن کسیکا
اوسی دلکو جو ہو مسکن کسیکا

دمِ گریہ مجھے حسرت ہی اشکو
کہ تم ہو اور رہو دامن کسیکا

محبت کا رہے پردہ پسِ مرگ
کفن میرا ہو پیراہن کسیکا

مزا ہی روٹھنے کا جب شبِ وصل
کشاکش مین رہے دامن کسیکا

دعاے بد بھی کرتا ہون کیہکر
کہ میرا دوست ہو دشمن کسیکا

حیا سے سر جھکائے بیٹھے ہین وہ
ابھی پردے مین ہی جوبن کسیکا

محبت کے مہین صدمے اوٹھاوین
مرا دشمن نہو دشمن کسیکا

بچائے یار کی آنکھون سے اللہ
نہ لوٹین گھر یہ دور رہزن کسیکا

بتا دے تو ہی اے جوشِ جوانی
پھٹا پڑتا ہی کیون جوبن کسیکا

جوانی کی امنگین کھہ رہی ہین
کریگا سر کشی جوبن کسیکا

ہجوم یاس و حسرت کیون نہو تا
کہ ماتم تہا سر مدفن کسیکا

نگاہون نے بہت آنکہون مین روکا
نہ ٹھہرا جلوۂ پر فن کسیکا

نماشا ہی کوئی مقتل بہی احسان
ادہر ہی سر ادہر ہی تن کسیکا

۵۴ ۱۱

ہمین بیٹھے کرین نظارے اوٹہتے جوبن کا
الٰہی تا قیامت حوصلہ نکلے نہ دشمن کا

عیادت کے لیے آئے تو جوڑا کہولکر آئے
علاج اچہا کیا تمنے ہمارے دل کی الجہن کا

خیال بیخودی مین وسعتِ وحشت بڑہ نہین سکتے
مری دیوانگی رکھ لیگی پردہ اوسکے دامن کا

بنہائین کرتے ہین لیکن مرا شکوہ نہین سنتے
وہ بچ جاتے ہین یہ کہکر زمانہ ہی لڑکپن کا

شہیدانِ وفا مین سرخرو رکہے خدا اوسکو
ترے خنجر نے چوسا ہی لہو عاشق کی گردن کا

ہمین معلوم ہی سب شانِ حسن یا ای ہوسی
سپہر طور پر چمکا تہا تار اروئے روشن کا

نثار بارِ محبت ہی لسانِ سنگ ہر دانہ
طواف اگر کرے کیونکر نہ بجلی میرے خرمن کا

وہ مجہسے وعدہ کرتے ہین عدو سے جا کے ملتے ہین
مری قسمت سے لڑتا ہی بُرا ہو بخت دشمن کا

اسیرِ عشق اپنا اسطرح مجہکو بناؤ تم
محبت سے گلے مین ڈالدو طوق اپنی گردن کا

سمجہکر یار سے آنکہین لڑانا چاہیے ایدل
کہ جادو آفرین بھی ہی اشارہ چشمِ پر فن کا

۵۵	شباب یار آجائے تو پھر احسان دیکھینگے بہار اوٹھتی جوانی کی تکلف اور ہے حسن کا	۱۵

تنہا کبھی ملینگے شب انتظار کیا — کہتے ہین وہ کہ ہمکو ترا اعتبار کیا
برسون خرام ناز کی کہائی ہین ٹھوکرین — ہم کو مٹائیگا ستم روزگار کیا
موجود ہی تڑپ ہی وہی درد بھی ہی — تم دیکھیے ہو دل کی طرف بار بار کیا
جلوہ دکہا کے تمنے بتو ہوش اڑا دیے — آگے تمہارے کہوئے گئے ہوشیار کیا
دیکھا ہی اونکو ہنستے ہوئے مدعی سے آج — ٹھہریگا جوش گریہ بے اختیار کیا
دل کی تڑپ ہی شام ہی سے کچھ بڑہی ہوئی — اس سے زیادہ اور ہی انجام کار کیا
چشم سیہ کے دیکھنے والون کو ای فلک — تو کیا یہ تیری گردش لیل و نہار کیا
مرجائینگے فراق مین رو رو کے ایکدن — اس سے زیادہ اور ہی انجام کار کیا
اچھا نہ اب کہینگے کبھی آرزوے وصل — تمکو ہماری بات ہوئی ناگوار کیا
دونونکو بات کام کی ایسی سکہا دے عشق — پوچھین وہ کیا جواب دی امید وار کیا
سمجھی ہی کچھ ہمین نے لگاوٹ نگاہ کی — جانیگا اس لگاؤ کو نا کردہ کار کیا
رو کر جگر کے درد کو تیرے خیال نے — کم بخت نے کیا نہا مجھے بیقرار کیا
تم تو جوان ہوتے ہی دیکھو نکل چلے — سچ ہی ہماری حسرت دل کا ادہا کیا
لو دور ہی رہینگے نہ چھیڑینگے ہم ذرا — تمکو شب وصال مین ہی انتشار کیا

۵۶	ایسے سے حال اپنا ہم احسان کیا کہین جو ایک بات پر بھی کہے لاکھ بار کیا	۱۱

لہو تو پیلے تری تیغ مری گردن کا — یہ جہاڑ نا نہین اچھا ابہی سے دامن کا

کیا ہی وعدہ جو ہم سے تو آؤ ملنے کو
جوان ہو یہ زمانہ نہیں لڑکپن کا

برنگِ نکہتِ گل ہون ریاضِ ہستی مین
بنا نہ پائیگی بجلی مرے نشیمن کا

دعائین دیتے ہین ہم یار کی جوانی کو
کہ سر جھکے نہ زمانے مین اور بہر حسین کا

مری امید سے بہتر امید غیر وفا
مرے نصیب سے اچھا نصیب دشمن کا

فلک کے جور اوٹھاؤن یہ ہو نہین سکتا
تم آپ آکے مٹا دو نشان مدفن کا

کتر لیا ہی کسینے کہ دل بندھا تھا مرا
تلاش کیجیے گوشہ نہین ہی دامن کا

بہت نہ سینہ چھپاؤ بہت نہ جھک کے چلو
کہین اور بہار نہ دب جاے اوٹھتے جوبن کا

زبان شعلہ مرا سوز عشق کہدے گی
خموش رہ نہین سکتا چراغ مدفن کا

کہین چھپے ہی بری بات پردہ داری سے
ہمین بناؤ تو کیا حوصلہ ہی دشمن کا

۱۷ | وہ سر جو انہین کرتے نذر کیا احسان
تمہین اوتار کے رکھدو یہ بوجھ گردن کا | ۱۷

پوچھے اون گیسوؤن سے کوئی ٹھکانا دل کا
سیکھے اون آنکھون سے دیوانہ بنانا دل کا

چتون آنکھون کو سکھاتی ہی لبھانا دلکا
اب بتائے کوئی ہمکو بھی بچانا دل کا

کانپ اوٹھے درد بھر شکے فسانا دلکا
پھر بھی کرتے نہین موقوف ستانا دل کا

اللہ اللہ غم و حسرت و ارمان کا ہجوم
نرہا سینۂ عاشق مین ٹھکانا دل کا

صدمۂ رشک سے کیون ہو نہ جاتے ہین
کچھ قیامت کا تو آنا نہین آنا دل کا

مسلکِ عشق مین ہی ایک ہی تھرانا تکی
مرگِ ناشاد کا آنا ہو کہ جانا دل کا

نہ تعجب سے کہو ڈھونڈھ نکالا کیونکر
تمکو آنا بھی ہی محرم مین چھپانا دل کا

ہائے وہ غیر کی محفل مین مری بیتابی
اور پھر اپنے ہی ہاتھون سے دبانا دل کا

عوضِ غم رہے پہلو مین جو پیکانِ خدنگ
چٹکیان لیکے بہرا چھا ہی دکھانا دل کا

میرے پاس آیا ترے گھر سے سلامت آخر
میری حسرت کو مبارک ہو بہرآنا دل کا

بیخودی ایسی خوش آئی ہی کہ مین کہتا ہون
یاد ہی آپ کو وا رفتہ بنانا دل کا

مین وہ ارمان بہرا ہون کہ میرے سینے مین
نہ جگر درد والم کی نہ ٹھکانا دل کا

پیار وہ آئے نین عکس کو اپنے کر کے
مجھسے کہتے ہین برا ہوتا ہی آنا دل کا

تو نے ای بیخودیِ عشق عجب کام کیا
کہ نہین یاد ہمین پاس سے جانا دل کا

وہ تمہین ہو کہ جو لیتے ہو جگر مین چٹکی
وہ تمہین ہو جو اوڑانے ہو نشانا دل کا

اوٹھگئے وہ مرے پہلو سے چھڑا کر دامن
آج معلوم ہوا ہاتھ سے جانا دل کا

خالق دہر کا احسان بجا لاؤ شکر
اوسکی محفل سے غنیمت ہی بہرآنا دل کا

تم تڑپنے کی نہ حالت دیکھنا
دل مین رہکر دل کی حسرت دیکھنا

تم کو چاہا دل کی ہمت دیکھنا
کس مزے کی ہی طبیعت دیکھنا

دید یا زاہد کو بھی جامِ شراب
چشمِ ساقی کی مروت دیکھنا

ملکے دشمن سے جلایا ہی ہمین
بندہ پرور کی شرارت دیکھنا

بزم مین پردہ اوٹھا دو ایکبار
بیٹھے بیٹھے میری حیرت دیکھنا

صبح وصل آتے ہی کیا تڑپا ہمین
میری حالت وقتِ رخصت دیکھنا

غیر سے بگڑی تو وہ مجھسے ملے
یون بدل جاتی ہی قسمت دیکھنا

اور بھی تمسا کوئی ہی یا نہین
آئنہ مین اپنی صورت دیکھنا

اونکے دامن کیطرف بھی بڑھ چلے
کوئی دیوانونکی وحشت دیکھنا

ہائے چلدیا وہ اونکا اپنے گھر			اور وہ میرا بحسرت دیکھنا
حالِ عاشق تم کبھی سنتے نہین			عجز میرا اپنی نخوت دیکھنا
جب کہا مین نے کبھی مرتا ہون مین	۴		ہنسکے بولے اِنکی صورت دیکھنا

۵۹	منہ دکھاتے ہی نہین احسان وہ کہتے ہین روزِ قیامت دیکھنا	۱۳

ہر دل مین داغِ عشق دل آزار ہی رہا			یہ پھول جس چمن مین کھلا خار ہی رہا
روزِ جزا کہیگا ہماری ہی کس طرح			وہ دل کہ جو بتون کا طرفدار ہی رہا
خونخوار یان غضب ہین خدنگ نگاہ کی			سینے مین غرق تا لبِ سوفار ہی رہا
اک جلوے مین ہزار غش آیا کیے مگر			پھر بھی مین اونکا طالبِ دیدار ہی رہا
چھالونکے گل مٹے تو بڑھے دل مین داغِ عشق			گلشن مرا اوجڑکے بھی گلزار ہی رہا
جوشِ شبابِ یار نہ محرم سے بھی دبا	۲		جوبن اوبھرا بھرکے نمودار ہی رہا
وہ ایک دل مرا جو بنا خوگرِ الم			یہ ایک غم نرا جو دل آزار ہی رہا
یہ ماجرے بھی یاد رہین گے تمام عمر	۳		آئے وہ اور وصل سے انکار ہی رہا
آنکھین ملاکے اونسے نہ باتین ہوئین کبھی			آسان کام عشق مین دشوار ہی رہا
احسان سیکڑون خلشِ دلپسند کے			پہلو مین ناوکِ نگہِ یار ہی رہا
ہم وصل مین بھی خوف سے ظاہر نکر سکے			وہ مدعا جو قابلِ اظہار ہی رہا
تیغِ ادا کھچی تو رکے ناوکِ نگاہ			لیکن مین جان دینے کو تیار ہی رہا

۶۰	احسان اکیدن جو وہ آئے مزار پر پھر کیا نہار مجمعِ اغیار ہی رہا	۱۷

اشارے ہوتے رہے بام پر مین جا نہ سکا
اوٹھا تو لطف مگر ضعف سے اوٹھا نہ سکا

مین لاکھ مرتبہ رویا ہنسا دیا تم نے
تم ایکبار بھی روٹھے تو مین منا نہ سکا

وہ ناتوان ہون جو بیٹھکر اوٹھا نہ کبھی
وہ نقش ہون جسے دور فلک مٹا نہ سکا

غم آیا یاس بھی آئی مگر شب وعدہ
وہی ہماری طبیعت کیطرح آ نہ سکا

نزاکت اونکی مرا ضعف دونون یکساں ہین
وہ اوٹھکر آ نہ سکے بیٹھکر مین جا نہ سکا

ادھر کلیم کو غش آگیا ادھر مجھکو
کسیکی آنکھ مین جلوہ ترا سما نہ سکا

وہ ایک ظلم تمہارا جو کم ہوا نہ کبھی
یہ ایک نالہ ہمارا کہ لب تک آ نہ سکا

کیا یہی دل جو ستون نے رہا تفاق وہی
کہ اوسکو اپنی بغل مین کوئی بٹھا نہ سکا

مجھے ڈراتے ہو کیا چشم سحر آگین سے
وہی تو ناز کہ مین جس سے دل بچا نہ سکا

فضول ہی جو مقدر کو کارساز کہون
کہ میرا کام جو بگڑا تو یہ بنا نہ سکا

ہمارا گریۂ حسرت تہا بے اثر بالکل
تمہین ہنسا نہ سکا غیر کو رلا نہ سکا

بتاؤن کیا کوئی پوچھے وہ جستجو کیا تھی
تلاش سے مین طبیعت بتونکی پا نہ سکا

ہجوم یاس نے چپ کر دیا مجھے ایسا
وہ پوچھتے رہے مین درد دل بتا نہ سکا

قریب مہر و وفا اب یہی مرنے والون سے
وہی تو دل ہی ترا جو کسی پر آ نہ سکا

ادھر ادھر کے یہ کہتا ہی یار کا جوبن
مین وہ نمود ہون جسکو کوئی مٹا نہ سکا

ہمارے دل مین ہین ارمان اور بھی لیکن
جسے نکالدیا تمنے پھر وہ آ نہ سکا

۶۱	ہمارا زور نزاکت کسیکی ہی اے جان بنا بھی قوت بازو مگر اوٹھا نہ سکا	۱۵

	رازدار عشق دل کی کیا کیا آپ اپنا مدعی پیدا کیا	

کھل گیا اک بات مین فضلِ دہن
یار کو منہ چوم کر گویا کیا

بام پر بے پردہ ہو کر بیٹھنا
خود نمائی نے تمہین رسوا کیا

دیکھ اے زاہد وہ ہی شیشے مین مے
تجھسے دخت رز نے کیا پردا کیا

نارسا آہین و عائین بے اثر
اے فلک تو نے سلوک اچھا کیا

انتہا بدنام ہونیکی یہ ہے
ہمنے رسوائی کو بھی رسوا کیا

دیکھے اوس بت کی کوئی بد عہدیان
حشر کے دن وعدۂ فردا کیا

ذکر دشمن پر بجا کہتا ہو مین
کیون خفا ہو مین نے کیا بیجا کیا

تیر نے چھیدا جگر کو دل کے ساتھ
دیکھ اے ظالم یہ تو نے کیا کیا

توبہ توبہ کرتے ہو کیون واعظو
تھوڑی سی پی لی بہت اچھا کیا

جب کبھی کرتا ہو مین تسکین ستم
وہ سمجھتے ہین مرا شکوا کیا

چرخ بھی کتنا ہی مجھپر مہربان
ہر ملانے میرے گھر پھیرا کیا

مان لینے کا نہ تھا انکار وصل
تو نے کیون صبر اے دل شیدا کیا

آئے ہین یہ عہد لیکر آج وہ
ہم نہ ٹھہرین گے اگر جھگڑا کیا

جانتے ہو خوب تم احسان کو
دیکھ ہی لے گا اگر پردا کیا

۶۳ ۱۳

یون تو معلوم ہوا کب ہمین غصہ تیرا
تیری تصویر بتا دیتی ہی کہنا تیرا

محو ہی عشق مین یون چاہنے والا تیرا
دل مین ہی یاد تری سر مین ہی سودا تیرا

یاد ہی پیار سے اوس شوخ کا کہنا شب وصل
ہم سے بولیگا تو ملدینگے کلیجا تیرا

جیتے جی حسرت دیدار رہی ہی جن کو
کچھ وہی حشر مین دیکھینگی تماشا تیرا

کو ستا بار کا اعجاز مسیحا ہی ہمین
جیگئے ہم جو کہا نکلے جنازا تیرا

شکر کرنے بھی فرصت نہین ہوتی دم بھر
آے لب پر مرے کیونکر کوئی شکوا تیرا

جلوۂ شوخ کو آنکھون نمین چھپایا ہمنے
رکھ لیا دیدۂ مشتاق نے پردا تیرا

یاد کرتے ہین برائی سے وہان غیر مجھے
ذکر کرتی ہی یہان دل کی تمنا تیرا

اک نظر دیکھتے ہی ہوش سے باہر ہون ہو
کچھ ندیدہ تو نہین دیکھنے والا تیرا

چھیڑتا ہون تو اشاری سے وہ کہتے ہین
ہی مری ایک ہی چٹکی کا کلیجا تیرا

وصل کی شب بھی تری آنکھ پھری او ظالم
دیکھنا کام رہا جاتا ہی شیدا تیرا

داور حشر سے کہنا تجھے کہنا ہو جو کچھ
ہمسے طی ہو گا نہ ایدل کوئی جھگڑا تیرا

۶۴	حوصلہ دیکھ لے احسان کا او شوخ مزاج لے لیا سامنے دشمن کے بھی بوسا تیرا	۱۱

واقف نہ مین ہو اکہ بڑا بد نصیب تھا
قاتل رگ گلو سے زیادہ قریب تھا

شامل مرے بیان مین ذکر رقیب تھا
سننے کو اون کے کچھ یہی قصہ عجیب تھا

ملنے دیا نہ دل نے شب وصل یار سے
یہ مطلب آشنا ہی ہمارا رقیب تھا

پہلو ہی مین رہا شب فرقت خیال وصل
آنکھون سے دور ہو کے وہ دلسے قریب تھا

دیوانگی سے واسطہ دشمن کو کچھ نہین
جس نے کہ خاک اوڑائی یہی مین غریب تھا

وہ نامراد تھا جسے عاشق سمجھ لیا
کم بخت جسکو تمنے کہا خوش نصیب تھا

لب پر رہی صفت رخ گلگون یار کی
گویا ریاض حسن کا مین عندلیب تھا

فکر وصال غیر تمہین ہمکو اضطراب
ہم سے زیادہ حال تمہارا عجیب تھا

چھیڑا بھی یار کو تو نہایت ادب کے ساتھ
مین جتنا بد لحاظ تھا اتنا ادیب تھا

در تک وہ آکے اور کہین کو چلے گئے	۸	شامل مرے نصیب مین کس کا نصیب تھا

۶۵	احسان یہ ذرا سا ہی احمدؐ کا اختصاص سلطان انبیا تہا خدا کا حبیبؐ تہا	۱۲ ۱۳

ناز کہتا ہی دلربائی کا — خود غرض ہی وہ بت خدائی کا
شہر ہی اونکی کج ادائی کا — نام نکلا ہی بے وفائی کا
ای فلک یہ سلوک ہی کہ ستم — پاؤن ٹوٹا مری رسائی کا
اک بت جنگجو سے نا لڑیا — خاتمہ ہوگیا لڑائی کا
وعدہ کرتے ہین بھول جانے ہین — شوق ہی مشق بیوفائی کا
سخوت و کبر تجھکو زیبا ہی — تجھمین جلوہ ہی کبریائی کا
آنکھ شرما گئی عتاب کے بعد — کیا تکلف ہی کج ادائی کا
سچ یہ ہی وہ برا بھی ہی اچھا — کام جسنے کیا بھلائی کا
فیصلہ چاہتے ہین جب سے ہم — اپنی آہونکی نارسائی کا
روز وصل رقیب پر یارب — سایہ پڑتا شب جدائی کا
خوبرو کس طرح رہین بیکار — کام کرتے ہین دلربائی کا
ہین وفادار ہون کہو مرجاؤن — نام لیتا نہ بے وفائی کا

۶۶	سنگ در ہی سے پائینگے احسان مدعا اپنی جبہہ سائی کا	۷

چشمان سے اشارہ ہی یہی چین جبین کا — یون چھین لو دل کہو رہی ہی عاشقون کہین کا
حسرت کی طرح درد نکلتا نہین دلسے — کہتا ہی کہان جاؤن مین ساکن ہون یہان کا

پہونچین گے طلبگار ترے ایک تڑپ مین
ہر خندہ بہت فاصلہ ہی عرش بریں کا

ہنس سنکے کیا وصل کا اقرار کسی نے
دل کہتا ہی اس بات مین کچھ بھید ہی نہین کا

جیلے سے عیادت کے وہ آئے ہین دم نزع
دیکھین گے تماشا نفس بازپسین کا

وہ دل ہی مین موجود ہین لائی ہی خبر آہ
معلوم ہوا حال مسافر سے مکین کا

۶۷ احسان کدہر جائین کہان صبر سے بیٹھین ۷
بیتابی دل نے ہمین رکھا نہ کہین کا

مجھ فراق مین کیا بیدلی کا ڈر ہوتا
تری طرف بھی نہ ہوتا تو دل کدھر ہوتا

بدل کے بھیس جو وہ شوخ جلوہ گر ہوتا
تو کیون حسرت وصل آنکھ مین نظر ہوتا

ہمارے خانۂ دل مین نہین ہی غیر کا دخل
تم آتے جاتے یہان کیا کوئی خبر ہوتا

شب وصال بھی ہوتی جو سرم تکھو نمین
تمھین بتا دیتے مجھے رنج کسقدر ہوتا

یونہین جو مجھکو ہو پنجانہ تہا دیں یار
ادھر ادھر کی مین اڑتی ہوئی خبر ہوتا

وہ باوفا ہون کہ کرتا نہ بیکسی کا گلہ
کبھی ادھر کا زمانہ اگر ادھر ہوتا

۶۸ تماشا ایسے ستمگر کی ہی ہمین احسان ۹
حسین مثل پری نام کو بشر ہوتا

ہم سے برہم بخت کا شکوہ بھی وہ شکر ہوا
شکر کرنیکی جگہ ہی جو ہوا بہتر ہوا

جانتے ہو تم جو صدمہ ہجر کا مجھپر ہوا
ہر گھڑی کیون پوچھتے ہو کیا ہوا کیونکر ہوا

کہکے ہم رونے نہائے دیکھ تو اے ضبط عشق
خون دل کی حسرتون کا سینے کے اندر ہوا

نوک کی لینے لگی سب سے جوانی کی نمود
شوخیون سے جوبن اونکا اور بھی خود سر ہوا

کیا خوشی کیا رنج مجھکو ہجر ساقی مین ہوا ایک
گریۂ مینا ہوا یا خندۂ ساغر ہوا

آج چھاتی سے لپٹ کر دیگئے تسکین وہ
تو مبارک درد سے خالی دلِ بیمضطر ہوا

میرے دلسے چھیڑ کی لذت نرالی چھیڑ کوئی
ہر اشارہ اونکی مژگان کا مجھے نشتر ہوا

محتسب کو بادہ خوار دونے کہیں گہرا نہو
دیکھنا کیسا یہ غل مینخانے کے اندر ہوا

۷۹ بدگمانی سے ہوا جاتا ہی احسان حزین
غیر اونکی گالیان کہانے کا کیون خوگر ہوا ۱۵

بزم مین اونکو جاکے دیکھ لیا
آنکھ سب کی بچاکے دیکھ لیا

دل جو تڑپا تو آکے دیکھ لیا
اک تماشا بناکے دیکھ لیا

ہم در یار سے پھرے مایوس
بخت کو آزماکے دیکھ لیا

رشکِ دشمن ہی جانکا دشمن
یہ بھی صدمہ اوٹھاکے دیکھ لیا

دخترِ رز نے کیا خراب تمہین
واعظو منہ لگاکے دیکھ لیا

چلگئے ناوکِ نگہ کس پر
کس کو آنکھون اوٹھاکے دیکھ لیا

آہِ سوزان سے پھنک گیا عالم
تمنے ہمکو جلاکے دیکھ لیا

متحیر ہین وہ جو میری طرح
آئنہ کیون اوٹھاکے دیکھ لیا

نیچی نظر وہ نکے چل گئے ناوک
اوس نے جب سر جھکاکے دیکھ لیا

للہ الحمد اضطراب مرا
یار نے منہ دکھاکے دیکھ لیا

داغ حسرت نہین ہی مٹنے کا
ہم نے برسون مٹاکے دیکھ لیا

بیخودی مین ہمارا حال عجیب
ہوش نے بھی نہ آکے دیکھ لیا

نمرا یار کا پتا ہم کو
کو بکو خاک اوڑاکے دیکھ لیا

اور بدنام ہو گئے احسان

۱۵	رازِ الفت چھپا کے دیکھ لیا	۵

غضب ہی دیکھا نہ وصل مین بھی رخ اونکا زیرِ نقاب آدہا
نگاہِ شوق اپنی شوخ ہوتی تو ٹوٹ جاتا حجاب آدہا

کسیکے عارض کے مست ہین ہم پیین تو بوہول ہی کی ہوے
ہمارے ساغر مین بھر دے ساقی شراب آدہی گلاب آدہا

کبھی کرم ہی کبھی ستم ہی کبھی وفا ہی کبھی جفا ہی
بھرا ہی ظالم تری نگاہون مین لطف آدہا عتاب آدہا

عدو کے گھر تک نہ جانے پائے وہ آدہے رستے سے پھر کے آئے
فلک کا پورا سلوک مانین ہوا ہی گو انقلاب آدہا

گدا ز الفت کو آکے روکو قریب ہی وقتِ نیمجانی
کہین نہ ہو جائے غم سے گھلکر تمہارا خانہ خراب آدہا

بہا ہی دریا وہ چشمِ تر سے کہ ڈوبے جاتے ہین دونون عالم
گرے فلک ٹوٹ کر جو اوسمین تو ہو وہ شاید حباب آدہا

بہار جنّت ہی یادِ جانان ہوائے دوزخ ہی رشکِ دشمن
یہ دونون ملکر ہوے ہین ہمکو ثواب آدہا عذاب آدہا

مرے گناہونکی اتنی کثرت ہزار توبہ ہزار توبہ
گزر کے دن شام حشر آئی ہوا نہ لیکن حساب آدہا

خوشی سے سُن لیتے کس طرح ہم کہ وصلِ دشمن کا ماجرا تہا
جگر سے فوراً اک آہ کھینچی نہ کہنے پائے وہ خواب آدہا

ہمین یہی ڈر ہی شیخ صاحب کہ پہلا دن ہی بہک نجاوے
بہت نہین پی کے دیکھا ہو تم بس ایک جام شراب آدھا
وہ نیند کا وصل مین بہانہ وہ نیچی نظرون سے دیکھنا پھر
یہ کہتی ہی چشم نیم بستہ ابھی ہی باقی حجاب آدھا
کہا بہت بہر قتل ہم نے مگر کیا تم نے نیم بسمل
یہ کیا ستم ہی یہ کیا غضب ہی سوال پورا جواب آدھا
قرار جتنا نہین ہی مجکو وہ سیمبر وہ بھی مضطرب ہی
ہمین سے بجلی نے لے لیا تھا ازل کے دن اضطراب آدھا

۱۷	نمود جوبن کی کچھ ہوئی ہی چلین وہ احسان تنکے کیونکر جو ڈر تھا درپے حسن پورا تو کیون ادھر جیا آدھا	۱۱

ٹلنا جو دیکھنا ہی تمہین دل کے داغ کا
دیکھو بجھا کے ہاتھ سے بجھنا چراغ کا
لکھون سمجھ سمجھ کے صفت زلف یار کی
گو سہل ہی یہ کام مگر تھی دماغ کا
کہتی ہی راہ شوق مین ناکامی نصیب
مشکل ہی نقش پا سے بھی ملنا سراغ کا
جو حسرتین ہین دل مین اونہین تم نکال دو
رہنے دو اک نشان محبت کے داغ کا
صیاد بلبلون کو نچھوڑے بہار مین
لیکن دکھا دے دور سے دروازہ باغ کا
خالی کیا ہی یار کے جانے نے دل کو کیا
مدت ہوئی پتا نہین گھر مین چراغ کا
ای محتسب توانچہ ہی توبہ کو توڑ دے
لیتا ہی کیون گناہ شکست ایاغ کا
تنگ آگئے ہین درد و الم سے دل و جگر
بس استقدر ہی حال ہمارے فراغ کا
چھلونکے گل جو دلمین تھے آہو نے شیخ کے
صرصر نے کچھ نشان ہی رکھا نہ باغ کا

یا تین شب فراق بھلا کس سے بین کروں		خاموش ہی زبان ہے شعلہ چراغ کا
۷۲	سودائے عشق یار نجائیگا عمر بھر احسان ہم علاج کریں کیا دماغ کا	۱۳

مکتوب نہ آیا کوئی پیغام نہ آیا		لکھتا مری تقدیر کا کچھ کام نہ آیا
قابو مین کسیدن دل ناکام نہ آیا		آرام نہ آیا جو دل آرام نہ آیا
تو آہی گیا یار کہین سے شب وعدہ		خوش ہون مری تقدیر پر الزام نہ آیا
ایک بار کو قاتل نے پکارا سر مقتل		ناکام رہا مین کہ مرا نام نہ آیا
کس سے کہین کیا ہمین افسوس ہوا ہی		پھر کر جو وہان سے دل ناکام نہ آیا
پھر جاتا ہی عاشق کا مقدر ہی سے سمجھا		پھر نا تجھے او گردش ایام نہ آیا
واجب تو نہو گی مرے ساقی کی یہ تقسیم		زاہد کے جو حصے مین کوئی جام نہ آیا
تو ختم ہوئی وعدہ دیدار کی مدت		حسرت آیا مگر یار لب بام نہ آیا
کل پہلوے عاشق سے جو تم اوٹھکے گئے ہو		بیتاب ہی اب تک اسے آرام نہ آیا
غیرون سے پھری آنکھ نہ اوس عہد شکن کی		افسوس ہی گردش مین یہی جام نہ آیا
او دشمن جان پھر ترا انسو بھی ہی سو		اپنا دل ناکام ہی جب کام نہ آیا
یون یاد ہمین کرتے ہین وہ بزم عدو مین		دبراتی ہوئی قابل دشنام نہ آیا
۷۳	اب بیٹھے ہوئے روتے ہو یون لکھتا احسان آغاز مین اندیشۂ انجام نہ آیا	۱۵

جسکا بیان لبتی ہی دل مین تری حسرت کیا کیا	چاہنے والے کو ہوتی ہی اذیت کیا کیا
دیکھکر اونکو ہوا جوش محبت کیا کیا	وہ جو آئے ہین تو آئی ہی طبیعت کیا کیا

غیر کو پیار سے چھیڑا ہی کسی نے سرِ بزم
پھوٹ کر روئی ہی ناکامیِ قسمت کیا کیا

مجھسے ملتا رہا اچھے حسینوں کا خیال
ورنہ رہ رہ کے ستاتی شبِ فرقت کیا کیا

بخت ہی ہمکو بتادے جو بنا ہی ہمدرد
آنے والی ہی محبت مین مصیبت کیا کیا

فتنۂ حشر ہی سے پوچھ لے جاکر کوئی
تیری رفتار نے ڈھائی ہی قیامت کیا کیا

تم اسے آکے نکالو تو مجھے چین آے
دلمین بیٹھی ہوئی تیر ہی حسرت کیا کیا

کچھ بتاؤ تو سہی بات بناؤ تو سہی
تم کو مجھسے مرے دلکی ہی شکایت کیا کیا

انتو جب جاتے ہین منہ پھیر لیا کرتے ہین
دیکھیے اور دکھائے ہمین قسمت کیا کیا

یار کی آنکھ سے پوچھونگا مین اتنا تو ضرور
تو نے کی ہی دشمن کی مروّت کیا کیا

کچھ نہین نے مجھے مجبور بنا رکھا ہی
ورنہ قالب سے نکلتی یہ طبیعت کیا کیا

مرے مرنے سے بھی غصہ نہ گیا اوترا
تیوریان چڑھی ہین اگر سرِ تربت کیا کیا

فتنہ انگیز بنی یار کی شوخی شبِ وصل
ایک نہ ایک بات پر آئی ہی قیامت کیا کیا

دل کو پھونکا ہی کبھی ہمکو جلایا ہی کبھی
جلوۂ یار نے کی ہم سے شرارت کیا کیا

۷۴ | درد دلمین وہ بنی ٹیس جگر مین احسان ہر جگہ رنگ بدلتی ہی محبت کیا کیا | ۱۵

کیا ابھی باقی ہی کچھ رونما مری تقدیر کا
زخم پر ہنستا ہی کیون سوفار ہر تیر کا

آج شکوہ سنکے عالم ہوگیا تصویر کا
یار ہی خاموش کیا کہنا مری تقدیر کا

اوسکی خاموشی بھی خوش آئی ہی مجھکو کیا کہون
دوڑ کر منہ چوم لیتا ہون تری تصویر کا

عرش ہل جائے تو البتہ دل اوسکا بھی ہلے
ورنہ یون قائل نہین مین آہ بے تاثیر کا

مجھ گرفتار محبت کا کیا سب نے ادب
پاؤن پڑنا دیکھ لو تم پاؤنکی زنجیر کا

ہم بھی سے پوچھتے ہین کیا برا ہی اے فلک
کام بن جاے اگر بگڑی ہوئی تقدیر کا

میرے پہلو مین رہے برسون کب اسکی ہی امید
بیٹھ جانا ہی علیمت ہی تمہارے تیر کا

پوچھتی ہے آہ کس بیدرد کے گھر کا پتا
ڈھونڈتا ہی کسکو نالہ عاشق دلگیر کا

مسکراہٹ کی ادا کیا کیا ہی ہونٹونسے عیان
کسقدر ہنسکھ ہی چہرہ یار کی تصویر کا

اس اسیری سے تو اچھی ہو چکی دیوانگی
اور سودائی بنا دیتا ہی غل زنجیر کا

مشق ناوک افگنی کی کیا ضرورت ہی تمہین
سیکھ لو ذرہ جی نگاہونسے لگانا تیر کا

تم سے ناکامی کا شکوہ کیا کرین عاشق ہتو
چھوڑ رکھا ہی خدا پر فیصلہ تقدیر کا

پیار کی باتون مین آجاتا ہی غصہ بھی نہین
کالیان دیکر چکھاتے ہین مزہ تقریر کا

دل نے میری بیخودی کی اونکو ہونگی دی خبر
اب وہ کیا آئین گے موقع ملگیا تاخیر کا

۷۵	صبر کر احسان اس فریاد سے کیا فائدہ عیش ہو یا رنج سارا کھیل ہی تقدیر کا	۱۹

تردد عشق ابرو مین نہین کچھ حل مشکل کا
کھلے گا ناخن شمشیر سے عقدہ مرے دل کا

گلے سے میرے لپٹی کیا برا آیا مدعا دل کا
خدا رکھے سلامت ہی عجب دم تیغ قاتل کا

فلک پر گرم ہی بازار شور نالہ دل کا
سر گردون کٹورا بج رہا ہی ماہ کامل کا

دکھایا بخت نے آئینہ دل کو تیغ قاتل کا
تماشا ہی کہ طوطی بولتا ہی مرغ بسمل کا

ہزارون حسرتین موجود ہین لاکھون تمنائین
ہمارے دلمین لطف آتا ہی اونکو اپنی محفل کا

دکھائیگا جو وہ مہ جوبن اپنا بام پر چڑھکر
اوتر جائیگا چہرہ رات بھر مین ماہ کامل کا

رہے معشوق پیش مین عاشق تو اچھا ہی
چراغ حسن کو زیبا ہی روغن اگر کے تل کا

نہ خنجر کھین میرا تڑپ اوٹھنا نگہ ادے
خدا حافظ بہت ہلکا لہو ہی میرے قاتل کا

کھلی ہین حسرتِ دیدارِ قاتل مین مری آنکھین
دکھاتی ہین تماشا تپلیان ہی رقصِ بسمل کا

لگی میری بجھانے کو وہ گھر سے دوڑ کر آئے
مبارک ہو گیا میرے لیے جلنا مرے دل کا

خدا دے شرم میری سخت جانی کو کہ زندہ ہون
نکلتے ہی ہمارے دم سے پہونچے عرش پر نالے

کہان کا سوزِ محبت کو اگر سینے مین رہنا ہی
ٹھہری بہر مین ہوا طی کو سفر تھا لا کھ منزل کا

ترے سوزِ محبت کو اگر سینے مین رہنا ہی
جگر کا داغ بنجائے پہولا ہوے مرے دل کا

مرے دل تک بہی آنا اپنی گہر سے اونکو مشکل ہی
نزاکت کہہ رہی ہی فاصلہ ہی لاکھ منزل کا

اسیرون سے ستم اوٹہواتے ہین ظالم یہ کہکر
ہمارے پاس فریادی نہو نالہ سلاسل کا

محبت سے گلے مین ڈالدین باہین جو اوسنے
کلیجا ٹر گیا دو ہاتھ اک لپسے سائل کا

اشارے ہر طرف ناز آفرین انکہونسے ہوتے ہین
بدلنے آئے ہین انداز وہ عاشق کی محفل کا

دلِ مضطر کو وہ پوچہین تو پوچہین اپنی آنکہونسے
پتا معلوم ہی ان رہزنونکو میری منزل کا

۷۶ | کدورت سے اگر احسان دلکو صاف کرنا ہی
ملا دین خاک مین ارمان وہ حسرت بہرے دل کا | ۱۳

کس طرح بارِ عشق اوٹہایا نجائیگا
کیا یہ بھی کوئی غم ہی جو کہایا نجائیگا

دل مین خیالِ دستِ حنائی نہو مقیم
یہ چور ہم سے گہر مین چہپایا نجائیگا

دل لو کہ جان لو کہ جگر لو کہ صبر و ہوش
تم سے یہ کوئی مال چہپایا نجائیگا

راز نہفتہ ہی کوئی تیرا خیال بہی
دلمین جو آئیگا تو بتایا نجائیگا

للہ رے رشک دیکھ لیا ہی جو یار کو
کہتی ہی آنکہ دل کو بتایا نجائیگا

مدفن تک آؤ میرے جنازے کے ساتھ ساتھ
کیا تم سے خاک مین بہی ملایا نجائیگا

آنکہین تری کرشمے دکہاتی ہین دمبدم
جادو تو آج کوئی جگایا نجائیگا

ای چشمِ شوق روک نہ دیدارِ یار سے
تیری بلا سے ہوش مین آیا نجائیگا

بے پردہ کر دیا تمہین جوشِ شباب نے
پہر بھی کہو گے سامنے آیا نجائیگا

رسوا کرین کسیکو لہو رو کے کس طرح
دامن مین ہم سے داغ لگایا نجائیگا

آئے ہین وہ یہ کہتے ہوئے میری بزم مین
پہلو مین آج کوئی بٹہایا نجائیگا

وہ ہمکی یہ شام ہی سے ہی اونکی شبِ وصال
ہم روٹھ جائینگے تو منایا نجائیگا

۷۷ | احسان وا | پہونچکے تڑپنا تو سہل ہی
مشکل مگر یہ ہی کہ چھپایا نجائیگا | ۱۱

مجھے پہلے تم اک نظر دیکھ لینا
جدہر چاہنا پہر ادہر دیکھ لینا

جس آنسو کو تم آنکھ مین دیکھتے ہو
ابہی تم اوسے خاک پر دیکھ لینا

تمہارے شہیدِ محبت کا لاشہ
پڑا ہی سرِ رہگذر دیکھ لینا

نہایت ہی آسان مٹنا ہمارا
مٹے گا نہ داغِ جگر دیکھ لینا

عدو اور ہم بیٹھے ہین دو بدو جب
ادہر دیکھکر پہر ادہر دیکھ لینا

محبت کا بیمار دم توڑتا تہا
اب آتی ہی ہوگی خبر دیکھ لینا

غلط ہو کہین گر پڑا یار کا خط
کوئی نامہ بر کی کمر دیکھ لینا

وہ کہتے ہین آہین تری بے اثر ہین
نہ باور ہو تو کھینچکر دیکھ لینا

حیا سے لڑیگی شبِ وصل شوخی
تماشا یہ تم رات بہر دیکھ لینا

تمہاری نگہ کے ندیدے کھڑے ہین
جوانی کا صدقہ ادہر دیکھ لینا

نہ بولیگی احسان تصویر اوسکی
کسی روز منہ چکم دیکھ لینا

وہ پوچھتے ہین حلوۂ جانان نہین دیکھا
ہو لطف جو موسے بھی کہین ان نہین دیکھا

دلین خلش عشق کا ساماں نہین دیکھا
رہ جاتے کوئی ٹوٹ کے پیکان نہین دیکھا

کیا چھیڑ ہی پوچھے ہی جو کوئی تو یہ کہیے
ہمنے کئی دن سے تجھے گریان نہین دیکھا

کیون پوچھتے ہو مجھسے شب وصل کی باتین
کیا حوصلۂ حسرت و ارمان نہین دیکھا

معلوم نہو وحشت جنون کس کہے کیونکر
دامن نہین دیکھا کہ گریبان نہین دیکھا

مانی نے مری شکل جو کھینچی تو وہ بولے
ایسا کسی تصویر کو حیران نہین دیکھا

منہ دیکھکر آئینے مین نخوت ہوئی اونکو
خود کہتے ہین اس حسن کا انسان نہین دیکھا

گو اور بھی انداز ہین اونکے مگر ای ناز
یون تیری طرح جانکا خونخوان نہین دیکھا

سو بار نیائین گے وہ دیوانۂ غافل
تونے ابھی کچھ ای دل ناداں نہین دیکھا

میرے ہی سیہ خانے مین کیون پہل کے رہنا
کیا غیر کا گھر ای شب ہجران نہین دیکھا

وہ لطف شب وصل سے واقف نہین اب تک
حسرت بھرے دل کا ابھی ارمان نہین دیکھا

ہم تمکو دکھاتے ہین بھرا اس دل کا تڑپنا
پھر کہلوا دسی ناز سے ہان ہان نہین دیکھا

۷۹	احسان وہ خوش ہین مجھے مٹی مین ملا کر اس جور و ستم پر بھی پشیمان نہین دیکھا	۱۵

شکوہ نصیب کا نہ گلا آسمان کا
بہ داغ ہی دیا ہوا اک مہربان کا

دیکھا نہ خوبرو کوئی اس آن بان کا
اچھا بناؤ ہی مرے بانکے جوان کا

قسمین بہت نہ کھاؤ مکر جاؤ گے ابھی
کسکو ہی اعتبار تمہاری زبان کا

پہلو مین لاکے کون بٹھائیگا یار کو
اوٹھتا نہین ہی درد بھی مجھ ناتوان کا

وہ مدعی کے ساتھ شب ماہ مین رہین
دیکھا نجائیگا یہ ستم آسمان کا

سمجھے گلہ رقیب کا تم عرض حال کو
مطلب کچھ اور ہی تھا ہمارے بیان کا

ای میفروش آج ہی خوشگوار دے
کل سے بہت خراب مزہ ہے زبان کا

آنکھین تری یہ کہتی ہین رہزن ہین دل کے ہم
غمزہ ترا یہ کہتا ہے دشمن ہے جان کا

ٹھہرا نہ دلمین آکے کسیدن خدنگ یار
ملتا نہین مزاج مجھے میہمان کا

تارونکی چھاؤن گھر کو گئے وہ شب وصال
احسان بخت کا ہی سلوک آسمان کا

کام آے اونکی نیم نگاہی کا حوصلہ
دم نکلے آرزو کی طرح نیمجان کا

منگوایا ہے ترے لیے مستون نے خلد سے
ای شیخ پی لے پھول ہے اونچی دکان کا

خلوت مین آج بوسۂ لب ہی ملے ہمین
دل کا اگر نہین تو مزہ ہے زبان کا

کچھ بھی نہ تھا خیال مٹایا تھا جس گھڑی
اب سب سے پوچھتے ہو پتا بے نشان کا

احسان موت سے نہین ڈرنے کا مین کبھی سمجھے وہ کیا جو نام لیا امتحان کا	۹
۸۰	

مین عرض حال کرتے ہی نظر دینے گر گیا
اچھی طبیعت آئی کہ دل اونکا بھر گیا

کیسا گلو نے خشک لئے نادم کیا مجھے
وہ سر جھکا کے رہ گئے خنجر جو گر گیا

ناکامیاب یون بھی عالم مین ہو کوئی
کچھ دور آکے تیر نگہ اونکا پھر گیا

عاشق کے شوق دید کو سمجھا نکیون عزیز
انکو نہ تھا جو وہ تری آنکھون سے گر گیا

چہرے سے آخر اوسکو اوالٹنی پڑی نقاب
گھبرا گیا جو مجمع محشر مین گھر گیا

دل نے کیا کنارہ کسی بت کے عشق سے
ڈوبا ہوا خدا کی عنایت سے تر گیا

کچھ اپنے قتل ہونے کا صدمہ نہین ہمین
غم ہے یہی کہ غیر کے جھگڑے مین سر گیا

کیا شوخ ہے کہ کا ہوئے ترے وصل کا خیال
سو مرتبہ ہجوم تمنا مین گھر گیا

۸۱	احسان لائیگا کوئی آفت یہ دل ضرور دل آیا نہا کل اوسنسے مگر آج پھر گیا	۱۵

دیکھینگے آسمان کہانتک ستائیگا — تقدیر کو لگاڑ کے وہ کیا بنائیگا
اوس کا یہی ہی رحم کہ ہمکو ستائیگا — اوسکی یہی ہی صلح کہ آنکھین لڑائیگا
تنہا نجانے پاؤگے تم بزم غیر مین — ٹھہرے رہو کہ دل بھی مرا ساتھ جائیگا
رشکِ رقیب کم نہین ہونا کسیطرح — کب تک مرے جلے ہوئے دلکو جلائیگا
باہین گلے مین ڈال کے بیٹھو شبِ وصال — ہم تم ملے رہین گے تو لطف اور آئیگا
مدت سے کوے یار مین بیٹھے ہوے ہین ہم — کب آسمان خاک مین ہمکو ملائیگا
کس ناز سے وہ کہتے ہین ارمان وصل کو — دل ہی مین رہنے دو یہ بہت کام آئیگا
حیرت کھڑی رہیگی نگاہونکے روبرو — دیکھے گا جو تمہین وہ تماشا دکھائیگا
دیکھینگے سب کہ زخم سے جو ہوگی دل لگی — سوفار تیر یار بہت مسکرائیگا
دل کی تڑپ کو دیکھنے آتے نہین جو تم — کیا پوچھنے کے واسطے عش ہی نہ آئیگا
حسرت وصال یار کی کہتی ہی ہجر مین — خوش ہوگا وہ جو سینے سے مجھکو لگائیگا
دردِ فراق یار کا شکوہ ابھی سے کیا — یہ دل کی پھانس بنکے بہت دل دکھائیگا
یون کم نہ ہوگا دردِ محبت شبِ فراق — سمجھا کے تم کہوگے تو مان جائیگا
وقتِ خرام ساتھ رہے فتنہ ہی کوئی — تمکو مری لحد کا ٹہکانا بتائیگا

	احسان آج کہتے ہین وہ روبرو ہے غیر روٹھینگے ہم تو پھر کوئی کیونکر منائیگا	

۸۲	ردیف بائے تازی	۱۹

موجِ صہبا جو ہوئی ہم نفسِ جامِ شراب
سبزۂ چرخ کو سمجھا مین خسِ جامِ شراب

کیا ملک سیر ہی رندو ہوسِ جامِ شراب
مہر و مہ ہین نہین پیشِ و پسِ جامِ شراب

رات بہر بزم مین چلنا کبھی بہزاد اوسکو
کر کہڑا تا نہین پائے فرسِ جامِ شراب

دل کی خواہش ہی ملے بوسۂ چشمِ ساقی
رند میکش ہون نکیون ہو ہوسِ جامِ شراب

دل کو لیجائیگی اکدن نگہِ دزدیدہ
تا کجا گشت کریگا عسسِ جامِ شراب

بنکے تنکا کبھی محفل مین جو رکھو نہین قدم
دور پھینکے وہ مجھے مثلِ خسِ جامِ شراب

وقت کا جم ہی وہ جس رند کے سر پر بیٹھے
کم ہماسے نہین ہرگز مگسِ جامِ شراب

بادہ خوار و یہ جما ہی نہین تم لینے ہو
دیکھو منہ کہولے ہوئے ہو ہوسِ جامِ شراب

چور کرتے ہو عبث محتسبو شیشے کو
سر تمہارا بھی نہ توڑے عسسِ جامِ شراب

آج خورشید جمالون کا مین آئینہ ہون
کھو رہا ہی لبِ آتش نفسِ جامِ شراب

کسکو پہونچے خبر قافلۂ کیف و سرور
کون سنتا ہی صدائے جرسِ جامِ شراب

اوس طرف عکسِ ساقی کی ہتیلی کا نہین
رنگ مے پھوٹ کے نکلا ہی پسِ جامِ شراب

ہون وہ بلبل کہ ہی دانہ مجھے ہر قطرۂ مے
اور پانی کی پیالی قفسِ جامِ شراب

آفتاب اپنے زمانے مین ہی انگور کی شکل
اب فلک پر بھی ہوا دسترسِ جامِ شراب

آنکھ ساقی کی ہوئی بند کھلی آنکھ اپنی
اس اولٹ پھیر نے پھیرا پسِ جامِ شراب

خط نمایان ہی جو ساقی کے لبِ میگون پر
دل مین رندون کے کھٹکتا ہی خسِ جامِ شراب

قبلِ مے آنکھ کا بوسہ جو دیا ساقی نے
ہوئین آنکھین ترے پیش رسِ جامِ شراب

آج لبریز ہو کس کس کا پیالہ دیکھین
نہین محفل مین وہ مست ہوسِ جامِ شراب

بزم مین دیکھتا ہون یار کی آنکھین احسان

۸۳	کس قدر دل مین بھری ہی ہوس جام شراب	۱۳
اوٹھین گے رہ گشتی مین مثل غبار کب	آنکھون سے ہم لگائینگے دامان یار کب	
ٹھہرا ہی آج وعدۂ فردا پر اوکا وصل	آئیگا حشر ای مرے پروردگار کب	
مجھسے شب فراق بھی کھا رہا ہی دل	تم کو نہین ہی صبر تو ہم کو قرار کب	
آئینہ کی دکھاؤ تو کہتے ہین ناز سے	اسطرح جائیگا مرے دل کا غبار کب	
مدت گزر گئی کہ پڑے ہین مزار مین	ای صور حشر ہوگی ہماری پکار کب	
محو اوسکو کر دیا ہی مرے شوق دید نے	امید کی نہین گے اب امیدوار کب	
چاہین تو دل کو پھیر لین اونکیطرف سے ہم	اس چیز پر بھی ہمکو نہین اختیار کب	
پہونچا کبھی جگر مین کبھی دل مین آگیا	ٹھہرا کہین یہ درد دل بیقرار کب	
پوچھے کوئی اذیت الفت کے ہمسے لطف	راحت اوسے سمجھتے ہین ناگردہ کار کب	
رخصت تو ہو چلے وہ مرے گھر سے صبح وصل	دل اتنا بڑھکے پوچھ لے آؤگے یار کب	
اللہ ری بیخودی کہ یہ معلوم ہی نہین	پہلو سے لیگئے وہ دل بیقرار کب	
اب کیا ہوا جو ڈھونڈھتا پھرتا ہی کو بکو	دلکو تلاش یار تھی یون بار بار کب	

۸۴	**احسان** جوش پر ہی طبیعت کے ولولے ہوگی نصیب لذت بوس و کنار کب	۱۱
کیا اور کچھ ہماری وفا کا نہ تھا جواب	کتنے برا کہا ہمین اچھا دیا جواب	
آیا نہ ذہن مین کوئی حسرت بھرا جواب	ہمسے کسیکے خط کا نہ لکھا گیا جواب	
دل نے بتا دیا اونہین رشک عدو کا حال	نادان تھا زرا نہ سمجھکر دیا جواب	
بوسہ دہن کا مانگنے ہی ہوگئے وہ چپ	اک عرض مدعا نے کیا اونکو لاجواب	

قاصد سے بدگمان ہون کیون اوسنے کہو دیا
لایا نہ تیرے ہاتھ کا لکھا ہوا جواب

مانی سے جب بنا نہ نشانِ دہانِ تنگ
تصویر یار بول اوٹھی ہین ہوں لاجواب

کہتے ہو تم کہ عشق مین مرتا نہین کوئی
ہونے نیست کو تو دے دیا جواب

تمنے سوال وصل کو سنکر کہا ہی ہان
اب نہین نہون بس ہو گیا جواب

شکوہ زبان سے نہ نکلنے دیا کوئی
منہ بند کرکے تمنے کیا مجھکو لاجواب

وہ انیا منہ چھپائے ٹہلتے ہین بام پر
انکھون نے دل سے پوچھا ہی کیا ملا جواب

۸۵ | خنجر بکف وہ کیون نہ ہوے سنکے شوق قتل
احسان اس سوال کا مشکل تہا جواب | ۷

لکھا نہ جائیگا تری تحریر کا جواب
کس سے رقم ہوا خطِ تقدیر کا جواب

آئینہ خانہ ہی مجھے گہر شوق دیدمین
حیرت سے ہون مین یار کی تصویر کا جواب

تمنے برا کہا تو شکایت نہین مجھے
یہ سب ہی میری خوبیِ تقدیر کا جواب

لکھنے سے پہلے آج اونہین سے نہ پوچھ لین
کیا ہی تمہاری شوخیِ تحریر کا خواب

وعدہ ہو مجھسے جائین وہ دشمن کی بزم مین
تقدیر غیر ہی مری تدبیر کا جواب

تڑپا نہ تیرا دل مرے دل کیطرح کبھی
آہون سے ہو سکا نہ ترے تیر کا جواب

۸۶ | لکھا ہی خط مین اوس نے کہ ہر گز نہ آئینگے
احسان ہی یہ نامۂ تقدیر کا جواب | ۱۳

ردیف باے فارسی

صبح وصال جائین اگر میرے گھر سے آپ
سمجھا دین جسر تو نکو ذرا پیشتر سے آپ

سر پھوڑ کر ہی مر گئے ہم سنگِ در سے آپ
اسبار تھا گلا ہی کہ نکلے نہ گھر سے آپ

دو بیقرار مل کے خدا جانے کیا کرین
رکھین علیحدہ مرے دلکو جگر سے آپ

کیونکر تمیز دوستی و دشمنی نہین
دیکھین تو مدعی کو ہماری نظر سے آپ

مجکو نہ آسمان کا شکوہ نہ بخت کا
رہتی ہین دُور دُور دعائین اثر سے آپ

باندھی ہی جو ہی کمر کہین جانیکے واسطے
باندھین ہمارے ہاتھ بھی اپنی کمر سے آپ

کیا خوش کرینگی دلکو ملاقات راہ کی
کیا فائدہ ادہر سے چلین ہم اودھر سے آپ

کہتے ہے مری طرف سے کوئی اونکے کانمین
کیون اتنے بے خبر ہین کسی بیخبر سے آپ

ایسا بھی بیقرار نہوگا کسی کا شوق
پہلے وہان پہونچگئے ہم نامہ بر سے آپ

دل تنگ رہی کیا تو وہ بولے غرور سے
یہ تحفہ لیکے آئے یہان کسکے گھر سے آپ

مطلب کی چال چلکے انہین کر لیا بس
یہ کہکے جائین غیر کے گھر کو ادھر سے آپ

اونکی لگاہو نہین تو سمایا ہو اہی غیر
دیکھین گے اپنا حال ہم اپنی نظر سے آپ

احسان نعش پر جو وہ آئے تو کہہ گئے
اب اپنے گھر کو پھر چلے اس سفر سے آپ

۸۰ ۱۱

سنگِ جور و ستم لگا کر آپ
پھوڑ لیتے ہین مرا مقدر آپ

خلش عشق کی ملے لذت
میرے سینے مین رکھدین نشتر آپ

ہر ادا نے بتا دیا ہمکو
سیکڑون ہین ہین ایک لبر آپ

مجکو جیتا بنا کے کہتے ہین
آپ سے ہو گئے ہین باہر آپ

حال بہری تڑپ کا کہلے ہے
ہاتھ رکھین تو اپنے دل پر آپ

وعدۂ وصل کا یقین آجائے
ہاتھ رکھدین ہمارے سر پر آپ

دلمین رہنے کا حال جان لیا
لوٹنے آئے ہین مرگھر آپ

آپکے جان نثار دل سے ہم
ہم غریبونکے بندہ پرور آپ

لطف دیتی ہی لذتِ آزار
مجکو کہالنے دین زخم خنجر آپ

خاک مین مل چکا تہا مین بیکام
اور آتے اگر نہ دم بھر آپ

۸۸
کیا سزاوار اِسی کا ہی احسان
گالیان دیتے ہین جو اکثر آپ
۱۱

ردیف تاے فوقانی

دل عرشِ کبریا ہی کہ دولت سرائے دوست
اِس گھر سے روز آتی ہی ہمکو صدائے دوست

دل ہی جگر ہی جان ہی سب ہین فدائے دوست
راضی ہین ہم اوسمین جو کچھ ہی رضائے دوست

نکلی نہ آرزو دلِ پُر داغ سے کبھی
چلتی ہی اس چمن مین ہمیشہ ہوائے دوست

پیکانِ تیر دل ہی مین رہنا تمام عمر
کم بخت کی خلش ہین ذرہ بہی جفائے دوست

پہونچین گے جلوہ گاہ مین جنت کو چہوڑکر
مانگین گے روزِ حشر نہ محشر لقائے دوست

ناکامیِ نصیب کہانتک ہمیگی ساتھ
کام آہی جائینگے کبھی نازوادائے دوست

ایفائے وعدہ کا نہ خیال آئیگا اونہین
تقدیر کہہ رہی ہی یہی ہی وفائے دوست

اے رشک تو نے یہ بھی اجازت ندی ہمین
سنتے زبان غیر ہی سے ماجرائے دوست

شکوے کے بدلے شکر رہے گا زبان پر
راحت ہمین سمین ہی ہمکو ستائے دوست

آنسو نکل پڑے جو کبھی ذکر آگیا
انکہو نسے بڑہکے کوئی نہین آشنائے دوست

احسان عشق مین رہے بیگانہ سب سے ہم

۸۹	جانا کبھی نہ غیر کو ہمنے سوائے دوست	۱۱

بجائیگی دلسے تمہاری محبت — کہ ہی جان سے بڑھکے پیاری محبت
شب وصل جب کچھ کہا تو وہ بولے — اِسی بات کی ہی یہ ساری محبت
وہ چھوڑے گی عاشق کو بدنام کرکے — کریگی نہ کچھ پردہ داری محبت
وہ اوٹھنے لگے دلکو تڑپاکے جسدم — ابھی اور ٹھہرو پکاری محبت
ستم یہ اوٹھاتے جفائین یہ سہتے — نہوتی جو ہمکو تمہاری محبت
دکھائینگے تمکو اثر جذب دل کا — تمہین کھینچ لیگی ہماری محبت
ہوا خون دلکا مرے رفتہ رفتہ — مگر تیغ ہی پر کٹاری محبت
محبت سے مل جل کے دلمین رہینگے — ہماری تمنا تمہاری محبت
عدو کے تڑپنے کا افسوس کیا ہی — کہ مطلب کی ہی لوگی ساری محبت
ذرا آکے دیجاؤ دلکو تسلی — بنی جاتی ہی بیقراری محبت

۹۰	کیجے نہ کیونکر احسان رکھون نہ کیونکر کہ ہی مرے پیارے کی پیاری محبت	۱۱

زخمون نے ہنسی کی لب سوفار کی کیا بات — رُلوایا لہو ناوک دلدار کی کیا بات
ہم سے نہ کھلی شوخی گفتار کی کیا بات — باتین نہ کبھی کین دہن یار کی کیا بات
کس شوق سے آنکھونمین کٹی اپنی شب وصل — سو یا نہ ذرا طالع بیدار کی کیا بات
کہتے ہین وہ ہر بار نہ آئین گے کبھی ہم — اس بحث کی اس مفت کی تکرار کی کیا بات
کہنے سے نہ چھوڑا کوئی مطلب ہے آگے — ای شوخ ہمارے لب اظہار کی کیا بات
ناز مین بھی ہے پوشیدہ کچھ انداز نہین کے — انکار ہی نکلا تری اقرار کی کیا بات

ٹھہرے ہین ہمین قابل بیداد خوشا بخت
لڑتی ہی ہمن سے نگہِ یار کی کیا بات

کی وصل مین کیا کچھ تری آنکھون نے لگاوٹ
غافل نہوا اس دلِ ہشیار کی کیا بات

کہوا ہی لیا یار سے آنے کو لبِ بام
جذبِ اثرِ حسرتِ دیدار کی کیا بات

بول اوٹھتی ہی آگے مرے تصویر کسیکی
چپ رہتی نہین شوخیِ گفتار کی کیا باب

۹۱

نکلی جو میرے دل سے گئی حرف تک احسان
ٹھہری نہ کہین آہِ شرر بار کی کیا بات

۹

روکے اوسے دل میرا اگر آئے طبیعت
ایسا نہو قابو سے نکل جائے طبیعت

تم کیا نہین آئے کہ تصور بھی نہ آیا
کس طرح اکیلے مین بہلائے طبیعت

بن ٹھن کے خدا کے لیے محفل مین نہ بیٹھو
اچھا نہین دشمن کی جو آجائے طبیعت

ہمدرد سے ہوجاتے ہی تکلیف بھی آسان
خود آپ ٹٹر کر مجھے ترپائے طبیعت

جس بات کا غم تھا وہی اب سامنے آیا
کہنا پڑا فرقت مین نہین ہائے طبیعت

ہر روز کا جانا مرا کب تک یہ رہیگا
اوٹھو بھی کبھی کہیکے لے آئے طبیعت

عاشق کو نصیحت کا اثر ہو نہین سکتا
بیٹھی ہوئی دلکو مرے سمجھائے طبیعت

مٹنا ہو تو مٹجائے سنبھلنا ہو تو سنبھلے
حسرت کی طرح پاؤن نہ پھیلائے طبیعت

چھوڑین نہ کبھی ہم درِ رندانکے مضامین
احسان زری دیر جو لڑجائے طبیعت

۹۲

ردیف تا سے ہندی

۱۱

گردن سے رہی خنجرِ قاتل کی لگاوٹ
کام آہی گئی عاشقِ بسمل کی لگاوٹ

مانو لگانہ مین خوبیِ تقدیر کا احسان
ساتھ اونکو لگا لائی مرے دل کی لگاوٹ

مین شوقِ شہادت مین ہوا جاتا ہون بیخود
جادو تو نہین خنجرِ قاتل کی لگاوٹ

کل غیر کی محفل مین تھے تم آج یہان ہو
دیکھی کششِ الفتِ کامل کی لگاوٹ

آبیٹھے ادھر پہلوئے دشمن سے تمہ اوٹھکر
انصاف ہوا جی ہی کسی دل کی لگاوٹ

اچھا نہ ملے سونگھنے کو زلف معنبر
کچھ مانگ ہی لیگی ترے سائل کی لگاوٹ

یون بزم عدو مین کبھی جانے کو نہ تھے ہم
لے آئی کسی رونقِ محفل کی لگاوٹ

لو دیکھنے آئے ہین وہ غفلت کا تماشا
ہشیار سے اچھی رہی غافل کی لگاوٹ

تڑپا ہی گئی تمکو بھی مری طرح کسیدن
بیکار سمجھنا نہ مرے دل کی لگاوٹ

وہ تیغ بکف سامنے آجاتے ہین اکثر
خنجر سے چلی جاتی ہی بسمل کی لگاوٹ

۹۳	احسان سنبھالا دل بیتاب کو ہر چند تڑپا ہی گئی ناوکِ قاتل کی لگاوٹ	۱۳

لاکھ چاہا ہوئی نہ اچھی چوٹ
پھر اوبھر آئی مرے دل کی چوٹ

عشق پیارا ہی بیماری اچھی چوٹ
ہمنے دل مین چھپا کے رکھی چوٹ

دل جگر دونون ہوگئے بیتاب
اپنے غمزے کی تمنے دیکھی چوٹ

صدمۂ عشق مین ملا جو مزہ
دل یہ کہتا ہی اور پڑتی چوٹ

اس سے بڑھکر ہی کونسی نعمت
شکر کرکے مزے سے کھالی چوٹ

پھر کیا مضطرب کسی نے ہمین
پھر نئی ہوگئی پورانی چوٹ

عشق کرتے ہی مٹگئے عاشق
کس قیامت کی تھی یہ پہلی چوٹ

خود ادھر کر جگر کو چھلنے دے
چوٹ آئے ہمارے دل کی چوٹ

میرے گھر سنگ تفرقہ پہنکے — ایفلاک تو نے مجھسے بھی کی چوٹ
سر کو ٹھوکر لگا کے کہتے ہین — کیون پسند آگئی یہ اچھی چوٹ
نگہ یار ہی بہت بانکی — ہمسے روکی گئی نہ اوسکی چوٹ
ہاتھ رکھکر ہمارے دل پر وہ — کہتے ہین ہو گئی اب اچھی چوٹ

پھیر لو اونسے اپنا دل احسان
کس سے اوٹھے گی مدعی کی چوٹ

۹۴ ردیف الشاء ۱۵

قسمت ہی ہو عدو تو دعائے سحر عبث — نالے فضول آہ رسا کا اثر عبث
پہونچا کرے جگر کی طرف بھی کبھی کبھی — بیٹھا ہوا ہی دل مین جو ہے نظر عبث
تدبیر وصل یار کی کرتی ہی کچھ اوسے — غافل پڑا ہوا ہی دل بے خبر عبث
ہم سر جو کٹائے دیتے ہین کہنیچو تیغ تم — تھوڑے سے کام کے لیے باندھی کمر عبث
اپنا کبھی نہ ہو گا حسینون کا دوستدار — اوٹھا اوٹھکے دلسے ملا ہی دگر عبث
اگر تجھے نکالنا ہی دل کا خیال یار — ای غم نہ ڈالیا ہی مرے دل مین گھر عبث
جو کچھ کیا نصیب نے یار شکیب غیر نے — افسوس ہی ہمکو مرے حال پر عبث
سینے مین دل کی پہانس جو ہتا ہو خوب تو — رہتا ہی دور دور خدنگ نظر عبث
در پر ہی ہمکو مرنے دیا جب نہ آپنے — ٹھوکر لگانے آئے سر رہگذر عبث
ناکام رہکے کہوئے گئے یار کے حضور — ہمنے شب وصال مین منڈھی کمر عبث
لکھا ہی جو نصیب مین پیش آئیگا وہی — فکر عدو عبث گلۂ نامہ بر عبث

آرام پائیگا نہ مٹا کر ہمین کبھی
یہ فکر ہی سپہر کو شام و سحر عبث

پہلو مین مین چھپائے ہوے تھا اک آفتاب
تم نے مٹا دیا مرا داغ جگر عبث

جب جی مین آئے قتل کرے بر بنائے شوق
ہمسے کشیدہ رہتی ہی تیغ نظر عبث

احسان سچ ہی فقر کی دولت ہی لازوال
بلجائے سلطنت بھی کسیکو مگر عبث

OSMANIA UNIVERSITY
LIBRARY
HYDERABAD

ردیف جیم عربی

۱۷

اوٹھتا ہی مثل درد جو ہر دم غبار آج
کیا مر مٹا ہی کوئی ترا خاکسار آج

ہونیکو ہی جو آہ و فغان کا ادھار آج
لیتا ہی جھٹکیان مرے دلمین قرار آج

یا وصل مرگ ہو مجھے یا وصل یار آج
ہو جائے کچھ تو ای مرے پروردگار آج

پائی جگھ فراق مین زیر مزار آج
مٹی مین ملگیا ترا امیدوار آج

فرقت کی رات حشر کرنے سے بھی ہی دراز
کچھ کو تہی کرے نہ مرا انتظار آج

وہ جھپ رہے سمجھکے طلبگار وصل کا
دل نے مرے کیا مجھے بے اعتبار آج

ڈھونڈھون نکل گیا ہی مرا صبر کس طرف
ٹھہرے جو کوئی دم کو دل بیقرار آج

اللہ رے تاسف یاران رفتگان
آنسو ٹپک پڑے مرے بے اختیار آج

حسرت نہین نکلتی نہ نکلے مگر کہین
ارمان ہی کوای غم دوری اوبار آج

وعدہ کی شب ہی عیش مین پڑ جائیگا فتور
دلمین ہمارے جمع رہے انتشار آج

آئینے نے جو سامنا رو کا تو رہگئے
اپنا سا لیکے منہ ترے امیدوار آج

ناکسے کہ رہا ہی دل اپنا شب فراق
لازم ہی چڑھکے عرش پر اوسکو پکار آج

کیا شام ہی سے صبح کی نوبت ہی وصل مین
آواز آرہی ہی کوئی بار بار آج

آتا ادہر بھی اپنے غریبونکی خاک پر
ہم بھی پڑے ہین راہ مین آہی سوار آج

کیفیت شراب وہی ہی نگاہ مین
آنکھون مین رہگیا ہی جو کل کا خمار آج

کیا آکے دیگا بوسۂ لب نزع مین کوئی
ہونٹون پہ آرہا ہی جو دم بار بار آج

۹۶ احسان یہ ستم ہی ہی قہر خدا مجھے
کل سو کہا یان نہین ہونگی ہزار آج ۱۷

غافل ہو تمین شہر مندہ ہی اوسکی نظر آج
جذب اثر شوق ادہر ہی نہ اودہر آج

مہمان ہوا ہی بت بدخو مرے گھر آج
روکے ہوئے فریاد کو اور درد جگر آج

ملتا ہی گلے لگکے جو رو رو کے جگر آج
کرتا ہی اسے بھی ترے کوچے کا سفر آج

دیکھے ہے ترا ظلم ای فلک تفرقہ پرداز
کل وصل کی وہ شام یہ فرقت کی سحر آج

وہ کہتے ہین تڑپا ینگے ہم کہتے ہین اچھا
مجبور ہمین کرتی ہی اوٹھ اوٹھکے نظر آج

بیتاب نہو جاؤ تو بیتاب نہ کہنا
ہم تمکو دکھاتے ہین دعاؤن کا اثر آج

عاشق ہی نہین جب تو رہے کیون کوئی دلسوز
مٹ جائے مرے ساتھ مرا داغ جگر آج

اب مجھسے ملائیگا خدا ہی مرے دلکو
گم ہو گیا آئی ہی کہین سے یہ خبر آج

نا کہ نہ کچھ پوچھا حالت مری لیکن
پھر کہلوا وسی ناز سے آئے ہو کدہر آج

ارمان تو کیا غم بھی تمہارا نہین دلمین
بے پردہ چلے آؤ کہ خالی ہی یہ گھر آج

ہوتے رہے کل غیر کو محفل مین اشارے
کچھ ہمسے بھی کہدے تری شوخی نظر آج

تسکین بھی دیتے ہین کہے جاتے ہین آہی
پہلو مین نہ ہم بیٹھینگے تڑپے نہ اگر آج

شاید اسی حیلہ سے وہ روتے ہوئے آئین
مرجانے کی ہم اپنے اوڑاتے ہین خبر آج

فردائے قیامت ہی ہمین وعدۂ فردا
عاشق سے جو ملنا ہی تمہین ہل تو مگر آج

بجلی کو بتائین کہ رگ گل کو بتائین
دیکھی ہی تمہاری سی کہین ہنسنے کمر آج

بوسہ شب وصل آنکھ ہو نکا مانگا تو وہ بولے
کھل کھیلنے والی نہین بے شرم نظر آج

احسان بڑے بہید کی ہمین ہر کوئی بات
خاموش کھڑے تھے وہ سر راہگذر آج

۹۷ ردیف جیم فارسی ۱۳

آئین وہ آہستہ ادہر ایسا کہ کھینچ
کھینچ تو ای جذب دل اونکو تو میسا کہ کھینچ

شام ہی سے فیصلہ ہو جائے مرگ و زیست کا
روز محشر کیطرح طول ای شب یلدا کہ کھینچ

خار اولجھین گے جو دامن سے نچھوڑینگے کبھی
مجکو ای جوش جنون تو جانب صحرا کہ کھینچ

رنگ بننے دے طبیعت کا کہ پژمردہ ہو نہین
ای تصور میرے گلرو کا ابھی نقشا کہ کھینچ

ساتھ مین کچھ حسرتین ہون کچھ تمنائین ہی ہون
میرے دلکو سوے یار ای شوق تو تنہا کہ کھینچ

ای دل بے صبر دشمن کو خبر ہو جائیگی
کھینچ کھینچا ہی تو اچھا ہی مگر نالا کہ کھینچ

خون دل مین ڈوب لینے دے لب خونخوار کو
میرے پہلو سے ابھی ای شوخ تیر اپنا کہ کھینچ

جعد زلف عنبرین ہو جائیگی بار کمر
ہم کہے دیتے ہین کیسو سے کر طول تمنا کہ کھینچ

ضبط کرتا ہون تو یہ ہمکی مجھے دیتی ہی آہ
خود نکلجائینگے ہم دلسے سمجھا کہ کھینچ

بادہ گر مین کیا ملنے لگی لذت مجھے
اب تو کہتی ہی خلش بھی ہاؤنسے کانٹا کہ کھینچ

حشر کے دن فیصلہ خواہی اکیلے ہو چکی
یان بھی کہتا ہی ادب سے امتحان مگر کا کہ کھینچ

دیکھنے والے ہوئے جاتے ہین بیخود الصمد
اپنی آنکھون مین تو سنگ طور کا سرمہ کہ کھینچ

	دیکھیے احسان ہم سے کب نبھیگا یہ کوئی پاس بیٹھا ہوں ہیں آہیں اسے مرشید ایسینچ	
۹۸	ردیف حای حطی	۱۳
تم ستاؤ ہم اوٹھائینگے ستم اچھی طرح عشق کے صدمے اوٹھا لیتے ہیں ہم اچھی طرح ہمنفس دل کا جگر دل ہی جگر کا غمگسار میکدے میں واعظ آیا ہی بڑی منت کے بعد دیکھ لینا ایک لحظہ بھی نہ آئیگا قرار قتل گہہ میں کل ملینگے ہم نہ اوس بیرحم کو کھانے پینے کی کوئی تکلیف ہو سکتی نہیں بوسہ لب کیلیے کہتا ہو میں خلوت میں جب حشر کے دن تجھکو دیدار خدا ہو یا نہ ہو ایک بوسہ کی عوض ہی مفت ہی عاشق کا دل نامرادی زندگی سے سیر کر دیگی ہمیں گالیاں دینا کسیکن چٹکیاں لینا کبھی	وصل کے بھوکے بھی ہیں کہلائینگے غم اچھی طرح درد و غم اچھی طرح جور و ستم اچھی طرح کیا پہ دو دیوانے رہتے ہیں بہم اچھی طرح میکشو ٹرپکر ذرا لینا قدم اچھی طرح ہمکو تم تڑپاؤ تو تڑپینگے ہم اچھی طرح آج لپٹانے ہیں تیغ دو دم اچھی طرح میرے سینے میں ہیں درد و الم اچھی طرح ہنسکے فرماتے ہیں ہنسنے ملینگے ہم اچھی طرح دیکھ لے ایشیخ تو روئے صنم اچھی طرح اوس نے پہلی ہی پہ کھ لی یہ رقم اچھی طرح آپ ہی کہا لیجیے جھوٹی قسم اچھی طرح ابتو ہوتے ہیں ترے لطف و کرم اچھی طرح	
۹۹	ساتھ لیجائینگے ہیں احسان وہ دلکو ترے کوئی یہ سمجھا دے رکھنا اے صنم اچھی طرح	۱۳
	دلکو بھی تڑپاؤ جگر کیطرح	شوخ بنو شوخ نظر کیطرح

U660

دلمین رہے آکے وہ گھر کیطرح
چھپ گئے نظر وں سے نظر کیطرح

آہ نکلجائے تو کیو نکر ملے
وہ بھی ہو نا یاب اثر کیطرح

شوق ترے وصل کا اے بیوفا
کم نہوا درد جگر کیطرح

حسرت کشتہ کی خبر مدعی
لیگئے مرنے کی خبر کیطرح

ہنستے ہین کیا آج مرے لگے زخم
روئینگے کل مدۂ تر کیطرح

دیکھتے ہی کہتے محفل مین آج
پھر گئی ہم سے وہ نظر کیطرح

درد محبت کی شکایت نہ کی
کس کو تحمل ہو جگر کیطرح

پردہ نشینی کا ہوا ہی جو شوق
اب نہ ملینگے وہ نظر کیطرح

اونکی طرف آمد و شد بھی سہی
نیند ہوئی راہ گذر کیطرح

یار جو آیا ہی تو کہتا ہی دل
اوٹھ کے ملو درد جگر کیطرح

خاکمین اشکونکو ملاؤ نہ یون
انکھ مین رکھا ہی گہر کیطرح

شام ہی سے وصل مین احسان آج
ہنستے ہین ہمپر وہ سحر کیطرح

۹ ۱۰۰

خانۂ دل مین وہ کب سے ہین مہمان کیطرح
آئے ناوک کیطرح بیٹھے تو پیکان کیطرح

ہو چکی جمعیت دل سو چکا مین چین سے
خواب مین آتے ہین وہ خواب پریشان کیطرح

ای مفدر ہم نہ کہتے تھے نہ زنفون سے الجھ
تجھمین بھی بل آگئے گیسوے جانان کیطرح

عشق کی ایذا کو میرے دلسے کوئی پوچھ لے
یہ ستمگر چٹکیان لیتا ہی پیکان کیطرح

ای خیال یار ہم سے اسقدر بیگانگی
دلمین ہم رکھتے ہین تجکو شوق مہمان کیطرح

حوصلہ یہ طاقتی مین بھی کہین جا بیٹھا ہی
ضعف کہتا ہی کہ اوٹھو درد ہجران کیطرح

خود پکار اوٹھتی ہی قسمت اب مین سیدھی ہو چکی
تیری چتون جب سے کہاتی ہی کوئی باتکی طرح

روک لے دلمین خیال یار کو ای ضبطِ آہ
ہی وہ خود مطلب نکلیگا ارمانکیطرح

پھر خیال ہوئے مژگان لگیا احسان کیا
دلمین کھٹکا تہا ابھی کچھ نوک پیکانکیطرح

۱۰۱ ردیف خاے معجمہ ۱۱

چہایا ہی اودھیکے باغ پر ابر بہار سرخ
موقع ہی اب شراب پیین باد خوار سرخ

جب سر پٹک پٹک ہی کے روئین خسر تین
ہوتا کسی سے کیا مرا سنگ مزار سرخ

چہینٹین لہو کی رنگ جماتین ہزار مین
کیا کہیے وقتِ ذبح تہی پوشاکِ یار سرخ

آنے کو تہا جو وہ بتِ گل پیرہن ادہر
ہر شی نگاہ مین تہی شبِ انتظار سرخ

گلپوش باغ مین نظر آتے ہین اب سبھی
جوڑے بنا کے لائی تہی فصل بہار سرخ

چمکے جو میرے داغ جگر مثل آفتاب
دم بھر مین تمتما کے ہوا روے یار سرخ

ساقی بہی اپنا رنگ جمائے بہار مین
مینا جو سبز ہو تو مئی خوشگوار سرخ

روئے ہین پھوٹ پھوٹ کے خون آبلے مرے
جنگل مین ہر طرف نظر آتے ہین خار سرخ

آبگاوہ نہ رنگ جو میرے لہو مین ہی
مہندی سے اپنے ہاتھ کرو تم ہزار سرخ

جوشِ عتاب ہی رہا تا صبح وصل مین
غصے سے روئے یار ہوا بار بار سرخ

۱۰۲ احسان کس کے دستِ حنائی کا ہی خیال
کرتے ہین اشک بہی جو دمِ اضطرار سرخ ۱۵

ہر ادا سے ہی اوسکا شیوا شوخ
تر ہی چتون کسیکی ہی کیا شوخ

میرا دل شوخ تیرا غمزا شوخ
کیا مزہ ہو جو ہون اکٹھا شوخ

دیکھہ لینا شبِ وصال مین تم
تم سے بھی ہی مری تمنا شوخ

نہ سمایا ہماری آنکھون مین
کس قدر ہی تمہارا جلوا شوخ

دل نہ ٹھہرا جو میرے پہلو مین
برق بیتاب کیطرح تھا شوخ

دیکھیے کیا جواب آتا ہے
خط مین لکھا ہی ایک نا شوخ

اوٹھتے جوبن کا مانیے احسان
جسنے اوس شوخ کو بنایا شوخ

تیری آنکھونکو ہمنے دیکھا سحر
تیری چالونکو ہمنے پایا شوخ

پھر نا رہتا ہی سارے سینے مین
عشق کا درد ہی کچھ ایسا شوخ

خوبرویون سے دل بچے کیونکر
ناز بیداد گر ہی غمزا شوخ

دل لگی کرتی ہی مرے دلسے
تیری چتون بھی ہو گئی کیا شوخ

جانتے ہین نگاہِ یار کو ہم
ہمنے دیکھا نہین ہی ایسا شوخ

وصل مین چوٹ ہی برابر کی
مجھسے وہ اونسے مین زیادا شوخ

وصل کی رات ہی ہنسو بولو
چپکا بیٹھے غضب ہی تمسا شوخ

ہمکو معشوق چاہیے احسان
خوش ادا خوش جمال بانکا شوخ

ردیف دال مہملہ

۱۰۳ — ۱۱

دل کو ہمارے لے ہی لیا دلدہی کے بعد
اک دشمنی بھی ہارنے کی دوستی کے بعد

مغموم دل ہوا پ نکیون دل لگی کے بعد
آنکھونمین خود بھر آئے آنسو ہنسی کے بعد

دیکھے شبِ وصال کوئی اونکی شرم کو
بیٹھے ہین سر جھکائے ہوئے کشتی کے بعد

زخمونکو ہاتھ آیا ہی اچھا یہ مشغلہ
ہنس لیتے ہین وہ دیکھ کے گتھی دو بکے بعد

خالی بجانے پائے محبت کی چھیڑ چھاڑ
چٹکی بھی لیلو دلمین کوئی دل لگی کے بعد

احباب جائین ٹھہرے رہو تم مزار پر
روئینگی حسرتین مجھے اب بیکسی کے بعد

تاثیر عشق اودھر سے ادھر لائیگی اونہین
ہو جائینگے وہ دوست مرے دشمنی کے بعد

کیا صدمہ رشک کا تمنا تھا مجھے کبھی
بلوایا آج آپ نے کیون بدعی کے بعد

ساقی کو چاہیے ہی بزرگونکا کچھ ادب
رندونکو دے شراب مگر شیخ جی کے بعد

فتنے نہ چل سکے ترے ہمراہ دو قدم
آخر کو تھک کے بیٹھ رہے پیروی کے بعد

۴

۱۰۴	احسان شانِ ختمِ رسالت ہی بیمثال کوئی نبی ہوا نہ ہمارے نبی کے بعد	۲ ۹

ہجر مین آتی ہی جسدم مرے لب پر فریاد
دلکی حسرت بھی نکل جاتی ہی بنکر فریاد

اگئی کام ترے ای دلِ مضطر فریاد
اب تو کچھ وہ بھی تڑپ جاتے ہین سنکر فریاد

ضبط کی یار نے جس روز سے کی ہی تاکید
جان سے بڑھکے ہمین ہوگئی دو بہر فریاد

عرش تک جائے عجب کیا ہی جو سن لے کوئی
اپنی تاثیر کو ڈھونڈھ ہے تو نکل کر فریاد

کیا تعجب ہی کرو اولٹی خوشامد میری
حشر مین سنلے اگر داد در محشر فریاد

ایک کی بھی نہین سنتے وہ خفا ہین ایسے
میرا نالہ ہی نہ اچھا ہی نہ بہتر فریاد

ایفلک تو ہی بتا دے وہ کہان ہی مہمان
ڈھونڈھتی پھرتی ہی اک چاند کو گھر گھر فریاد

تمنے اتنا بھی نہ پوچھا ادھر آئے ہو کہان
ہمتو محجوب ہوئے اور بھی لاکر فریاد

بے سبب شکوہ کرین چرخ کا ہم کیا احسان	

۱۰۵	خود بخود جاتی ہی تاثیر سے بیکر فریاد	۱۵
دشمن کہے دلکی تجھکو ہوئی آرزو پسند	اچھی نہین ہی یہ بری ای خوبرو پسند	
اب کوئی دلپسند کہے یا عدو پسند	ہمکو وہی پسند ہی جسکو ہی تو پسند	
پہلے تو اسقدر نہ لگاوٹ ستم کی تہی	تیغ نگاہ کب سے ہوئی ہی گلو پسند	
جو دل کی طرح یار کا سینہ او بہار ہے	سب آرزو ئین ہی وہی آرزو پسند	
سیر چمن کو جاے وہ نازک دماغ کیا	پھولونکی بو پسند نہ کانٹونکی نو پسند	
یہ چاہتے ہین زیب بنا گوش یار ہون	مثل گہر ہین اشک مرے آبرو پسند	
لاکھون ہجوم ہون نہ رکیگی مری زبان	کہدونگا روز حشر یہی مجھکو ہی تو پسند	
آنکھین لڑا کے صلح نکرنا یہ بات کیا	تجھکو تو ہی فساد ہی ای جنگجو پسند	
کب کہنے کو وہ آتے ہین بالائے بام روز	ایسی ہی طور پر کی انہین گفتگو پسند	
ارمان وصل یار کو اجوش غم بڑہا	حسرت پسند ہو کے ہوئین آرزو پسند	
راہ طلب مین کھو گئے ہم گو ہزار بار	لیکن ہمارے دلکو رہی جستجو پسند	
ہی ضعف کچھ تو رہنے دے جسم نحیف مین	شاید کسیکے غم کو ہو یہ الہو پسند	
بلجاؤ تم ملے نہ زمانہ تو غم نہین	ہمنے تو کی ہی ایک یہی آرزو پسند	
پہر کہلو ایکبار کہ پہلو سے دور ہو	دل کو وصال مین ہی یہی آرزو پسند	

۱۰۶	احسان ہم زبان سمجھتے ہین ہیچ مہیچ	۱۱
	ہمکو تو ہی محاورہ لگتا نو پسند	

سن لیجیے مجھ عاشق ناشاد کی فریاد	روداد کی روداد ہی فریاد کی فریاد
جو کشتۂ انداز تغافل ہین کسیکے	کرتے نہین وہ خنجر بیداد کی فریاد

اچھا ہی قیامت کہین ہو جائیگی اے بوقلمّ
داور ہی سُنے گا ستم ایجاد کی فریاد

کہجاتی ہی کیا بات نسیم سحر اگر
مرغان قفس کرتے ہین صیاد کی فریاد

ہر آہ پر آتی تہی دل کوہ سے آواز
بیتاب کیے دیتی ہی فرہاد کی فریاد

شکوہ مرے نالونکا وہ کرتے ہین عدو سے
کیا بات ہی ہونے لگی فریاد کی فریاد

تقدیر نے پہلے ہی سے آگاہ کیا ہی
ناکام رہیگی دل ناشاد کی فریاد

بیتاب ہی ہو جاؤگے دم بھر کے لیے تم ۴
خالی نہ کبھی جائیگی ناشاد کی فریاد

چاہین بہی تجھے تیری شکایت بہی کرین ہم ۲
ہوتی نہین ہم سے تری بیداد کی فریاد

دشمن ہی ہمارا فقط انداز تغافل
بہولے سے کبھی ہمنے تری یاد کی فریاد

کچھ ایسا پریشان کیا بے اثری نے
احسان کو کرنی پڑی فرہاد کی فریاد

۱۰۷ ردیف دال ہندی ۱۴

ای مصدر تو بہی کر اپنی رسائی پر گھمنڈ
بیوفاؤن کو بہت ہی بیوفائی پر گھمنڈ

ہم سے سیدہی ہو کے پیش آے مرت سے کیا
تر ہی جتون کو ہی اپنی کج ادائی پر گھمنڈ

چار دنکی بات ہی کعبے مین دیکہا تہا نہین
کب سے ہی تمکو تو اپنی خدائی پر گھمنڈ

لن ترانی کی صدا آتی ہی بام یار سے
دو ہی دن مین ہو گیا جلوہ نمائی پر گھمنڈ

صلح ناممکن ہی میرے دلکی چشم یار سے
اوس ستمگر کو تو ہی اپنی لڑائی پر گھمنڈ

خاطر عاشق کی آہنگ وہی مردہ دلی
تیرے لب کو تہا اسی معجز نمائی پر گھمنڈ

تیری نخوت سے ہی میرے دلکو یہی ہونا بہی
نامرادی پر تکبر نارسائی پر گھمنڈ

جو میتہ ہی ہمین دشمن ہو اوسسے بے نصیب
کیون نہو دلکو مرے درد جدائی پر گھمنڈ

ایسے دل کو ہم کہین نادان تو بیجا نہین
جسکو ہوا آشنا کی آشنائی پر گھمنڈ

ہٹ نہین سکتا مقابل ہو کے دو نمین سے ایک
ہم کو مرنے پر اذہین تیغ آزمائی پر گھمنڈ

خیر گزری جلوۂ عارض کو رد کا شرم نے
ورنہ روپوشی کو ہوتا خود نمائی پر گھمنڈ

کیا ستم ہی پہلوے عاشق کو خالی کر کے یون
دلربا کرتے ہین اپنی دلربائی پر گھمنڈ

خالق کونین کو احسان یہ زیبا ہی سب
جسقدر چاہے کرے وہ کبریائی پر گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

۱۰۸ — ۱۱

سب نعمتون سے ہمکو تمہارا ہی غم لذیذ
کہاتے ہین راتدن یہی اک چیز ہم لذیذ

کالی لذیذ آپکے جور و ستم لذیذ
ان سب مین ہی مزہ نکہین کسکو ہم لذیذ

رشک رقیب ہجر کے غم سے زیادہ تلخ
جنت کی نعمتین ترے بوسون سے کم لذیذ

کیا کیا مزہ ملا ہی مقدر کو چوٹ مین
ٹھوکر بھی تیرے پاؤنکی ہی اے صنم لذیذ

ہم بھوک مین بھی آنکھ اوٹھا کر نہ دیکھتے
ہوتے اگر نہ یار کے درد و الم لذیذ

پوچھے تو اپنے بوسہ لب کا مزہ وہ بت
کہدو لگا صاف کہا کے خدا کی قسم لذیذ

کہتے ہین سننے والے مزہ ہی نبات کا
باتین تری ہین کیا لب شیرین سے کم لذیذ

میٹھی نظر سے ہمکو جو دیکھو تو ہم کہین
شیرین تمہارا لطف تمہارا کرم لذیذ

میٹھا کیا ہی بوسہ لب دیکے منہ مرا
قسمت سے ہوگیا مجھے لطف صنم لذیذ

عاشق کو فرح کرتے ہو میٹھی چہر سے تم
ظاہر مین تو سمجھتے ہین اوسکو بھی ہم لذیذ

	مرنا ہی کسکے سبزۂ خار پر تہین احسان ہو گیا ہی جوانروز دن سم لذید	
۱۰۹	ردیف را سے مہملہ	۱۱
اتو کرم ہو خاطرِ حسرت مآب پر کچھ اور ہی ہی حضرتِ واعظ کا رنگ آج گنوائینگے خدا ہی سے جورو ستم ترے انکارِ وصل کرکے وہ دل مانگنے لگے پہچان رکھو حضرتِ واعظ کو میکشو چلمن سے جہانک جہانک کے ہنسنا حیا کے ساتھ ہم جسکو دیکھتے ہین وہ آنکھو نسے دور ہی ظالم ملا ہی دیکا کسی روز خاک مین ساقی نے خوب رنگ جمایا بہار مین میری لحد کو دھونڈھ نہ اے شہسوارِ ناز	جوبن بھی کھ رہا ہی ہم آئے شباب پر مستانہ جھوم جاتے ہین ذکرِ شراب پر جھگڑا اوٹھائے رکھتے ہین روزِ حساب پر پیدا کیا سوال خود اپنے جواب پر سو پھبتیان اوڑائین ہین کیف شراب پر ہر بار لوٹ جاتی ہی شوخی حجاب پر تقدیر ہنس رہی ہی زلیخا کے خواب پر ہمکو بھی ٹوٹیے دلِ خانہ خراب پر توبہ بھی ٹوٹی پڑتی ہی جامِ شراب پر یکمشتِ خاک تھی جو پڑی ہی رکاب پر	
۱۰۱	احسان کیون نہ روئے لہو ہجر یار مین سب دلکے زخم ہنستے ہین چشمِ پرآب پر	۱۳
نہ تڑپانے سے باز آئے وہ دلمین مہمان ہوکر وہ اونکی بیحجابی وہ لپٹنا شادمان ہوکر دلِ مجروح کو جب لطف تہا خنجر ترا ای بت	طبیعت کی طرح آئے رہے درد نہان ہوکر لڑکپن کی ادائین بھول جائینگے جوان ہوکر دہانِ زخم مین رہتا محبت کی زبان ہوکر	

زمانے کو ستانا چاہتے ہو تم تو کیا مشکل
ستم ایجاد بنجاؤ شریک آسمان ہو کر

ادب تیری محبت نے سکھایا بے اثر آہوں کو
گرے ہیں سر کے بہل دامن میں آنکھوں سے رواں ہو کر

شب غم میں اجل بن کے پیر دبوانوں کے پاس آئے
خیال زلف ہو کر یا بلائے ناگہان ہو کر

وہ بھولی بھولی باتیں یاد کی وہ وصل کا وعدہ
مزے کا وقت ہی منہ چوم لوں نطق زبان ہو کر

بہار فصل گل اس سال درد انگیز ہی شاید
دل بلبل کو تڑپاتے ہیں غنچے چٹکیاں ہو کر

تمنا ہی دل مضطر کو نشتر کی طرح چبھ رہیں
وہی بے کلیں کہ جو چبھ جاتی ہیں نوک سنان ہو کر

عدوئے تیرہ باطن کا یہ منہ ہی اور جل جائے
کہ جس محفل میں تک شمع اوڑتا ہی دھواں ہو کر

کسی کو بوسہ کا اقرار شاید یاد آیا تھی
لبوں تک آرزوئیں آرہی ہیں ہچکیاں ہو کر

بلا سے میری قسمت میں نہیں ہے وصل کی دولت
زبان یار وعدہ تو کرے میری زبان ہو کر

نصیب غیر سے باب متوں احسان رہا جاتا
دعائے وصل کیونکر ہو نجی نہ دشمن کی زبان ہو کر

۱۱۱ ۱۱

کبھی ارمان کبھی غم کبھی حسرت ہو کر
دل میں آرہتے ہیں وہ اک نئی آفت ہو کر

جستجو ہی کچھ اسی بانکی مدت سے ہمیں
کہ نسے دل میں وہ رہتے ہیں محبت ہو کر

طالب وصل میں ہی شان کرم سے یہ امید
چھپ رہے یار کی آنکھوں میں مروت ہو کر

مجھ کو ہر چال سے تم مورد بیداد کرو
قہر ہو کر کبھی نکلو کبھی آفت ہو کر

شکوہ ناکامی تقدیر کا ہو کیوں نہ ہمیں
دل میں ہی رہتے ہیں وہ وصل کی حسرت ہو کر

مجھکو ای آرزوئے وصل رسا کہتے ہم
دل میں رہتی جو حسینوں کے محبت ہو کر

دل فریبی کے طریقے سے ملائے ہیں وہ آنکھ
دھوکا دیتی ہی نگہ چشم مروت ہو کر

دل یہ تڑپا کہ نہ قابو میں رہے صبر و قرار
دو قدم ہی وہ چلے تھے ابھی رخصت ہو کر

اپنے اک بوسہ کے سائل سے ملا لو آنکھیں
چشم پوشی نکرو صاحب ہمت ہو کر
دن تو پھرنے دو دعاؤ نمیں تو آنے دو اثر
دوست بنجائینگی دشمن مری قسمت ہو کر

۱۱۲ سرد مہری رہی محفل میں کچھ ایسی احسان
آج اوٹھ آئے ہم افسردہ طبیعت ہو کر ۱۵

گردش کا ہی احسان مقدر سے نکلکر
قسمت ہوئی سیدھی بڑے چکر سے نکلکر
رستہ نہ غیر ہونکو ملا گھر سے نکل کر
بھٹکے مرے نالے دل مضطر سے نکلکر
دم اپنا خفا ہی تو ہمیں کچھ نہیں پروا
جائیگا کہان تیرے خنجر سے نکلکر
انکھیں تو کہے دیتی ہیں تم لاکھ چھپاؤ
آئے ہو اسیوقت کسی گھر سے نکلکر
آہونکو سوئے کوچۂ دلدار جو بھیجا
ارمان بھی دوڑے دل مضطر سے نکلکر
لپٹا تو لے بڑھکر او نہیں ایسی خواہش تمنا
تنتے ہیں بہت کچھ وہ برابر سے نکلکر
جلوہ ترا آنکھونسے اوتر آتا ہی دلمیں
می شیشے میں آجاتی ہی ساغر سے نکلکر
کچھ اونکی کمر نے لیے کچھ زلف نے مانگے
اچھے رہے بل میرے مقدر سے نکلکر
دنیا میں کہان ہی کوئی دلچسپ جگہ اور
جاؤنمیں کہان کوچۂ دلبر سے نکلکر
امید اثر کیا ہو کہ خود کہتی ہیں آہیں
برباد ہوئے ہم دل مضطر سے نکلکر
ہان جانتے ہیں ہم خلش موئے مژہ کو
خون اپنا بہا ہی اسی نشتر سے نکلکر
جو بات ہی دلمیں وہ کہے دیتی ہی جنون
جاؤنگے کہیں اور مرے گھر سے نکلکر
رشک جبل طور جلانے کے لیے تھا
اس آگ نے پھونکا ہمیں تہ پر سے نکلکر
خوش ہو کے گھر اپنا نہ کسی کے کبھی چھوڑا
روتی ہی تمنا دل مضطر سے نکلکر

اگپٹے وہ بت خوف شکایت سے عجب کیا

۱۱۳	احسان بڑھو توصیفِ محشر سے نکلکر	۱۳
حسرت و یاس و غم و درد و تمنا لیکر	کیا بتائین تمہین ہم آئے ہین کیا کیا لیکر	
وان سے یون آئے ہین غم زلف چلیپا لیکر	جسطرح پھر قفسے ہین بازار سے سودا لیکر	
کیا ستم ہی کہ خفا ہوتے ہین جب شمہین پر	گالیان دیتے ہین وہ نام ہمارا لیکر	
تمکو خواہش تہی کہ ہو شوخ حنا کی رنگت	کیون نہ ہاتہ ہمین نلا میرا کلیجا لیکر	
آہ کرنا بہی اگر قیدِ محبت مین ہی جرم	چہوڑ دو ہم سے تڑپنے کا مچلکا لیکر	
درد دل دور ہوا منہ سے جو نکلا یا دوست	سچ یہ ہی جپکے ہم نام مسیحا لیکر	
لطف انکار کی باتون کا نیا یا کچھ بہی	کیا مین خوش ہون کسی تصویر کا بوسا لیکر	
پینے والون کا رہا دخل لبِ کوثر بہی	سیکڑون بیٹھ گئے ساغر و مینا لیکر	
ناتوانی کا برا ہو کہ ترے کوچے مین	روز گرتا ہی مجہکو مرا سایا لیکر	
لائے ہین بزم عدو سے یہ خبر نالۂ آہ	آج کچہ کہتے تہے وہ نام ہمارا لیکر	
اس ستم کا بہی ٹہکانا ہی کچہ ای سیر فلک	دلمین آئے ہین وہ غیرون کی تمنا لیکر	
ہمکو یہ لطف بہی حاصل نہین او تیر افگن	زخم ہنستا لب سوفار کا بوسا لیکر	

۱۱۴	کل نہ آئینگے وہ آئیگی قیامت احسان آج ہم کرلین خوشی وعدۂ فردا لیکر	۱۳

اوٹہائے عیش دو روزہ ہم نے خوشی سے کیا کیا اک انگ ہوکر
اوڑے تو بادِ بہار بنکر جمے تو محفل کا رنگ ہوکر
خموش ای بت رہینگے کب تک تری جدائی مین تنگ ہوکر
جواب دینگے ضبط کو ہم اب اپنے جینے سے تنگ ہوکر

خیال آیا جو اوس نگہہ کا تو درد دل نے کہا یہ اوٹھکر
ہمارے پہلو مین کوئی دم تو حضور بیٹھین چند نگ ہوکر
جسے سمجھتے ہو آئنہ تم یہ دین شوق ہی کیسکا +
کہ شکل تصویر بن گیا ہی کمال حیرت سے دنگ ہوکر
طرح طرح کے اوٹھائے صدمے مگر نہ الفت سے باز آیا
نکال کر دل کو پھینکدینگے ہم اپنے پہلو سے تنگ ہوکر
چھٹیگا کس طرح وحشت کوئی پھرینگے مثل غبار ہر سو
رہیگی وحشت ہمارے دلمین یونہین جو چندے اونگ ہوکر
کبھی جو تیغ نگاہ قاتل صف مژہ نے کیا اشارہ
شہید الفت کے مرغ دل پر چلین گے ہم بہی خدنگ ہوکر
تعشق ان مہر خو نکا اگدن ضرور رسوا کرے گا ہمکو
حجاب ناموس ہین رہی ہی کہین محبت بہی ننگ ہوکر
خدا بچائے نگاہ بد سے او بہار جوبن کا ہو چلا ہی
سما گیا حسن نوجوانی تمون کے دلمین اومنگ ہوکر
چمن مین فیض قدم سے تیرے خوشی ہی جوش شگفتگی ہی
عجب نہین سو جگہ سے ٹکرے قبا ہو غنچے کی تنگ ہوکر
عبث بہا لتے ہو خون عاشق کبھی نہ اخفائے راز ہوگا
تمہارے خنجر سے مثل جوہر یہ بوند نکلے گا رنگ ہوکر
نہین میسر جو وصل جانان تو ہو جہنم الم ہی یارب

یونہین نکلجائے دل کی حسرت ہمارے سینے سے تنگ ہوکر

۱۱۵	پہنسے ہین جسمین آفتونمین غم سے فرصت دلکو راحت نصیب ہے قید زندگی ہی ملی ہی قید فرنگ ہوکر	۱۵

تیری یہی خوشی ہی تو آپا نمال کر — مٹی ہی مین ملادے ہمین ایسی حال کر
کہنے سے مدعی کے نہ ہم سے ملال کر — او بیوفا غریب کا بھی کچھ خیال کر
غیرونکے گھر چلے گئے ہمکو وہ ٹال کر — ممکن نہین کہ بیٹھ رہین خاک ڈال کر
کہتی ہی اونکی بیدہنی مجھسے وصل مین — جسکا جواب ہی نہو ایسا سوال کر
دلمین ہمارے آؤ تو حسن اور بڑہی کہلے — خوشتر تمہین بنائینگے سانچے مین ڈہال کر
خلوت مین اپنا کام کرے کیا مری نگاہ — بیٹھے ہین آج آنکہون مین آنکہون وہ ڈال کر
دل کا لہو وہ پیکے ہوا جانکا عدو — آفت مین پڑگئے ہین ترے غم کو پال کر
دل مین پڑی ہی ایک تمنائے وصل بھی — تم تیر چھوڑنا نو زرا دیکھ بھال کر
کچھ چھیڑ چہاڑ چاہیے او بانیٔ جفا — ہم سے جو خوش نہین ہے تو بیدادلال کر
فرقت مین مانگتے ہین دعا ہاتھ اوٹہاکے ہم — یارب نصیب دولت عیش وصال کر
چاہا بہت نہ خواب مین آیا کبھی وہ شوخ — ای چشم انتظار تو ہی کچھ خیال کر
اعمال بد کیطرح نہ پایا کوئی رفیق — چھوڑا ہی ساتھ مجکو جہنم مین ڈال کر
محفل مین اونکی گالیونکا اور ہی ہی رنگ — ہنکو سنا رہے ہین عدو پر وہ ڈہال کر
بیٹہا ہوا ہو نمین بھی جو آنکہونکے سامنے — کہتے ہین شرم سے نہ نکل دیکھ بھال کر

۱۱۶	احسان کہو نہ دے کہین دنیا کی جستجو سر پا جل سوار ہی فکر مآل کر	۱۱

بل یار کی چیتون کیے نکل جاتے ہین کیونکر
انداز لگا ہونکے بدل جاتے ہین کیونکر

ای چشم فسون بہار زرا تو ہی بتا دے
بیمار سنبھالے سے سنبھل جاتے ہین کیونکر

دل ہین کہ تمنا ہین کہ عاشق کی طبیعت
وہ وصل مین قابو سے نکل جاتے ہین کیونکر

مہمان تو ہونے دو مرے گھر مین او نہین آج
یہ دیکھنا ہی مجھکو وہ کل جاتے ہین کیونکر

اتنا بھی بتاتے نہین اب شک ہمارے
آنکھون سے جو گرتے ہین سنبھل جاتے ہین کیونکر

تم دلمین جو آتے ہو تو آہستہ غم و درد
خلوت مین تمہین دیکھکے ٹل جاتے ہین کیونکر

چھپ چھپ کے خیال آتا ہی ظاہر کرینگے
گھبرائے ہوئے اونکے بہل جاتے ہین کیونکر

انکھون نے مرے دلکو زخود رفتہ بنایا
او شوخ یہ جادو ترے چل جاتے ہین کیونکر

تقدیر سے پوچھینگے جدائی مین ہم اتنا
بت تیری طرح آنکھ بدل جاتے ہین کیونکر

نا ساز رہی میرے لیے چرخ کی گردش
کام اور غریبون کے نکل جاتے ہین کیونکر

انداز نگہ اونکے چھلاوا تو نہین ہین
احسان مرے دلکو وہ چھل جاتے ہین کیونکر

بہار آفرینش ہٹ چکی ہی کوئے جانان پر
لہو حور و لبسے اترا مین نہ اتنا باغ رضوان پر

وہ کافر ہی نگہ جو یار کو سوگند قرآن پر
سکھاتی ہی کبھی قائم نہ رہنا عہد و پیمان پر

بچے گا بسمل ناز و ادا اس تیغ سے کیونکر
قضا غیر لوٹی جاتی ہی شمشیر براں پر

جدائی مین ملا ہی وصل سے اچھا مزہ ہمکو
دعائین دیتے ہین دشمن کو ہم تکلیف ہجراں پر

ڈرائینگے یہ کہکر حشر کے دن سوخ چشمون کو
کہو تو خون کا دعوی کرین ہم تیغ مژگان پر

پڑے رہتے ہین سے مردے کیطرح جب غم نہین ہوتا
ہماری زندگی موقوف ہی اندوہ و حرمان پر

بہرا ہی اسقدر شور محبت اونکے سینو تین
ترے مجروح ٹوٹے پڑتے ہین خالی نمکدان پر

غبارِ راہ ہین پنہان ہین یاں ثبتِ جنونِ لاکھون
ہوا ہی قیس کو کیون ناز اتنا اک بیابان پر

وہ آئینگے تو پہلو مین دلِ بیتاب بٹھا لونگا
بہروسا کر لیا ہی میرے دل نے درد و پنہان پر

شرابِ عشق کا پینا بُرا ہم سمجھین کہ اچھا ہم
اسے بھی ہمنے چھوڑا اعتقاد اونکے دین و ایمان پر

۱۱۸	پلایا ہی مرے چھالون نے پانی بیطلب بسون مرا احسان ہی احسان ہر خارِ بیابان پر	۹

ابرو و لب ترے ہین خنجر و ہلال چار
نکلے نہ اسطرح کے فلک پر ہلال چار

تیرے سمندِ ناز کا اللہ رے فروغ
اک نقشِ نعل کے ہین برابر ہلال چار

دو وار تیغ کے جو کیے میرے ماہ نے
لبہائے زخم بنگئے مل کر ہلال چار

ہوتا رہیگا سر بگریبان تمام عمر
آنکھین تو یار سے کرے دم بھر ہلال چار

کہتا ہی یہ فلک سے تری بجلیونکا عکس
اب ہین ہمارے سامنے کمتر ہلال چار

کہائے ہین ہمنے تیغ ہلالی کے چار زخم
پیدا ہوئے ہین اسلیے تن پر ہلال چار

حیرت ہی یار کو لب و ابرو کے عکس سے
کہتا ہی آئنے مین ہین کیونکر ہلال چار

روشن ہین کسقدر ترے توسن کے نقشِ نعل
گویا پڑے ہین سطحِ زمین پر ہلال چار

۱۱۹	احسان ہمکو سختیِ مضمون نہین پسند ورنہ دکہاتے باندہ کے تیہر ہلال چار	۱۵

لاکھ حسرت ہو دلِ درد آشنا کو دیکہکر
اف تو کر سکتے نہین اپنی وفا کو دیکہکر

زندگی پائی تہی ہمنے جس ادا کو دیکہکر
آج وہ یاد آگئی شکلِ قضا کو دیکہکر

یہ نئی ضدی طبیعت اور ہی کچھ ہو گئی
بیوفا تم بن گئے میری وفا کو دیکہکر

آرزوئے وصل کو جتنا بُرا کہتے ہے وہ
اونتا ہی خوش ہین دلِ بے مدعا کو دیکہکر

منہ دکھانے کو کہا ہنسے تو یہ بولا وہ بت
آپ کیا ایمان لائے ہین خدا کو دیکھکر

سیکڑون ناز ایک چتون مین دکھائے ہین ہمین
کیا بتائین مضطرب ہین کس ادا کو دیکھکر

عرض مطلب سننے سے پہلے وہ سمجھ جاتے ہین یون
ہم سے کچھ کہنا تو تاثیر دعا کو دیکھکر

مجھکو یہ حیرت ہی کیون ہوتا نہین کچھ امتیاز
آئنہ دیکھا تمہارے نقش پا کو دیکھکر

حضرت دل بھی نظر آتے ہین ہمکو منچلے
خوب بگڑین گے بناؤ کی ادا کو دیکھکر

جرح سے ہوتے ہین یہ شوخے مٹائین کس طرح
پڑ گئی یہ فکر نقش مدعا کو دیکھکر

بیمروت بھی بہت کچھ ہین مرے ارمان وصل
کچھ نمانین گے وہ آنکھون مین حیا کو دیکھکر

چٹکیان لینے کو آیا ہی خیال اک شوخ کا
میرے پہلو مین دل درد آشنا کو دیکھکر

یہ بھی ہے ناکامی تقدیر کی اک دل لگی
چرخ ہنس دیتا ہے آہ نارسا کو دیکھکر

ہجر کی راتو تمہین ہے مرحبا یارن رہے
کچھ تو کہتے جاؤ اپنے مبتلا کو دیکھکر

۱۲۰ | ۱۱

حق یہ ہے احسان ہم موسے سے کچھ اچھے رہے
کھل گئین آنکھین جمال دلربا کو دیکھکر

مجھپر کیے ہین جور و ستم بات بات پر
ٹوٹا نہ آسمان جدائی کی رات پر

درد و الم ہین کچھ مرے قابو مین بہر ہوئے
تم سے مقابلہ ہی اسی کائنات پر

ہنسے یہی کہا تھا کہ بوسہ دہن کا دو
بگڑے ہو منہ بناتے ہو تھوڑی سی بات پر

لاکھون کو اک نگاہ سے اوس نے کیا شہید
گویا ہی تیغ ناز کا قبضہ حیات پر

بوسے ملین ہمین لب شیرین کے بارہا
بالا تمہاری بات رہیگی نبات پر

تقدیر مین نہین ہی خوشی عیش وصل کی
مٹنا پڑا امید کو فرقت کی رات پر

تمنے مریض غم کو نہ دیکھا وہ مر گیا
ٹھہری تھی زندگی نگہ التفات پر

دعوے ہو آسمان کو جھکنے نہ دینگے پاؤن
تقدیر ہنس رہی ہی ہماری ثبات پہ

دشمن کے سامنے نکھو مجھکو جان نثار
مار اڑپڑین نہ کہین منہ دیکھی بات پہ

کہتے ہین سب کہ کیا ہی نکیلا جوان ہی
اوٹھنی ہین اونگلیان سے مرقاتلکی گات پہ

احسان گردش فلکی کیا ستائیگی
تکیہ ہی مجھ فقیر کا اللہ کی ذات پہ

ردیف را سے ہندی

مدت کے بعد آنکھ نے کی دل سے چھیڑ چھاڑ
بید یدنے شروع کی مشکل سے چھیڑ چھاڑ

تیغ ادانے سیکھ لی کس کس سے چھیڑ چھاڑ
رہتی ہی روز عاشق بسمل سے چھیڑ چھاڑ

لیلی کا کچھ مزاج پریشان ہوگیا
مجنون نے کی جو پردہ محمل سے چھیڑ چھاڑ

نشتر کیطرح روز چلی جاتی ہی یونہین
نوک مژہ کی آبلۂ دل سے چھیڑ چھاڑ

تو آسمان پر یہی پہونچنے لگی نگاہ
کل شب کو اوس نے کی مہ کامل سے چھیڑ چھاڑ

ہنسکھ بنا دیا ہی اونہین ہیر لطف نے
کرتی ہین جسمین تین ہی مرد سے چھیڑ چھاڑ

جب تک ہی میرے دلمین شہادت کی آرزو
ہوتی رہیگی خنجر قاتل سے چھیڑ چھاڑ

وہ بیقرار اور بھی بیتاب ہوگیا
جب کی تری نگاہ نے بسمل سے چھیڑ چھاڑ

سودائے عشق یار کا ہی کچھ یہی علاج
نشتر زرا کرے نوک دل سے چھیڑ چھاڑ

راہ طلب مین پاؤنسے کانٹے جدا نہ ہون
اچھی ہی ہمکو سختی منزل سے چھیڑ چھاڑ

شانہ ہلا کے ہوش مین لا کے ترا خیال
غفلت مین یون ہوا کرے قاتل سے چھیڑ چھاڑ

پہلو گل مین بیٹھ کے ایسے نہین شوخ
کانٹے کیا کرین نہ عنادل سے چھیڑ چھاڑ

احسان اب تو جوشِ طبیعت کی داد دو
یاد اونکی آکے کرتی ہی کچھ دل سے چھیڑ چھاڑ

۱۲۲	ردیف زاے معجمہ	۱۱

یوسف کو حسن تیرا زلیخا سے ہی عزیز
حوروں کو قدِ تراقِ طوبیٰ سے ہی عزیز

کس کس مزے سے کہتے ہین ہم اوسکو اپنے پاس
غم تیرا ہم کو اپنی تمنّا سے ہی عزیز

رشکِ عدو کو دور ہی رکھے مرا خدا
کیونکر کہون کہ ہجر کی ایذا سے ہی عزیز

ہم خاک مین ملین تو یہ ہی زندگی کا لطف
ٹھوکر تمہاری نازِ مسیحا سے ہی عزیز

ٹیکا جبینِ یار کا چمکا جو رات کو
کہتا ہی چرخ بھی کہ ثریّا سے ہی عزیز

دیکھینگے ہم نہ باغ مین جاکر کسیکی آنکھ
چشمِ سیاہِ نرگسِ شہلا سے ہی عزیز

شکرِ خدا کہ کہنے لگے وہ شبِ وصال
حسرت تری عدو کی تمنّا سے ہی عزیز

دیکھو نہ پھینک دینا کہین دل کو لیکے تم
یہ مال ہمکو دولتِ دنیا سے ہی عزیز

جو داغ دیگئی ہی تری یادِ آتشین
وہ ہمکو دلکے داغِ سویدا سے ہی عزیز

وحشت کو لاکھ دشت کا میدان چاہیے
پھر بھی تری گلی ہمین صحرا سے ہی عزیز

۱۲۳	احسان دلمین کہتے ہین غم کو خوشی سے ہم وہ ہمکو اپنی یاس و تمنّا سے ہی عزیز	۱۵

شوخی سے ہر ادا مین جو بہت پیار کے انداز
تڑپا گئے دلکو نگہِ یار کے انداز

پردے مین تمہین بیٹھنے دینگے نہ وہ چھپکر
رکھتے ہین اثر حسرتِ دیدار کے انداز

ہر فتنے ناز ہون نہ وہ ادائین
دیکھینگے نہ دیکھے ہوئے سو بار کے انداز

شوخی وا دا چشم و نگہ ابرو و گیسو
دلکش ہین زیادہ انہین ادا کے انداز

پہلے سے کہے دیتے ہین اودلکے مسیحا
اچھے نظر آتے نہین ہمارے انداز

آئیگی قیامت بھی تو کیا چال کرے گی
فتنون کو مٹا دیتے ہین رفتار کے انداز

یہ کیا ہی جب آنے کو کہا جاتے ہو تم آنکھ
کچھ لطف کے غمزے ہون تو کچھ پیار کے انداز

وہ سب کو ڈرا دیتے ہین تلوار دکھا کر
بانکے ہین بہت ابرو ے خمدار کے انداز

کی ہمنے شب وصل مین ناصح خوشامد
بدلے نہ نظر چشم ستمگار کے انداز

کہلتا نہین سنہ یار کی تقریر کے آگے
خاموش کیے دیتے ہین گفتار کے انداز

کیا دیکھتا ہی تمکو لڑا ے ہوے آنکھین
دیکھے تو کوئی آئنہ بردار کے انداز

سنتے نہین ہم غم کی شکایت کئی دن سے
سمجھا گئے دل کو نگہ یار کے انداز

دل ہی کا لہو ہی کہ جو آنکھون سے بہا ہی
معلوم ہوے دیدۂ خونبار کے انداز

پہلو مین جدائی کے ترے وصل مین پنہان
اقرار سے پیدا ترے انکار کے انداز

احسان وہ لپٹین تو یہ بیساختہ کہنا
پیارے ہین بہت ہمکو ترے پیار کے انداز

۱۲۴ ردیف سین مہملہ ۱۱

آتا جاتا ہی خیال اک ماہ رو کا دلکے پاس
واہ کیا جذب اثر ہی الفت کامل کے پاس

درد الفت دلمین ٹھہرے یا جگر مین بے قرار
اور بھی اک دوسری منزل ہی منزل کے پاس

تیز نکلے کو لیے جاتا ہی کیون ای ساربان
خاک مجنون کو ذرا آہستہ لے محمل کے پاس

درد کہتا ہی بڑی ہمت سے اوسکے درد کو
جی کے بہلانے کی اک شی ہی ہمارے دل کے پاس

ایک بوسہ دیکے سب لیلے بھلا ہوگا ترا
ای شمگر کچھ دعا ئین ہین ترے سائل کے پاس

سوئے دریا کسکی چشم مست نے دیکھا ہی آج
گر کہہ اکر موج گر گر پڑتی ہی ساحل کے پاس

مضطرب ہونا اور چلنا لوٹنا دم توڑنا
اضطرابی کے سوا کیا ہی ترے بسمل کے پاس

لیلیا ہی بیخودی عشق نے پہلے سے عہد
ہوش آسکتا نہین گر تیرے غافل کے پاس

آرزو مین دل مین تہین جو کچھ وہ بجہیر مرتبین
ایک حسرت رہگئی ہی عاشق بیدل کے پاس

اس طرف بھی دیکھ لے اور شمع بزم انجمن
خاک پر بستر کیے بیٹھے ہین ہم محفل کے پاس

اس ادب پر بھی نہ پوچھے منہ تو قسمت ہی مری
سر کے بل جاتا ہون ای احسان ین قاتل کے پاس

ردیف شین معجمہ

۱۲۵ — ۱۵

لپٹا کے مجھے دل کو کیا ہی جو زر آغوش
در تیا ہون وہان دعا کیے مرے بخت کو خدا آغوش

دل مین نے دیا ہی تجھے تو مجھسے ہو آغوش
راضی ترے انداز ترے ناز و ادا آغوش

دل میرا ترے ناز سے مجھسے ہی ادا آغوش
اچھا تو ہی یا ہم رہین یہ اہل وفا آغوش

سنلی ہی خدا نے مری امید کی شاید
مین دل کو بہت پاتا ہون ہنگام دعا آغوش

بے مانگے جو دیدیتے ہین بوسہ وہ دہن کا
کس ناز سے کہتے ہین تبا ابتو ہوا آغوش

ورد و الم و یاس نے کی خوب رفاقت
لیکن دل ناشاد ہی ہم سے نہ جدا آغوش

ہر شخص کو ہی جنس کی صحبت ہی مین لطف
گیسو سے بلا خوش نہ ی آنکھون سے حیا آغوش

باہر نہ کبھی ہونگے اطاعت مین تو ہم سے
کم ہم سے اگر خوش ہو تو گویا ہی خدا آغوش

کچھ غیر کے پہلو ہی مین لطف آتا ہی اونکو
ناشاد سے ملکر بھی ہوے ہین وہ بھلا آغوش

ہزار کی تاک جھانک ہنسے مارنہ سرکی نقاب عارض
ہوئی ہو دلمین ہوس یہ پیدا کہ چوم لیتے ادب سے اکدن
سُنا ہی جس دن سے عاشقون نے صحیفۂ رخ خطاب عارض
پڑا ہون بیہوش فرش غم پر کوئی سونگھا جائے مجھکو آکر
تمہارے رخسار کا پسینا کہ جسکو کہیے گلاب عارض
وہ آئنہ بھی جو دیکھتے ہین تو ہاتھ گالون پر اپنے رکھکر
بناؤ کے وقت یہ تکلف نہی ہو جسمین حجاب عارض
بہت ہو دلکش تمہارا حلیا ہو وہ مشتاق دید ایسا
نمر کی ہی آرزو کہ بنتا مین ذرۂ آفتاب عارض
ہمارے دل سے تو کوئی پوچھے کہ جسکو مرنا ہی ہر ادا پر
غضب کا بانکا ہی اوٹھتا جوبن مرے کا حسن شباب عارض
نہ اس بلا کے ہین موئے سنبل نہ اس غضب کی ہی سرخی گل
کسے سمجھ لین مثال کیسو کسے بتائین جواب عارض

وہ ہم سے احسان لیتے تھے جب کوئی مخل نہا ہو صلی کتب
حجاب آنکھون ٹل گیا تہا مر گئی تہی نقاب عارض

۱۲۸	ردیف طاے مہملہ	۱۱

چمکتا ہو ترے رخسار کا خط	نہ دیکھا ہمنے ایسا خوشنما خط
وہان پہونچا تو گھبرایا کچھ ایسا	کہ قاصد نے عدو کو دیدیا خط

پتا دیتے نہیں تم اپنے گھر کا
کہان بھیجے تمہارا مبتلا خط

لکھی تھی درد کی روداد امین
تڑپکر رہ گیا جس نے پڑھا خط

پڑھا سو بار میں نے نامۂ یار
کہ دلکش تھی عبارت دلربا خط

کروں میں کیا خوشا مذہبہ کی
تو ہی پہونچا دے اے آہ رسا خط

ستم یہ کیا کیا اون ہیوفا نے
مرے دشمن سے پڑھوا کر سنا خط

رہے ناکامیٔ تقدیر اوس نے
نہ کچھ پوچھا نہ قاصد سے لیا خط

بہت کچھ جستجو کرنا پڑے گی
اگر لکھوے گا قاصد یار کا خط

جواب اچھا دیا قاصد کو اوس نے
پڑھا جاتا نہیں ہم سے ذرا خط

بہت احسان مانونگا میں اے جان
اگر لے جائے گی بادِ صبا خط

ردیف ظائے معجمہ

۱۳۹ ۱۳

کسی دن جو شیخی میں آتا ہی واعظ
قیامت کی باتیں بناتا ہی واعظ

کبھی میکدے میں جو آتا ہی واعظ
تو رندوں سے آنکھیں چراتا ہی واعظ

مئے عشق سے ہم نہ توبہ کرینگے
ڈراتے جو ہم کو ڈراتا ہی واعظ

یہ کوچہ ہی ساقی کا وہ میکدہ ہی
بہک کر کدھر آج آتا ہی واعظ

نہ مرتا ہو حور و پری اتنا بھی کوئی
ہمیں دو کر جنت سناتا ہی واعظ

سنی ہی بھلا میکشوں نے کسی کی
یہ بک بک کے کیوں سر کھپاتا ہی واعظ

بغل میں چھپائے ہوئے مے کی بوتل
وہ کیا ہوشیاری سے جاتا ہی واعظ

ملا ہی ہمین جب کبھی میکدے میں — گریبان ہی مین منہ چھپاتا ہی واعظ
کہو تم بھی زندہ برس جائے بادل — دعا کے لیے ہاتھ اوٹھاتا ہی واعظ
ذرا بادہ خواری کی بحث آپڑی ہی — کئی روز سے منہ کی کھاتا ہی واعظ
پیے شوق سے آکے رندون مین بیٹھے — اگر رنگ اپنا جماتا ہی واعظ
یہ مے کی مذمت یہ ستون کا جلسہ — کہان ہی کہانکی سناتا ہی واعظ

غضب ہی کہ منبر پہ احسان چڑھکر
قیامت کے جھگڑے چکاتا ہی واعظ

ردیف عین مہملہ

تم جو کہتے ہو نزاکت نہ حیا ہی مانع — میرے گھر آنے کو پھر کون ہوا ہی مانع
تم ستاتے مجھے اور مین نہ شکایت کرتا — اسلیے چپ ہون کہ خو میری وفا ہی مانع
سر جھکائے ہوئے بیٹھا ہی شب وصل کوئی — آنکھ کہتی ہی ملین کیا کہ حیا ہی مانع
یار کو مضطرب الحال بنا کر لے آ — تجھکو کون ای اثر آہ رسا ہی مانع
تم سے لیتے عوض جور کسیدن لیکن — کیا کرین ہم کہ تو خوف خدا ہی مانع
یون تو ٹلنے کو شب غم نے کہا ہی سو بار — کس طرح جائے کہ گیسو کی بلا ہی مانع
یار کہتا ہی شب وعدہ ہم آئین کیونکر — تیری تقدیر الگ غیر جدا ہی مانع
صدمے ہوتے ہین مگر اف نہین کرنے دیتے — دلکو اوس بت کا ادب میری وفا ہی مانع
ہم شب وصل جو پہلو مین بٹھاتے ہین نہین — کس تکلف سے وہ کہتے ہین حیا ہی مانع
یاد کرتے ہین قضا کو مگر آئے کیونکر — اوسکے آنے کو ہزینون کی ادا ہی مانع

چلتے پھرتے ہو مجھی سے نہیں بچتے ہو مگر
کیا کوئی اور شرارت کے سوا ہی مانع

کہنچ لا سکتا ہی کیا اونکو وہ خوبانِ الفت
جسکو ناکامیِ تاثیرِ دعا ہی مانع

جانے والے ہین جو دادِ رکیب ہم احسان
کس خوشامد سے وہ بت روزِ جزا ہی مانع

۱۳۱	ردیف غین منقوطہ	۱۱

چوسی دہانِ زخم جگر نے زبانِ تیغ
اس سے زیادہ کوئی نہین قدر دانِ تیغ

مقتل مین سب سے پہلے ہمین پر پڑی نگاہ
آتے ہی آج اوسنے کیا امتحانِ تیغ

کیا تیز کر دیا ہی ہنسونکی نگاہ کو
گردش ہی چشمِ شوخ کی گویا فسانِ تیغ

قاتل سے کچھ نہ داد ملی اضطراب کی
ہم خاک پر تڑپتے ہین چپ ہی زبانِ تیغ

برسون رہی ہے خنجرِ قاتل سے چہیڑ چہاڑ
مہری زبان سے کوئی سنے داستانِ تیغ

عاشق کو تمنے قتل کیا ہی جو بیگناہ
اس غم سے جھک گیا بدنِ ناتوانِ تیغ

کسکی نگاہ ناز ہوئی چہپکے کارگر
بسمل ہی دل گرفتہ ہین تن پر پشانِ تیغ

جوہر بنے ہین کشتۂ غم کے لہو کے داغ
چھالے نہین دکھاتی ہی گویا زبانِ تیغ

سرخی جو وقتِ ذبح لہو کی چھلک گئی
چوما تڑپ کے ہمنے لبِ خونفشانِ تیغ

تڑپا کرین اشارہ ابرو سے جان نثار
ای قاتلِ جہان نہی کس بل ہی جانِ تیغ

تلوار گھاٹ سے نہ پڑی تشنہ کام پر
احسان بار نے نہ کیا امتحانِ تیغ

۱۳۲	ردیف فا	۱۱

کسکے خیال مین ہی مرا دل ہی کس طرف
پوچھے نکل کے یار کی منزل ہی کس طرف

آج امتحان عاشق و دشمن ہی ایک ساتھ
یہ دیکھنا ہی خنجر قاتل ہی کس طرف

اللہ رے اثر تو مین تڑپون کچھ اس طرح
اسمین وہ پوچھتے ہوئے بسمل ہی کس طرف

کچھ شوخی حیا مین ہین جھگڑے شب وصال
اسکی ہمین خبر ہی نہین دل ہی کس طرف

رحم آگیا جو اونکو اسیر بلکے جال پر
اتنا کہا یہ شور سلاسل ہی کس طرف

کام آئین راہ شوق مین کچھ تو جناب خضر
ہمکو بتا دین یار کی منزل ہی کس طرف

آیہ ہمارے پاس تمہین اب تو کچھ خبر
تاثیر جذب الفت کامل ہی کس طرف

ارمان وصل بیٹھنے دیتا نہین ہمین
یہ جستجو ہی کو چہ قاتل ہی کس طرف

اللہ ری بیخودی کہ یہ معلوم ہی نہین
اب تک مرا خیال مرا دل ہی کس طرف

ملتے نہین وہ مجمع ارمان شوق مین
محفل ہی جمع رونق محفل ہی کس طرف

آسمان کچھ کہو کہ تجاہل سے آج وہ
پہلو مین بیٹھے پوچھتے ہین دل ہی کس طرف

ردیف قاف

۱۳۳ | ۱۴

پامال کر گئی مرے دلکو سواد عشق
پائی یہ بیخطا نے سزا ے گناہ عشق

ٹھہرے کمال عشق سے ہم بادشاہ عشق
یارب رہے ترقی اقبال و جاہ عشق

آہی گئی طبیعت دل اپنی یار پر
چلائے ہم کوئی نہ ہوا داد خواہ عشق

ڈالے گا کیون سفر مین خدا ہمکو زاہدو
ایسا بڑا گناہ نہین ہی گناہ عشق

بیچین کر دیا ہی اوسے دلکے درد نے
سنلو جو کچھ سنائے تمہین داد خواہ عشق

سفاک تم بناؤ تو شوخیِ حسن کو
چھوٹے گا اسطرف سے بھی تیر نگاہِ عشق

ہو جائے کوہِ طور سے دل کا مقابلہ
وہ جلوہ گاہِ حسن ہی یہ جلوہ گاہِ عشق

ظاہر ہی حال زردیِ رخ سے نحیف کا
اس سے زیادہ کوئی نہین ہی گواہِ عشق

فرصت نہین کہ یار کو ڈھونڈھین ادہر ادہر
خود اپنی جستجو مین ہین گم کردہ راہِ عشق

پنہان ہمارے دل مین ہین داغِ فراقِ یار
اس ایک برج مین ہین کئی مہر و ماہِ عشق

میری ہی حشر مین کہے غمزہ ہی یار کا
حاضر جواب چاہیے مجھکو گواہِ عشق

لاکھون ستم کرو کہ تمہین دیدیا ہی دل
لاکھون سزائین دو کہ کیا ہی گناہِ عشق

احسان حشر مین بھی ہی داور وہی حسین
چپ ہو رہو یہان نہ بنو دادخواہِ عشق

ردیف کاف تازی

۱۳ — ۱۳۴

اوآرہ بہرِ ن کوچہ و حشت مین کہان تک
یہ ہو نہ دے خدا اہمکو سر کوئے بتان تک

دل سے کوئی فریاد نہ آئیگی زبان تک
ہم کرتے ہین ضبط آپ ستائینگے کہان تک

اب بھی ہمین شیدا نہ کہو تم ستم ہی
قربان کیے دیتے ہین ہم دل و جان تک

کچھ کہنے کو ہین یار سے ہم بزمِ عدو مین
دل سے مگر آتین نہین باتین وہ زبان تک

ہم پہلے سے کیون ضبط کا احسان اوٹھائین
دل درد سے خود ہو چلے تڑپین گے کہان تک

پامال کیا خوب مری قبر کو تمنے
ٹھوکر وہ لگائی ہی کہ چھوڑا نہ نشان تک

قسمت کی تیا کید سے بیٹھے رہو گھر مین
دل کی یہ تمنا ہی رسائی ہو وہان تک

دل مین نظر آتے نہین اب حسرت و ارمان
گھر لوٹ لیا تم نے غنیمت ہی یہان تک

دل کہتا ہی تم پاؤن اوڑہا ہوئے جانا
لیجائے یہ آزار گی عشق جہان تک

پہرتا تہا بہت کہتا ہوا زاہد کئی دن سے
پہونچا دیا مستون نے اوسے سر خان تک

تم اور ملاقات کی کچھ رسم بڑہاؤ
اس دل کے لیئے دوڑ کے آئے ہو جہان تک

تنہا تو بہلنے کا نہین دل شب فرقت
تم کیا نہین پہلو مین نہین درد نہان تک

۱۳۵ | ۱۳

بڑہ جاتے ہین اب عرش بریں سے بہی کچھ آگے
احسان یہ نالے مرے جائینگے کہان تک

خواہش وصل مین تڑپے گا کلیجا کبتک
چٹکیان لیگی مرے دلمین تمنا کبتک

پاس جانے کے مین بیٹہا رہون تنہا کبتک
بیجا یا نہ ملو آنکہ کا پردا کب تک

ہر گھڑی کہتے ہو بے مانگے دیا ہی بوسہ
اس عنایت کا مین ممنون رہونگا کبتک

نہ سہی وصل یہی کہدو کہ مرجا کم بخت
طول کروگے مری امید کا جہگڑا کبتک

آپ مانین نہ برا کچھ تو ہم آنا چہوڑین
وعدے جہوٹے ہین تو ہر بات پہ آنا کب تک

ہم دعائین دیے جاتے ہین خدا خوش رکہے
ہمکو سیکا کوئی کوسنے والا کب تک

کوچہ یار مین تنہا ہی تو پہر دیر ہی کیا
تجہکو سمجہا بجہا لینگے ہم ای دل شیدا کب تک

دو گہڑی بیٹہہ کے کہتے ہین وہ وقت رخصت
گہر کو ہم جاتے ہین اب رد ہوا جاتا کب تک

ضبط فریاد و فغان کا نہین کچھ اور سبب
دیکہنا ہی تمہین ہو کی مری رسوا کب تک

خود ہی سنتے ہین بہت شوق سے میری حالت
خود ہی کہتے ہین یہ ہر روز کا شکوا کب تک

ہر گھڑی کیسا کہون مین اوسسے کہ وعدہ وفا
ہوتی ہین وصل مین بہی کچہ یہی باتین دو سے

نا امیدی تو یہ کہتی ہی تقاضا کب تک
لب تک آئین گے وہ روٹہیگی تمنا کب تک

وعدہ آنیکا کیا یار نے احسان مگر

یہ خوشی تھی ہمین آنا بھی نہ پوچھا کب تک

۱۳۶	ردیف کاف فارسی	۱۱

اوکھڑا ہوا ہی مجمع رنج و محن کا رنگ
کس دن جمانے آوگے اس انجمن کا رنگ

رکھون نہ کیون عزیز شب تار ہجر کو
ملتا ہی اوس سے زلف شکن در شکن کا رنگ

آجانے دو بہار جوانی کو جوش پر
کھل جائیگا کچھ اور مرے گلبدن کا رنگ

بہر دین گلابیان مرے ساقی نے پھول سے
بخشا ہی ہمکو جامہ بہار چمن کا رنگ

کہتے ہین دیکھکر وہ مرے روئے زرد کو
پھیکا ہی کس قدر ترے رنج محن کا رنگ

پوشاک سے چھپا نہ حسینونکا رنگ و پ
اللہ رے جوش پھوٹ ہی نکلا بدن کا رنگ

کمھلا گئے ہین پھول تو بلبل ہین دم بخود
کیا شگفتہ ہی فصل خزان مین چمن کا رنگ

اوٹھینگے روز حشر ہی کشتے لہو مین تر
ڈوبا ہوا ہی رنگ مین اونکے کفن کا رنگ

آتا ہی نظر شام ہی سے ہین شب وصال
بدلا ہوا ہی آج ہی سبز کہن کا رنگ

تر بھی نگہ سے خون مری حسرتون کا ہی
اچھا تو ہی جمائے کوئی بانکپن کا رنگ

فضل خدا سے شاعر رنگین خیال ہین
احسان ہم جمانے ہین بزم سخن کا رنگ

۱۳۷	ردیف لام	۱۱

سُنہ کہو لکر تم آؤ تو ہو بے قرار دل
ان بے حجابیون کا نہین پردہ دار دل

کام آئے کچھ تو ای مرے پروردگار دل
رہکر وہان بٹہ ہائے مرا اعتبار دل

کرتا ہون بات بات پر اونکی نثار دل
یارب نہ کیون دیے مجھے تونے ہزار دل

دونون کا بزم غیر مین ہوگا مقابلہ
بے دید اونکی آنکھ مرا بیقرار دل

ایسا بلا وہ فتنۂ رفتار یار سے
میرے لیے بنا ستم روزگار دل

خود سیر کوئے زلف کرے یہ عجب ہے بات
پوچھے مجھی سے پھر سبب انتشار دل

ای آفتاب دیکھ چمکنا نہ روز حشر
پہلو مین ہم بھی رکھتے ہین یک داغدار دل

بے اعتنائیون سے طبیعت ہے دور دور
چاہو تو آئے تمپر ابھی لاکھ بار دل

تسکین دے رہے ہین وہ اسطرح آجکے
بول اوٹھے کچھ نہ حشر کے دن بیقرار دل

اپنا بنا کے تمنے تو کیا سکھا دیا
کچھ کھو رہا ہی مجھسے بھی بیگانہ وار دل

۱۳۸ احسان اونسے پوچھ لو پھر کیا کرین علاج ۱۴
جھوٹی تسلیون سے جو ہو بیقرار دل

جلوۂ یار کو بے پردہ جو دیکھا شب وصل
ہوش ہی مین نہ رہی دل کی تمنا شب وصل

صبح تک وصل سے محروم ہی رکھا شب وصل
میری قسمت کو شب ہجر تھی گویا شب وصل

کچھ بھی طالع نا ساز سے شکوہ ہی ہمین
لاکھ چاہا کوئی پہلو مین نہ بیٹھا شب وصل

یا مروت ہی رہے آنکھ مین یا تیری حیا
ختم ہو جائے کسی طرح یہ جھگڑا شب وصل

رخ کے آگے مجھے آئینہ بنا کر رکھیے
دیکھیے حیرت عاشق کا تماشا شب وصل

تم حسیندار ہو یا مجھے بیتاب کرو
دل مین رہنے کی نہین دل کی تمنا شب وصل

آنکھ ملتے ہی زخود رفتہ ہوئے حضرت دل
لگ گئی یار ہمین دے گئی دھوکا شب وصل

دو گھڑی چین سے بیٹھو کہ اسی مین ہے مزہ
چٹکیون سے نہ ملو میرا کلیجا شب وصل

جھانس بنکر کہین رہجائے نہ دلمین ظالم
لگ نہ جائے کسی ڈر سے نہ چہیڑا شب وصل

اِس ستم پر بھی وہ ہنس ہنسکے یہ فرماتے ہین
کیون نہ خود رفتہ ہی تجھے کیسا شبِ وصل

کبھی تڑپا کبھی قربان ہوا آنکھون پر
مرنے والے بے طبیعت کو نہ روکا شبِ وصل

نہ ہنسی آتی ہی لب پر نہ اوٹھاتے ہو نظر
شوخ آنکھونکو ہی کس نے رکا پر اشبِ وصل

۱۳۹ صبح تک ہمکو مناتے ہی گزرتی احسان
خیر گزری کہ وہ بیرحم نہ روٹھا شبِ وصل ۱۳

ہمین نے کیا اونکو پیار اوّل اوّل
جوانی کی لوٹی بہار اوّل اوّل

نہ انکار کرای نگار اوّل اوّل
کرآئے ہین اُمیدوار اوّل اوّل

تری تر چھی چتون تری شوخ تیوری
ہمین کو کرے بیقرار اوّل اوّل

ہو اور ہم دونون مرتے ہین تم پر
کہون ہو گا نثار اوّل اوّل

مرے مرغِ دل کو وہ تڑپا کے بولے
اِسی کو کیا ہی شکار اوّل اوّل

محبت کا انجام ہو گا نہ اچھا
تم آنکھین ملاؤ ہزار اوّل اوّل

اگر شوق فتنہ خرامی ہی تمکو
ہٹاؤ ہمارا مزار اوّل اوّل

مزا شیخ کو مئی مین آتا ہی اب تو
ہوئی تھی بہت ناگوار اوّل اوّل

طبیعت مری اوٹھتے جوبن پر آئی
اِسی لئے کیا ہی ابھار اوّل اوّل

تمہارے ہین اب آرزومند لاکھون
ہمین تھے اک اُمیدوار اوّل اوّل

ہمین سے رہے وصل یار آخر آخر
ہمین سے ہوا نکھونکا پیار اوّل اوّل

شبِ وصل ہم بے تکلف ہوئے یون
کیا بوسہ روئے نگار اوّل اوّل

۱۴۰ وہ بہر تسلی اب احسان آتے
نہوتا جو مین بے قرار اوّل اوّل ۱۵

تمہین لیجانے دیتے ہم بہلاں
اگر ہوتا ہمارے کام کا دل

کہی مجھسے کبھی اونسے ملا دل
نہوا ایسا بھی مطلب آشنا دل

تمہاری آرزو مین مٹگئے ہم
تمہاری جستجو مین کھو گیا دل

کہان پایمن کہانسے ڈھونڈ لاؤن
طلب کرتے ہین وہ بے مدّعا دل

کرے پیکان تیرا باد پہلو
ہمین درکار ہی اک دوسرا دل

عجب خوبی ہی ای تقدیر تیری
بہلائی کرکے ہو جائے برا دل

یہ کیسا نا اتفاقی آپڑی ہی
خفا ہم جانسے ہم سے خفا دل

منانے کے لیے آیا نہ کوئی
اسی امید مین روٹھا رہا دل

سخن سازی نہین اچھی شب وصل
بناوٹ سے بگڑتا ہی مرا دل

لپٹ جاؤ تو یہ کہدین ابھی ہم
وفادار آپ ہین اور بیوفا دل

کہے دیتا ہون محرم مین نہ کہنا
نہایت شوخ ہی حسرت بھرا دل

کہو دیکھا تمہنے کس ادا سے
نہ آیا ہوش مین پھرون مرا دل

رہے قابو مین تو ہم تجھکو رکھین
یہان جاتا ہی جا او بیوفا دل

بھلا بیٹھا ہون وہ کس طرح بیٹھیر
عدو سے ملکے ہم سے ہٹکیا دل

ستم کی داد ملجائے کی احسان
کہ روز حشر کا داور ہی عادل

۱۴۱ | ردیف میم | ۱۱

منہ لگائین کیا کسی سانغر سے ہم
روٹھے ہین حسینون کی کوثر سے ہم

ہو شب ہا ای قاتلِ نازک مزاج — آج لپٹینگے ترے خنجر سے ہم
کسکی ٹھوکر سے اوٹھیگا رو زِ حشر — پوچھ دیکھینگے فرشتہ سے ہم
حشر مین بھی کیا ستاوگے ہمین — چپ رہینگے کیون تمہارے ڈسے ہم
وقتِ گریہ کون ہنستا آگیا — دیکھتے ہین کسکو چشمِ تر سے ہم
ہاتھ کا دیدو سہارا تم ذرا — یون نہ اوٹھینگے کبھی بستر سے ہم
خوب جھگڑا عشق کا طے ہو گیا — مٹکے نکلے کوچۂ دلبر سے ہم
اونکو دل دین صبر دین آرام دین — مال اتنا لائین کسکے گھر سے ہم
دل کے چھالون سے ہی اپنی دل لگی — اونکو چھیڑا کرتے ہین نشتر سے ہم
صدمۂ دردِ محبت کا گلہ — روز سنتے ہین دلِ مضطر سے ہم

۱۴۲ — منہ لگائین تجھ ہی سے احسان آج — توڑی توڑی کیا پیین ساغر سے ہم — ۱۵

یہ آرزو ہی مجھے سامنے بٹھا کے تم — ادا سے پوچھتے عاشق کہ کس ادا کے تم
چلھاتے رہتے ہو مجکو مزے جفا کے تم — مٹا ہی دوگے بو نہین جاٹ پر لگا کے تم
کبھی نہ نکلو خدا سے یہی دعا مانگون — بنو جو آرزوئے وصل دل مین آ کے تم
جواب دو دلِ عاشق کی بدگمانی کا — کہان گئے تھے ابھی اپنا منہ چھپا کے تم
بُرا کہینگے نہ جھوٹون بھی ہم عدو کو بتو — خدا کے واسطے کو سونہ ہاتھ اوٹھا کے تم
کبھی دکھاؤ تو انداز ترچھی چتون کے — سُنا ہی ہمنے کہ بانکے ہو انتہا کے تم
بہت خوشامدین کرنا پڑینگی حشر کے دن — اگر کہو لگا چلو سامنے خدا کے تم
رہِ طلب مین تو مٹ جانے دو زرا دلکو — ابھی سے ہو گئے دشمن مری وفا کے تم

ابھی تھے پاس ابھی دُور اٹھکے جا بیٹھے
نکل گئے مرے دامن سے ہاتھ آکے تم

ہوئے نہ ہم شبِ فرقت تو یہ داد ملی
نہ دیکھ رہے ہیں کہ ہو آدمی بلا کے تم

ہجومِ شوق سے رہتی ہے کچھ یہی تاکید
ہمیشہ ساتھ سہی فریاد رسا کے تم

تمہیں جو ضبط سے ہم روکتے ہیں نالو
یہ وجہ ہے کہ پھر آتے نہیں مزا کے تم

فلک کی طرح مٹانے کی فکر رہتی ہے
عدو بنے ہو مرے نقشِ مدعا کے تم

یہ بانکپن یہ جوانی یہ نازِ یہ شوخی
کسے دکھاؤ گے پابند ہو وفا کے تم

۱۴۳ | ۱۱

اوٹھا لو سنگِ دریا سے سیرابِ احسان
نصیب دیکھ چکے قسمت آزما کے تم

اک بات ایسی ہی ہے جو چھپائی نہ جائے ہم
ورنہ کسی کے دل کو ملالے فغان سے ہم

اندازِ دلبری کو تو چاہا کریں مگر
روزانہ دل ترے لئے لائیں کہاں سے ہم

پہلو سے دل ہے دُور ہو یا وصل یار ہو
تنگ آگئے ہیں روز کے دردِ نہاں سے ہم

آہوں کے آگئے نالے یہ کہتے ہوئے چلے
اسدم تو کم نہیں جرسِ کارواں سے ہم

مجنوں کا ہو بیان کہ فرہاد کا ہو ذکر
بہلائیں دل کسی نہ کسی داستاں سے ہم

جب سے ہی نذرِ خنجرِ بیداد ہو چکا
پھر کیا ٹلیں گے معرکۂ امتحان سے ہم

معشوق سے تمکو پیار ہی کہتے ہیں مدعی
ہاں کیا زبان سے نہ تمہاری زبان سے ہم

کیا مل گیا جو خاک میں ہم کو ملا دیا
اتنا ضرور پوچھیے کس آسمان سے ہم

تقریرِ ناز کرتے رہے وہ شبِ وصال
پہلو نکالتے رہے حرفِ بیان سے ہم

مدت ہوئی کہ گر کے کہیں کھو گیا تھا دل
لائے ہیں آج ڈھونڈ کے کوئے بتاں سے ہم

احسان راہِ شوق میں برباد ہی رہے

	شکِ غبار بیٹھکر اوٹھے جہان سے ہم	
۱۴۴	ردیف نون	۱۵
وصل کی شب ہمیں کہا آپسے باہر ہمیں	تو نے کیا دھوکا دیا ای غمزۂ دلبر ہمیں	
دل یہ کہتا ہی کہ لیجائینگے وہ اگر ہمیں	ایسے دیوانے کی باتوں کا نہیں باور ہمیں	
آرزوؤں نے کیا بیتاب کیا کہکر تمہیں	بیٹھے بیٹھے پیار آجاتا ہی کیوں کہکر ہمیں	
مرکے جینا ہی تو پھر کیوں غیر کا احسان لیں	حشر سے پہلے اوٹھا دیگی تری ٹھوکر ہمیں	
کوئی دیکھے تو جمال یار کی نیرنگیاں	جلوہ آرائی دکھائی آئینہ منکر ہمیں	
بے تکلف کردیا ایسا جوانی نے ہمیں	جب کبھی ملتے ہیں کوسا کرتے ہیں پیہم ہمیں	
تیرے اوشاکے ستارے رہتے ہیں پیش نظر	رات بھر آنکھوں میں رکھتے ہیں یہی اختر ہمیں	
یہ بھی کیا رکھکر گلے پر تیغ فورًا پھیر دی	دم نکلنے تک تو رہنے دو تہ خنجر ہمیں	
اور اب کس کو بنائیں عشق میں ہم خیر خواہ	حضرت ناصح نے سمجھایا تو ہی اکثر ہمیں	
باتیں کرنے میں تو غدر بے وفائی ہی بہت	ہم بھی سن لیں گا کیا ایمان دیتے ہو تم کیونکر ہمیں	
چھیڑ کی لذت کا کوئی لو چھ لے ہمسے مزہ	دیکھیں ہم رکھ لیں اگر مل جائیں سو نشتر ہمیں	
کیا مزہ ہوتا ستم کی داد چاہیں روز حشر	اور دے دیتے یار ہی کو داور محشر ہمیں	
اپنی نگاہ یار دشمن کو کیا بسمل تو کیا	اعتبار دوستی اب بھی نہیں تجھ پر ہمیں	
غصہ کرنے پر نہ روئینگے ہنسی کے واسطے	کیا بنائینگے ترے بگڑے ہوئے تیور ہمیں	
۱۴۵	کرکے دیکھا ہی جب ای احسان فرط ضعف سے خود سنبھالا ہی نگاہ نازنے اوٹھکر ہمیں	۱۱

آبِ حیواں کا اثر یار کے خنجر میں نہیں
مر کے جینا کسی عاشق کے مقدر میں نہیں

شب کو جب دل میں کھٹکتا ہی خیالِ مرگان
دیکھ لیتا ہوں کوئی خار تو بستر میں نہیں

اِس طرح آپ سے باہر ہوں شبِ فرقت میں
مِیں یہی جانتا ہوں آج کوئی گھر میں نہیں

وصل دشمن مجھے دکھلا کے یہ کہتا ہی فلک
یہ وہی عیش ہی جو تیرے مقدر میں نہیں

صلح کروادی مرے ساقیِ کلفام نے آج
چشمکیں کل کی طرح شیشہ و ساغر میں نہیں

کہہ سے وہ جائیں کہیں کو تو ادھر ہی آئیں
یہ بھی گردش مری تقدیر کے اختر میں نہیں

اپنا ساقی مجھے کس طرح بنائے کوئی
مستیِ غیر کی گردش مرے ساغر میں نہیں

جان پڑ جاتی ہی مُردوں میں ترے چلنے سے
اِس قیامت کی ادا محشرِ عنبر میں نہیں

بے تکلف مری گردن سے لپٹ جاتا ہی
تیرے دل کی سے رکاوٹ ترے خنجر میں نہیں

کہتے ہیں سنکے وہ شکوہ مری محرومی کا
آرزو ہی نہیں جسکی وہ مقدر میں نہیں

۱۴۶ | وہ شبِ وعدہ بھی پوچھے آئے احسان | ۱۲
لوٹی بے شرم تو حسرت دلِ مضطر میں نہیں

نت نیا کوئی تازہ ستم ایجاد کریں
جسمیں کچھ لطف کا پہلو ہو وہ بیداد کریں

یہ نگاہیں تری شوخی کو بھی ایجاد کریں
نئے انداز دکھائیں نئی بیداد کریں

دلمیں ہم آرزوئیں وصلکی رہنے کب تک
ساتھ حسرت بھی نکلجائے جو فریاد کریں

روسیہ کیا خانہ خرابی کا گلہ ہو یہ کہے
کون ویران ہوا ہی جسے آباد کریں

خاک اوڑائیں بھی تو دیں کوشۂ دامن جسکے
کبھی برباد نہو جسکو وہ برباد کریں

جانبِ غیر نہیں لطف و محبت کی نگاہ
میرا منہ ہی غلط آپ ہی ارشاد کریں

اسلیے دلمیں ہی درد و غم و حرماں کا ہجوم
کہ شبِ ہجر میں ہم دھوم سے فریاد کریں

یاد ری غیر سے مانگون نہ فلک سے چاہون
وہ بہی امداد جو دشمن مری امداد کرین

نہ کبہی لطف کی باتین نہ مرے کی راتین
صبر پر صبر کہان تک ترے ناشاد کرین

پاس رہتا نہین آوارہ پہرا کرتا ہی
دلکو تم قید مین رکہو تو ہم آزاد کرین

یہ تمنّا ہی کہ جب دلمین کوئی آ بیٹہے
ہم کچہ ایسا اوسے بہولین کہ نہ پہر یاد کرین

مرنے والونکو خدا دے یہ عمل احسان
اُف بہی مُنہ سے نہ تو خنجر بیداد کرین

۱۴۷ ۱۵

ہمکو جسدم وہ یاد آتے ہین
صدمے فرقت کے بہول جاتے ہین

درد کو ضبط سے دباتے ہین
اوٹھنے والے کو ہم بہاتے ہین

اونکا کہنا یہ میرے دفن کے وقت
خاک مین ہم تجہے ملاتے ہین

وا ہی تک تھا یہ شیوۂ دلدری
اب تو نظرین بہی وہ چُراتے ہین

دل کے ارمان کہنچے ہین سب وصل
وقت پر ہم بہی کام آتے ہین

تیر جاتے ہین جب نگاہون کے
اسطرف ہی کو پھر پھرے آتے ہین

ہائے مٹ جاتی ہی وہی حسرت
جسکو سینے سے ہم لگاتے ہین

جان پہچان ہی نہین گویا
اسطرح مُنہ کو وہ چہپاتے ہین

ملتے ہین خوبرو دعاؤن سے
ہاتھ اوٹھانے سے ہاتھ آتے ہین

دل ہی مین ڈہونڈہورہ کو ای یار
ہم ٹہکانا تجہے بتاتے ہین

نیک سیرت بنا دے ای امید
خوبصورت ہمین ستاتے ہین

ظلم کرتے ہین جسقدر معشوق
ترجہی جیون کے ساتہی جاتے ہین

درد و غم بہی ہین بدمزاج ایسے
دلکی حسرت سے روٹہ جاتے ہین

کچھ اور نہین کو ہی لذتِ دیدار		جنکی آنکھون مین وہ سماتے ہین	
۱۴۸	یہ ہوا نقش مدعا بنکر مجھکو احسان وہ مٹاتے ہین		۱۱
زبان پر ہی برابر شبِ وصال نہین		تمہین ہماری خوشامد کا بھی خیال نہین	
وہ اور ہین کہ جنکا کیا تھا شکوہ جور		مجھے خدا کی قسم آپ سے ملال نہین	
مجھے یقین کہ وہ بیخبر ہین عاشق سے		اور نہین گمان کہ مین کچھ شکستہ حال نہین	
مجھی سے شرم مجھی پر ستم مجھی سے غرور		تجھی سے اور انکا یہ سمجھنا مین خوش جمال نہین	
وہ شب کو پہرتے ہین نہان کسی سے کیا پوچھون		فلک ہی کیون نہ کہے اسمین کوئی چال نہین	
وہ دور بیٹھے ہین اسطرح منہ چھپائے ہوئے		شبِ فراق ہی گویا شبِ وصال نہین	
تلاش ہی کسی بانکے حسین کی ہم کو		نگاہِ شوق کی ہو جسکو دیکھ بھال نہین	
کسی کی آنکھونکے وحشت بھری نگاہونسے		اشارے ہوتے ہین ہم دیدہ غزال نہین	
اور بھرے دل امیدوار کے ارمان		کہ اب وہ ای فلک پیر خوشحال نہین	
یہ سچ ہی خواب کی باتین ہین وصلکی باتین		کہون نہ یہ بھی تمہین کچھ مرا خیال نہین	
۱۴۹	اوسی گلی کے ہین ہم رہنے والے ای احسان جہان کہ نقشِ قدم تک بھی پائمال نہین		۱۳
ہا وہ دل جسے الفت مین صبر و تاب نہین		ملی وہ آنکھ جسے آرزوئے خواب نہین	
کوئی یہ مان لے کیونکر تمہین حجاب نہین		پھر اور کیا ہی یہ رخ پر اگر نقاب نہین	
سوال وصل کو ٹالا ہی اس نے کہائی سے		ہمارے پاس تری بات کا جواب نہین	
بڑا نہ ہاتھ کبھی اونکے اوٹھتے جوبن پر		نمود کی کوئی شی ہمکو دستیاب نہین	

شمار جور و ستم کا اگرچہ مشکل ہے
حساب کر لو کچھ ایسا بہت حساب نہیں

بلا لو شیخ کو اپنے گروہ رندوں سے
بہت ہی نیک ہے وہ آدمی خراب نہیں

تسلیان ہمیں تم آج ہی دیے جاؤ
نہیں تو کل یہ کہو گے وہ اضطراب نہیں

چھپا بیٹھے ہو سینہ اگرچہ تنتے ہو
ہمارے کام کی یہ شوخیِ شباب نہیں

یہ شب کا وقت یہ عجلت یہ محض تنہائی
کہاں چلے ہو کہ سایہ بھی ہمرکاب نہیں

جگہ ملی مجھے مر کر بھی کوئے ساقی میں
خدا کا شکر کہ مٹی مری خراب نہیں

نگاہِ قہر کو اپنا بنائیں ہم کیونکر
تری زبان مرے منہ میں ہو تو پھر کیا بات

کبھی گلہ نہ ہوا اس کا میں کامیاب نہیں

۱۵۰ | شبِ وصال ہیں احسان تم بھی کچھ کہہ لو | ۲۱
کہ اب تو وہ نہ تکلف نہیں حجاب نہیں

بیقراری بڑھ گئی ہم کیا کریں
دم بھی اب لیتا نہیں دم کیا کریں

بیخودی رہتی ہے ہر دم کیا کریں
ہمدمو تم کیا کرو ہم کیا کریں

صورتِ تصویر ہم خاموش ہیں
گہر ہیں ہے حیرت کا عالم کیا کریں

آ گئے جوشِ جوانی سے وہ تنگ
خود مسک جاتی ہے محرم کیا کریں

عشق میں کہتا فلک نے بے نصیب
غم بھی ہم پالتے نہیں غم کیا کریں

نالہ و فریاد کی چلتی نہیں
بخت واژوں ہو تو ہمدم کیا کریں

آخر کار ایک دن ہوتا یہی
حسرتِ مردہ کا ماتم کیا کریں

تیغ کے آگے جھکا دیتے ہیں سر
اور ای سفاک عالم کیا کریں

جان لیگا اور انکا یہ کہنا ضرور
آپ مرتے ہیں تو پھر ہم کیا کریں

لیکے دل وہ نہیں وہ کچھ بتا — کہتے ہیں چوری کیا ہم کیا کریں
ظلم سہتے سہتے خوگر ہو گئے — روز کی تکلیف کا غم کیا کریں
حضرتِ دل مر گئے اچھا ہوا — ایسے خود مطلب کا ماتم کیا کریں
وقت پر آنسو نہ نکلا ایک بھی — اعتبارِ چشمِ پُرنم کیا کریں
شدتِ دردِ جدائی کیا کہیں — دم اوکھڑ جاتا ہی ہر دم کیا کریں
واعظو پیتے ہیں اتنوا ایک گھونٹ — اور اس سے بھی سوا لم کیا کریں
رنج او نہیں بھی ہی دلِ خونگشتہ کا — ہاتھ ملکر کہتے ہیں ہم کیا کریں
عادتِ جور و تغافل ہی او نہیں — دوست کیا سمجھائیں ہمدم کیا کریں
دست بستہ رہتے ہیں ہم پیشِ یار — حسرتِ کشتہ کا ماتم کیا کریں
آگئے وہ چلتے پھرتے وقتِ نزع — اب نکلتا ہی نہیں دم کیا کریں
خانۂ دل میں نہیں حسرت کوئی — ہو گیا پھر ہو کا عالم کیا کریں

۱۵۱ | چھیڑنا احسان یہ کہکر او نہیں ۷ — تم اکیلے تنہا ملو ہم کیا کریں | ۱۵

جلوۂ یار نگاہوں میں سماتا ہی نہیں — پردہ اتنا ہی کہ ہوش میں آتا ہی نہیں
شوق کا لطف شبِ وصل کچھ آتا ہی نہیں — یاد روٹھی ہوئی حسرت کو مناتا ہی نہیں
اللہ اللہ شبِ ہجر کی ظلمت کا حجاب — نظر آتا ہی مگر کچھ نظر آتا ہی نہیں
کہہ سنے دو لبِ جاں بخش سے تم لاکھ یوں ہی — مرنیوالا کوئی یوں جان سے جاتا ہی نہیں
جلوۂ طور ہو یا برقِ نظر ہو کیا ہو — جو نہیں دیکھتا ہی ہوش میں آتا ہی نہیں
مثلِ نقشِ کفِ پا خاک پہ افتادہ ہوں — کیا سمجھتا ہی وہ ظالم کہ مٹاتا ہی نہیں

مدعی کو یہ حسد ہو یہ ستم ہی مجھپر
مجھکو یہ شکوہ وہ دشمن کو ستم ہی مجھپر

دیدۂ تر نے کبھی رو کے کیا تھا کچھ کام
اب تو کم بخت لگی دل کی بجھاتا ہی نہیں

مجھسا بیکس بھی زمانے میں نہ ہوگا کوئی
درد اوٹھاتا ہی نہیں یاد بٹھاتا ہی نہیں

تلخ کامی کی شکایت کا یہ اچھا ہے جواب
گالیاں کھاتا ہی تو زہر تو کھاتا ہی نہیں

مجمع شوق و تمنا سے نکلنا معلوم
کیا کروں اس سے ہی محفل میں وہ آتا ہی نہیں

اوس سے ملکر مرے دل کی ہے طبیعت اب دور
بات جو پوچھتا ہوں میں وہ بتاتا ہی نہیں

ناوکِ ناز کی چالیں مجھے تڑپاتی ہیں
آکے جاتا ہی نہیں جاکے پھر آتا ہی نہیں

اوٹھتے جوبن کو ترے اور ترقی ہو نصیب
اوسکے آگے کوئی ابر تو اوٹھتا ہی نہیں

وصلکی رات ہے احسان وہ بیخبر نہ بہت
۱۲۵ ہم کہے دیتے ہیں جھگڑا ہمیں آتا ہی نہیں ۱۱

بڑا چالاک نکلا دستِ وحشت فصلِ گلشن میں
کہ کرتا نامہ کو اکثر رہا باقی جیب و دامن میں

ہے پر بھی ہو دل اپنا خیالِ زلف و رخ میں
چراغ داغ الفت جل رہا ہے مجھ مدفن میں

نصیب غیر ہے شاید وصالِ یار ہو جائے
رہوں میں آرزو بنکر الٰہی قلبِ دشمن میں

تری تلوار سے گر بچتی ہیں صیقل جانکنی کی
ہوا پیدا یہ کیسا جذبِ مقناطیس آہن میں

تری گردن کا ہونگا ہار روزِ حشر اے ظالم
ہوئی ہیں دفن لاکھوں آرزو میں ساتھ مدفن میں

کسی صورت سلجھ جائے قیامت تک نہیں ممکن
غمِ گیسو کی لاکھوں گتھیاں ہیں دل کی الجھن میں

شبِ وعدہ دکھانے کے لیے سیرِ چمن اونکو
گلِ داغِ محبت میں نے چن رکھے ہیں دامن میں

مری وحشت نے کیسا ہیچ نظارہ کھو دیا ہے
نگاہِ منتظر ہی تار ہو جیبِ و دامن میں

تمہارا جلوہ دیکھیں حضرتِ موسےٰ تو پہچانیں
بنا تھا طور کی چوٹی ہی وادیِ ایمن میں

دلِ عالم نکیون ہو ایک نظارے مین وارفتہ		فریبِ حسن کی شوخی بہری ہے ادا کی چیون مین
۱۵۳	جو اکی سال ای احسان کرڈوے لاینگے گلرو بہارِ حسنِ عشرتِ خوب ہم لوٹینگے گلشن مین	۱۷

رہی بر سون دلِ حسرت نشان مین
محبت ہی عجب شے ہی جہان مین

حرارت عشق کی ہی جسم و جان مین
یہانتک پڑ گئے چھالے زبان مین

ہمارے پاس کیا ہی ہمصفیرو
وہی دو چار تنکے آشیان مین

منا لین روٹھی قسمت کو تو پھلے
اثر آجائیگا آہ و فغان مین

ہجومِ غم کا جو یان ہی مرا دل
یہ یوسف ہو تو لاکھ کاروان مین

ہزارون مر گئے لاکھون ہونگے قتل
ہم اب تک ہین مقامِ امتحان مین

شبِ وصل آپ سے باہر ہین دونون
کبھی ہم ہین کبھی وہ ہین مکان مین

کسیکے غم نے دل کو بھی نہ کھایا
تکلف ہی مزاجِ میہمان مین

یہ اقرارِ وصال اور یہ رکاوٹ
کوئی پہلو نہین کا بھی ہان مین

اگر سننے ہو پہلے تھام لو دل
بھری ہی درد میری داستان مین

محبت کش ہین ہم بے خدا کے
گدائی کرتے ہین کوئے بتان مین

مری آہون سے کہتا ہی مقدر
ابھی ہی دیر تاثیرِ فغان مین

وہ میرے منہ سے سن لین حال میرا
کچھ مطلب کے پہلو ہین بیان مین

وہ جوشِ کیف مے وہ دور پر دور
مزہ ہی صحبتِ پیرِ مغان مین

مجھے شرم گنہ زاہد کو نخوت
وہ دوزخ مین ہیگا میں جنان مین

ہوا وہ جنگ جو خود طالبِ صلح
پڑین جب آرزوئین درمیان مین

۱۵۴	ہمین پہچان لو احسان ہین ہم کیا ہی عشق نے رسوا جہان مین ہم	۱۱

طور کا حضرت موسیٰ ہی تماشا دیکھین — ہم جسے دیکھ چکے ہون پھر اسے کیا دیکھین
تجھکو دیکھین کہ زمانے کا تماشا دیکھین — ایک دو آنکھونسے عاشق ترے کیا کیا دیکھین
ابھی پہلو سے تم اوٹھنے کا ارادہ نہ کرو — پہلے ہم خاطرِ مضطر کو تو سمجھا دیکھین
ہم دمِ ذبح بکھون کشتۂ حسرت ہو جائین — تیغ سفاک مین جب خون نما دیکھین
پاسِ اغیار سے آنکھین نہ نکالین مجھپر — اک ذرا اپنی طرف آئینہ سیما دیکھین
پوچھ لینا تھا ہمین یار سے ربطِ صبح وصال — پھر بھی آوگے کہ اب موت کا رستا دیکھین
خیر ہی ہو جائینگی انکار کی باتین سب وصل — غیر کیون آکے مرا آپ کا جھگڑا دیکھین
آرزو دیدۂ حیران کی مٹی جاتی ہی — آپ آئینہ کو للہ نہ اتنا دیکھین
یہ تو معلوم ہی قسمت مین نہین روزِ وصال — کچھ دنون اور بھی امید کو سمجھا دیکھین
درد اوٹھتا ہی شبِ ہجر تو تنہا ہی ہی — بیقراری مین ہمین ضبط ہی کتنا دیکھین

۱۵۵	کوئی لاتا اوہین یہ کھلکے ہجوم غم مین آ او احسان کے ہیلے کا تماشا دیکھین	۱۱

درد کہتا ہی جگر مین رہین یا دل مین رہین — جسکا جی چاہے اوسی منزل مین رہین
گھر مین بیٹھے ہوئے کیا کرتے ہین مرنے والے — قتل ہونے کے لیے کوچۂ قاتل مین رہین
ملے مجھکو ہمیشہ کے لیے عیش وصال — آرزو ہے کہ وہ اک شب ہی کے منزل مین رہین
کام کی شے ہین ترے ناز و ادا کی چھریان — تو نہ بیٹھے تو یہی پہلوئے بسمل مین رہین
رشکِ دشمن ہی جو مجھکو تو وہ فرماتے ہین — جلنے والے نہ گھڑی بھر مری محفل مین رہین

کس محبت سے ہی ٹھہری ہوئی یاد دشمن
کیا بُرا ہی جو یونہین ہم بھی ترے دل مین نہین

مردم دیدۂ عشاق سے پردہ ہی اونہین
دلمین جورہ نہین سکتے ہین وہ کیا تل مین نہین

غیر کو دیکھکے اس بات کی فکر آہی تری
اپنے کہر جائین کہ ہم یار کی محفل مین نہین

اس سے بہتر نہین ہین آرام کی منزل کوئی
شوق ہی پردہ نشینی کا تو دل مین نہین

غم کسے ساتھ آتا ہی دلمین جو خیال دلدار
پوچھ لیتا ہی کہ ہم بھی اسی منزل مین نہین

۱۵۶ | الٹے والے ہین وہ ملنے کے لیے ای احسان | ۱۳
ہوشیار یکے طریقے دل غافل مین رہین

بانکپن تیری کس ادا مین نہین
نوک لیکن یہی حیا مین نہین

جنے سو بار آزمایا ہے
کچھ اثر نالۂ رسا مین نہین

اینک انکار وصل ہی اونکو
منہ سے نکلی تہی ابتدا مین نہین

کیون لبجائے یار تک ہم کو
زور شوق شکستہ پا مین نہین

ہم سے ناراض ہوگیا وہ بت
دخل کچھ مرضی خدا مین نہین

وصل جانان نصیب غیر نہو
یہ اثر بھی مری دعا مین نہین

رشک دشمن ہی اسلیے ہم کو
مبتلا وہ کسی ادا مین نہین

کب کہیگی یہ چشم شوخ اوسکی
پردہ داری مری حیا مین نہین

مجھسے کہتے ہین وہ دم فریاد
درد کچھ آہ نارسا مین نہین

تیرے بیمار کو لگی ہچکی
دیر اب آمد قضا مین نہین

وہ نہ آئیگا لیکن ای قاصد
مشک تو اوسکو مری وفا مین نہین

جتنی شوخی ہی اونکی آنکھون مین
اتنی بے پردگی حیا مین نہین

۱۵۷ | کہاتے ہو رحم تیغ کیون احسان کوئی لذت اگر جفا مین نہین | ۱۴

لگاکے لیگئین جو دلکو وہ ادائین تہین
کبہی گلہ نہ کیا یہ مری وفائین تہین

دل و جگر کے خلاف انکی سب ادائین تہین
وہ کیا کرین انہین بیچارونکی قضائین تہین

شکست دے ہی گئے دلکو گیسو و خط و خال
ادہر مین ایک ادہر سینکڑون بلائین تہین

کبہی کرم نہین ہوتا تو کچھ ستم ہی سہی
بہت مزے کی وہ اگلی تری جفائین تہین

عجیب لطف کے دن تو بہ تیغ کی ٹوٹی
اوبہار نے کے لیے چرخ پر گھٹائین تہین

وہان پہونچکے نہ آنے کو اپنا جی چاہا
تری گلی مین جو فردوس کی ہوائین تہین

بچا لیا مجہے تیوانگی نے حشر کے دن
نہین تو قابل پرسش مری خطائین تہین

ہمارے دل کو کدہر لیجلے چہپا کر تم
اسی کے واسطے یہ ناز یہ ادائین تہین

کہین نہ کشتہ ہوئی مری کوئی حسرت
کسیکے رونیکی دلمین ابہی صدائین تہین

شب فراق فلک نے یہ مہربانی کی
مجہی کو بہیجدین سب جسقدر بلائین تہین

نہ کیون ہو قابل افسوس دلکی محبوبی
وہ کوستے تہے لبونپر مرے دعائین تہین

تمہارے ہاتہ سے لو خون ہو گیا دل کا
اسی کے واسطے یہ ظلم یہ جفائین تہین

سپاہ عشق نے دلکو کیا تہا جب پامال
شریک یار کے کچہ ناز کچہ ادائین تہین

۱۸۵ | کسیکی ایک جفا نے مٹا دیا احسان نہین تو قدر کے قابل مری وفائین تہین | ۱۱

پہلے پہولے نہ ہم باغ جہانمین
فلک نے آگ رکہدی آشیانمین

کسی کا غم اٹہانا جان دینا
یہی دو کام تہے ہم کو جہانمین

ابھی تڑپین گے بجلی کی طرح ہم
چمک پیدا تو ہو دردِ نہان مین

نہین ملتے مرے نکلے ہوئے اشک
پھرون کب تک بلا خس کا رواں مین

ڈرا اک حشر سے ہمکو نہ ای شیخ
ہزارون فتنے ہین کوئے بتان مین

لبون پر یہ دعا ہی زیرِ خنجر
ہمین ہو کامیابی امتحان مین

شبِ وعدہ وہ کچھ روٹھے ہوئے ہین
نہین کا آج بھی پہلو ہی ہان مین

یہان خالی ہین دونون دیدہ و دل
بتاؤ تم رہو گے کس مکان مین

بُرا سُننے مین بھی ملتی ہی لذت
مزہ ہی خوبرویون کی زبان مین

نہین ممکن کہ آسانی سے نکلے
ترے خنجر کا دم ہی نیمجان مین

۱۵۹	خدا کا شکر سُنکر حالِ احسان وہ بولے درد ہی تیری زبان مین	۱۳

عدو سے جو خلوت ہوئی انجمن مین
ملین کیسے نہ پھر تمکو ہم ہیرمن مین

بہار آئی کہتی ہی نرگس چمن مین
حیا چار دن رہتی ہی مردِ زن مین

دلِ اولجھا ہوا ہی کہین گر پڑا کیا
لگا لو گرہ گیسوئے پرشکن مین

نہ کنگھی نہ چوٹی نہ سرمہ نہ غازہ
تکلف نہین یار کے سادہ پن مین

کسی اور سفاک سے دل لگائین
نئی ٹیس پیدا ہو زخمِ کہن مین

عجب تفرقہ بیقراری نے ڈالا
نہ تربت نہ تختے نہ کشتے نہ کفن مین

وہ کم سن ہین غصے مین کیا لطف آئے
جوانی کی شوخی نہین بانکپن مین

چلے یار پھر جائے قسمت ہماری
یہ گردش کہان دورِ چرخِ کہن مین

وہ کیونکر اوٹھین کسطرح مجھسے بولین
ترا کلک کمر مین خموشی دہن مین

حیا ہی کچھ ایسی کہ وہ اٹھتا جوبن
چھپائے ہوئے بیٹھے ہین انجمن مین

لیے پھرتی ہی کو بکو وحشت دل
اوٹھاتا ہون غربتکے صدمے وطن مین

شب وصل خاموش ہے کوائی
زبان اپنی رکھدے ہمارے دہن مین

۱۶۰ | جلسون کا حلقہ بنا دور ساغر ملی کیف احسان بزم سخن مین | ۱۱

امید وصل کو دیتے ہین لیجاؤ انشا رون مین
کسیکو تو پڑا رہنے دو اپنے بادگار رونمین

شب فرقت جبین یار یاد آتی ہی جب مجھکو
لگا ہین ہونے ٹھنڈی ہیرتی ہین اشکبوستار تکمین

پیرہن کی چشمک مین طرفہ ہی لگاوٹ کا
نکھر کیطرح ملجاتے ہین مجھ دل آشنا رونمین

مین منہ سے چپ ہون لیکن دیدہ اور دل ہاتھ اٹھاتا ہون
مراضبط فغان ہی ہی کسیکے پردہ دار رونمین

مرے قاتل نے مقتل مین جو شمشیر ادا کھینچی
قضا بولی کہ مین بھی ہون تمی جانثار رونمین

سنے ہر ملے وعظ تو پہر سائی سے بوجھو اوتن
یہ توبہ کونسا پرہیز ہی پرہیزگار رونمین

وصال یار چاہا ہمنے مست بیخودی ہوکر
بنایا عشق نے غافل تو ہوتے ہوشیار رونمین

بہار نیزان لوٹین نہ کیون اوس حور کے کشتے
کہلے ہین گلشن فردوس کے تختے مزار رونمین

لگائے رہتے ہین گوش تمنا اسلیے عاشق
کہ وہ چشم سخنگو کچھ نچاہے کچھ اشارہ رونمین

مرے گھر کیطرف ہولے سے بھی تنہا نہین آتے
مگر سمجھے ہوئے ہین وہ مجھے بے اعتبار رونمین

۱۶۱ | جناب مصطفےٰ کا مرتبہ احسان کیا لکھون وہ یون خلیل رسل ہین کہ جیسے جانثار رونمین | ۱۳

نہ آئے وہ کنار مدعا مین
تمتا رہگئی شرم وحیا مین

ہنسی مین غصہ بیمہری وفا مین
تلوّن ہی مزاج دلربا مین

بنے ہو شاہدِ رنگین ادا تم
ہمارا خون مل کر دست و پا مین

تصور اون کا کہتا ہی شبِ ہجر
یہ کون آیا کنارِ بستر عا مین

کیا جس نے ہمین بیتاب اکثر
وہ انداز ستم ہی کس ادا مین

تمہارے کوسنے آجاتے ہین یاد
مین جب مصروف ہوتا ہون دعا مین

شروع عشق مین اٹھتی تھین آنکھین
خبر تھی انتہا کی ابتدا مین

غریبون نے ستم اونکے اوٹھائے
جفائین بٹ گئین اہل وفا مین

تسلی ہی نہ دل ہاری یہ الفت
دلِ مضطر کو کس پہلو سے تھا مین

سیاہی بخت دشمن سے جو نکلی
چھپی آکر مری ظلمت سرا مین

محبت کا مزہ جب تھا کہ اے چرخ
عدو میری طرح پڑتا بلا مین

شبِ وعدہ کسی سے پوچھتا ہون
محبت کا مزہ ہی کس ادا مین

وہ دل لے لیتے ہین دم بھر مین احسان
لگاوٹ ہی حسینون کی ادا مین

کسکے مرنیکی تمہین پروا نہین
پھر تو کہنا مین ابھی سمجھا نہین

مل ہی جائیگی نگہ دل تو کہے
آنکھ کا پردا کوئی پردا نہین

گالیان دے لو مگر اس شرط سے
منکے کچھ لینا مین کچھ کہتا نہین

ناصحون سے ہو چکی دل کی دوا
انکو سمجھا ہے کوئی ایسا نہین

جھوٹ کر دیتے ہین دل کے ولولے
انکو ای بت چھیڑنا اچھا نہین

ہم کہین کس سے شبِ غم درد دل
پاس اک اللہ کا بندا نہین

راز بستہ ہی اونکا دہن
کوئی کیا سمجھے کہ کیا ہی کیا نہین

مُہرِ خاموشی ہی ضبطِ آرزو
کیا کہون کچھ بھی کہا جاتا نہین

جھڑکیان کرتی ہین مجکو حموش
وہ بگڑتے ہین تو کچھ ہنستا نہین

چاہنے والا تو ہو لیلےٰ ہین سب
عشق کا مجنون سی سر انہین

وقت گریہ کہتے ہین احسان کس
دل لگی مین یون کوئی روتا نہین

مژدہ اے شوق وصال اور بہار اب نکا جوبن
بیٹھنے دیگا نہ گھر مین اور نہین اٹھتا جوبن

شغل مے کے لیے آجاؤ مری محفل مین
ایک ہی روز مین ہو جائیگا دونا جوبن

حسرت و آرزو و شوق کو صدقے کردون
عیش کی جان ہے مرنے کی تمنا جوبن

کیون نہ ارمان ہو یہ چین تمنا بیتاب
یاد آیا ہی کسی شوخ کا اوٹھتا جوبن

آئینہ دیکھتے ہی ہو گئے خود بین مغرور
پوچھتے ہین کہین دیکھا بھی ہی ایسا جوبن

سینہ آرزو و شوق مری ٹوٹ پڑی
وصل کی رات مین کس دھج سے لوٹا جوبن

آپ کو شوق ہو از بیر و آرائش کا
دیکھیے ہمسے نکھر لڑتے ہی نکھرا جوبن

پوچھیے مجھسے نہ ان پھولون سے گالون کی صفت
سب سے آپا اچھے ہین اور آپ سے اچھا جوبن

نگہ شوخ کو تکلیف نہ دین آپ ابھی
دلبری کے لیے کافی ہی اکیلا جوبن

سامنے بیٹھنے دیتے نہین کھہ دیتے ہین
گھورنے کے لیے آئے ہو پرایا جوبن

سیکڑون بار ترے وصل کے لوٹے ہین مزے
مجھسے پوچھے کوئی کیا چیز ہی اوٹھتا جوبن

دیکھ کر ڈالونگا کہتا ہی یہ انداز نگاہ
میرے قاتل نے ابھی کہا ہی بانکا جوبن

ہمکو پہلو مین بٹھاؤ نہ بغلگیر ہی ہو
دور ہی سے کبھی چھو لینے دو اوٹھتا جوبن

ہمت آئی ہی بست ہوس لوٹ ہی لینا پاکر
چلبلا ہو کہ نکیلا ہو کہ بانکا جوبن

خواہش وصل مین کیا جوش ہی ارمانونکا
کہتے ہین سیکھ لیے ہمسے بھی اوبھر جوبن

جب مزہ وصل کا ہی نوک کی لے مجھسے حیا
اور چھیڑے ہے مرے دلکو ترا اوٹھتا جوبن

۱۶۴

اسکو کہتے ہین حیا شرم اسے ای احسان
پردے ہی پردے مین لوگون سے شوخ کا اوبھر جوبن

۱۱

کہتے ہین وہ کہ صبر کرو اضطراب مین
مطلب کی بات پاکے ہم اس جواب مین

ایسے شب فراق پڑے ہم عذاب مین
اوٹھ اوٹھکے بیٹھ بیٹھ گئے اضطراب مین

غنچہ نہ اپنے تشنہ غم سے چھپایئے
پانی پلا کے ہو جیے داخل نواب مین

یہ کیا رکھا ہیون سے چڑھاتے ہو تیور آن
جب لطف ہی کہ ہو کوئی شوخی عتاب مین

قاتل ہین ہمتوای نگہ منتظر ترے
جا لپٹی تار رنگ کسیکی نقاب مین

یون دو جہان بھول گئے بیخود ہمین ہم
روز شمار بھی نہین اپنے حساب مین

غربت نصیب کسکو بنائینگے ہم سفر
حسرت پڑی رہے دل خانہ خراب مین

بے گریہ میکشی نہین آتی ہمین پسند
پیتا ہون آب اشک ملا کر شراب مین

ہر روز کی تلاش نے آخر تھکا دیا
پائی نہ ہمنے اونکی طبیعت جناب مین

بادہ نہو تو بیخبی لگا ہو نسے پو چھلو
رہتے ندیکی اوٹھتی جوانی حجاب مین

۱۶۵

احسان چھیڑتے ہو عبث وقت میکشی
چل نکلینگے وہ آپ ہی کیف شراب مین

۱۶

کہتے ہو غم نہین دل ناکامیاب مین
بھولے بہت ہو نہ جسنو شباب مین

اس سال ہو نوالا ہی پیر مغان عرس
زاہد کو بھی شریک کرینگے ثواب مین

قاصد نے پھر کے لکھی طلب تکا دیا پیام
اچھا سوال آیا ہی خط کے جواب مین

اظہار اک آرزو کا ہی سو پردہ مین بیان
انکار سیکڑون ہین وہان اک جواب مین

اک حال پر رہی مری بیتابیٔ فراق
کروٹ نہ لی فلک کی طرح اضطراب مین

کینوائین دلکے داغونکو بوسونکے ساتھ سکے
ہم کیون کرین کسیکی مروت حساب مین

تم بادشاہِ کشورِ حسن و جمال ہو
ہوتے رہین ہزار کرم اک عتاب مین

اوس شوخ کی تلاش لیے پھرتی ہی ہمین
جسکا خیال بھی کبھی آیا نہ خواب مین

پیتے ہین ہم شراب کے بدلے لہو کے گھونٹ
توبہ نے ہمکو ڈالدیا کس عذاب مین

ابتک ہوے اودہر سے ادہر وہ نہ ایفلک
پھر اور کیا اثر ہی ترے انقلاب مین

یاد ان بنکے وصل کی شب کی نکوئی بات
کام آگیا کسیکا لڑکپن شباب مین

اے غم تو دوڑ دوڑکے آتا ہی بار بار
رکھا ہوا ہی کیا دلِ حسرت مآب مین

اوس بت کے پاؤن پر ہی ہمارا سر نیاز
سجدے کرینگے آج خدا کی جناب مین

کہتی ہی مجھسے اونکی خموشی شبِ وصال
مطلب کی بات ہی دہن لاجواب مین

تقدیر سے تم آگئے اب کیا بنکے ہم
دلکو تھا انتظارِ اجل اضطراب مین

۱۶۶ | احسان کھل کے یارسے احوالِ دل کہو
آنکھونکو تو رہا نہ تکلف حجاب مین | ۱۲

خیر ہاتھ آئے وہ حسینن کہین
ڈھونڈھ ہی لینگے ہم کہین کہین

جان ہو یا جگر ہو یا دل ہو
غم ترا چاہیے کہینن کہین

چھپ گئی کسکے چوٹن کی
لے اوڑے چشمِ شرمگین کہین

نکلی دلسے تو عرش پر پہونچی
ٹھہری آہِ فلک انشین کہین

تم ابھی جاتے ہو کہان ٹھہرو
ٹھہرو تڑپے دلِ حزین کہین

درد رہیگا میرے سینے مین	صورت حرف غلط نہ کہین	
مجکو کرتا تو ہی فلک پامال	خاک اڑانے لگے زمین نہ کہین	
قفنہ پرواز یان زمانے سے	چہین لے چشم سرمگین نہ کہین	
سر بھی رکھدا مگر نہ حال کہلا	مٹگیا ہو خط جبین نہ کہین	
آئنے کو مٹا دو آگے سے	چوم لے بڑھکے یہ جبین نہ کہین	
اونکے گھر جانے والے ہین دشمن	سر ٹپکتے رہین ہمین نہ کہین	
کون سنتا ہی حالتین دلکی	ایک ہی بات ہی کہین نہ کہین	

۱۶۷ ہم کو دنیا مین دین مین احسان ۱۵
مل ہی جائیگا وہ کہین نہ کہین

دل اگر کام کا ہوا اوسکے ہین لہرا کہون	قبل ہونیکی تمنا ہو تو خنجر لا کہون	
چرخ نے کہائے شب ہجر تڑپ کر لا کہون	آفتین آئین سحر تک مرے سر پر لا کہون	
ایک دن خاک مین عاشق تو ملا دیگا وہی	جس نے ٹھکرائے ٹھوکر سے مقدر لا کہون	
ایک آئینہ عارض کا ہی جلوہ ایسا	متحیر جو ہزارون ہین کو شیدا لا کہون	
میر سے لکی نہین گو قدر مگر یہ وہ ہی	تم سے معشوق ہی عاشق ہو جو سر لا کہون	
خوگر جور و ستم ہون تو کہین حضرت دل	ایک تم کیا ہی ملتے ہین ستمگر لا کہون	
بادہ خوارون کی جگر دیکھلے آج ای اہل	خشت مین بیٹھے ہوے ہین لب کوثر لا کہون	
سینہ و گردن عشاق پر آئی جو بلا	سیکڑون تیر ترے چلگئے خنجر لا کہون	
لڑتی ہین ایک زمانے کی تجھی سے آنکھین	بہر سے تو نے مئی عشق سے ساغر لا کہون	
آج یون کرتے ہین وہ اپنے ستم کی تعریف	ہنسے چٹکی سے ملے ہین دل مضطر لا کہون	

مرنے والون کو رضامند نہیں کیون لوتم ۔۔۔ ورنہ فریاد کرین گے سرِ محشر لاکھون
تم رقیبون سے ملو مین تمہین جا ہون پہنچا ہی ۔۔۔ سب سے تم اچھے ہو اور مجھ سے ہین بہتر لاکھون
تیرے کوچے کی طرف ضعف نے آنے نہ دیا ۔۔۔ جب اٹھایا ہی قدم آئے ہین چکر لاکھون
دور ہی جو ذمی عشقِ بتان کا ایسا ۔۔۔ نظر آتے ہین ہمین آپ سے باہر لاکھون

۱۶۸	ایک شکوہ بھی جو کرتا ہون مین اونکا احسان جھوٹے الزام لگا دیتے ہین مجھپر لاکھون	۱۷

وصل کا وعدہ کیا ایمان وفا کچھ بھی نہین ۔۔۔ سچ تو یہ ہی جھوٹی قسمونکے سوا کچھ بھی نہین
آجکل تاثیرِ آہ نارسا کچھ بھی نہین ۔۔۔ ہاتھ سے ہم سے نامرادون کی دعا کچھ بھی نہین
طائرِ دل ہی کی قسمت مین ہدف ہونا تھا ۔۔۔ ورنہ ای جب تیرے تیرونکی خطا کچھ بھی نہین
وصل کی اُمید واری دیکھیے کیونکر رہے ۔۔۔ خود وہ کہتے ہین کہ ایسا آسرا کچھ بھی نہین
دل مین درد اور ٹھہا مگر چھوڑا نہ تاسفِ آہ ۔۔۔ یار نے پوچھا تو ہمنے کہدیا کچھ بھی نہین
آبنی ہی جان پر اب عشق مین انجامِ کار ۔۔۔ ہونے والی بات کا ہمکو گلا کچھ بھی نہین
پائے قاتل پر پڑا پھر لوٹ جانا تھا تجھے ۔۔۔ تیری ہمت ای دلِ درد آشنا کچھ بھی نہین
وصل کی شب مین بھی حیرت نے نہ کچھ کہنے دیا ۔۔۔ اسطرح ہم چپ ہین گویا مدعا کچھ بھی نہین
اب کہانسے لائین اونکی گالیونکا ہم جواب ۔۔۔ بیدلی کہتی ہی ہمنے کہا کچھ بھی نہین
جب سے سمجھے ہین وہ اپنے حسن کو عشق آفرین ۔۔۔ مجھسے کہتے ہین ترے دل کی خطا کچھ بھی نہین
قابلِ دید آپ کی اوٹھتی جوانی ہی ضرور ۔۔۔ ہان مری اُمید میرا حوصلا کچھ بھی نہین
میرے مرنیکی خبر سنکر کہا اوس شوخ نے ۔۔۔ جان دینے والون کو پاس وفا کچھ بھی نہین
ہم نکالین اپنے دل سے لاکھ بار ارمانِ وصل ۔۔۔ تم کہے جاؤ کہ تیرا حوصلا کچھ بھی نہین

جو سنتے ہی کہے لیتے ہین وہ آرزو سب کچھ مگر
جسکو ہم ظاہر کرین وہ مدعا کچھ بھی نہین

کان سے سیر قصۂ غم کی طرف دل سے غیر
اسطرح تمنے سنا کو یا سنا کچھ بھی نہین

سیر کام آئیگا یہ آپس کا جھگڑا وصل مین
شوخیان کہتی ہین انکو ہوتی حیا کچھ بھی نہین

۱۶۹

ایا بوسے کے لیے احسان تو سالے نہین تب
عشق مین دل دیکے ہمکو کیا ملا کچھ بھی نہین

۱۳

تیری تصویر کو چھاتی سے لگا لیتا ہون
ہجر مین وصل کا اسطرح مزا لیتا ہون

کارسازی مری تقدیر کی دیکھے کوئی
وہ بگڑتے ہین تو مین کام بنا لیتا ہون

جب نہین کٹتی کسی طرح شب تنہائی
سامنے اونکو تصور مین بٹھا لیتا ہون

ہا تنہائی کے مرنے سے میرے مقدر مین کہان
ہان وہ ملتے ہین تو پھر آنکھ لڑا لیتا ہون

آہی جاتا ہی او نہین رحم دل مضطر پر
اپنے روٹھے کو خوشامد سے منا لیتا ہون

رات دن شانۂ کش زلف بنا کر دل کو
سلسلہ الفت گیسو کا بڑھا لیتا ہون

دست گستاخ بھی ہمتیل ہین جا لاتی ہین
او اٹھتے جو بن کو شب وصل دبا لیتا ہون

یاد آتی ہی کسی پردہ نشین کی مجھ دم
بیقراری کے بھی انداز ہین کچھ قابل دید

انہا دیوانہ حسینونکو بنا لیتا ہون
عمر ممکن ہی اگر وصل مین جاگے مرا بخت

باتین کرنے کو شب غم مین جگا لیتا ہون
مجھسے کہتا ہی وہ ظالم کہ بجائے کہنا

لاؤ مین آنکھ ملاتے ہی اوڑا لیتا ہون
ہائے کہنا ترے قاتل کا لگا کر ٹھوکر

اپنے کشتے کو مین ہر بار جلا لیتا ہون

۱۷۰

پھر کیے جائے مرے دل سے خیال معشوق
اوسکو احسان مین با تونمین لگا لیتا ہون

۱۱

یا بانہ میری آہ رسا نے اثر کہین ؟ — پھر کر بہت تلاش کیا اونسے پھر کہین
اوس بت کے دیکھنے کے لیے آرزو یہ ہی — حسرت بھری ملے ہین کوئی نظر کہین
ظاہر مین شام ہی سے کچھ آثار صبح کے — اتنی ہی ہو نہ وصل کی شب مختصر کہین
بلچک ہمین بچائین گے تیغ نگاہ کی — بن جائے چشم شوق کی تیلی سپر کہین
کچھ یاد آگیا ہی تو کرتا ہون یہ دعا — پیغام بھول جائے مرا نامہ بر کہین ؟
باہر کیا ہی آپ سے کسکے خیال نے — ملتا نہین لہو مین دوڑ دوہر کہین
اٹھکا یہ شام ہی سے ہی ہمکو شب وصال — آنکھون مین رہ نجائے حیا رات بھر کہین
آئے ادا سے تیغ تبسم وہ کھینچکر — رونے مین ہنس نہ دے مرا زخم جگر کہین
سینہ اوٹھا کے آہ مین چلتے ہو ناصحا — دیکھو لپٹ نجائے کوئی دوڑ کر کہین
ہر وقت کی نڑپ اونہین لاتی نہ قہر یہ — فتنہ کوئی اوٹھائے نہ درد جگر کہین

۱۷۱ — احسان آج آتے ہین اٹھکھیلیونسے وہ — عشاق مرتے ہین نہ اس انداز پر کہین — ۱۵

بتادین کہ تم سے کیا چاہتے ہین — تلافی جور و جفا چاہتے ہین
وفادار بھر مٹا چاہتے ہین — یہ خواہش ہی تو کیا برا چاہتے ہین
عدو کی محبت مین خوبی ہی کیا کیا — سنا دیجیے ہم سنا چاہتے ہین
ادھر دیکھ او شرمگین آنکھ والے — تری آنکھ سے ہم ملا چاہتے ہین
ذرا جان کو کوس لے او ستمگر — ترے منہ کی ہم بد دعا چاہتے ہین
کسیکو ستائین کسیکو منائین — یہی تیرے ناز و ادا چاہتے ہین
سر بزم لینے دے رخ کی بلائین — بڑا کیا ترے مبتلا چاہتے ہین

مرے صبر و تسکین و آرام لے لین
تمہارے ستم اور کیا چاہتے ہین

سُنو کان رکھکر جو سُننا ہی تمکو
کہ نالے مرے کچھ کہا چاہتے ہین

سُنین ہنسے سب حضرتِ دل کی باتین
طرفدار اونکے ہوا چاہتے ہین

ضرور اسقدر پوچھ لینا تھا بھکو
ترے چاہنے والے کیا چاہتے ہین

خبردار کرتی ہین نیچی نگاہین
سنبھل جائے دل ہم اوٹھا چاہتے ہین

کوئی اور بھی وار ہو چلتے چلتے
مرے زخم تجہیز سینا چاہتے ہین

مرے خانۂ دل مین یا پتلیون مین
بتائین کہان وہ چھپا چاہتے ہین

۱۷۲ — ۱۱

وہ سر گوشیون پر ہوئے ہین جو راضی
ہم احسان بوسہ لیا چاہتے ہین

دونون عالم کی ہی احسان سمائی دل مین
نظر آئی ہی ہمین ساری خدائی دل مین

آئنہ رویون نے رکھی نہ صفائی دل مین
دل کی حسرت نے بہت خاک اوڑائی دل مین

کچھ ادائین تہین کچھ انداز تھے اوسکے ہمراہ
یاد کسکی شبِ غم دھوم سے آئی دل مین

حسرتِ کشتہ کی مٹی بہی تو کی ہنے عزیز
دفن کرنے کے لیے قبر بنائی دل مین

حسرتِ وصل کو بیتاب کیے دیتا ہی
رہگیا ہی جو ترا دردِ جدائی دل مین

ضبطِ فریاد نے آفت مین ہمین ڈالدیا
رُک کے نالون نے بڑی دھوم مچائی دل مین

پڑگئی یاس و تمنا مین عداوت کیسی
ضد سے رہتی ہی ہم روز لڑائی دل مین

حسرتِ وصل کو بیتاب جو دیکہا ہمنے
یار کی چاند سی تصویر لگائی دل مین

اب عدو کو بہی وہ کہنے لگے اچھا اچھا
اکثی میری طرف سے جو بُرائی دل مین

ہم ترے سوزِ محبت کا کرین کیونکر شکوہ
جل کے کم بخت نے کیون آگ لگائی دل مین

۱۷۳	کھل گیا شوق بہر کی نکھ سے پردہ احسان اونکی صورت نہ جہی لاکھ جہائی دلمین	۱۱

دل ہی نہین ملتا تو وہ ملتے ہین گلے کیون
جب درد نہین کوئی کلیجے کو ملے کیون

آئے جگر و دل ترے تلوونکے تلے کیون
پامال ہوئے جاتے ہین نا زونکے پلے کیون

تن سے مرے اک دم مین جدا ہو گئی گردن
خنجر کو ہی افسوس کہ ہم تیز چلے کیون

کچھ سایۂ دیوار نہین ہی ترا عاشق
ای یار وہ در پر سے کسیوقت ٹلے کیون

دل لیکے ہمین یار نے پہلو مین بٹھایا
دشمن سے تو پوچھے کوئی ہم اوسکو کہلے کیون

اچھا ہوا موت آگئی عاشق کو شب ہجر
پروا ہی نہین کچھ تو کوئی ہاتھ ملے کیون

غیر اچھے ہین آئندہ بھی اچھے ہی رہینگے
تم جنکو برا کہتے ہو وہ ہونگے بھلے کیون

ہم خاک مین ملنے کو جو آبیٹھے ہین در پر
کہتے ہین کوئی جمال قیامت کی چلے کیون

لو آہی گیا آج مرے ضبط پر الزام
کہتے ہین وہ آنکھون سے ترے اشک ڈھلے کیون

ناداں وہ ایسے ہین کہ آئے جو شب وصل
فرماتے ہین تم ہمکو لگاتے ہو گلے کیون

۱۷۴	روٹھے ہوئے بیٹھے ہین وہ محفل مین جو احسان تکرار ہی اسبات کی دشمن سے چلے کیون	۱۲

نہ غم سے فرصت نہ دل کو راحت عجیب حال خراب مین ہون
خیال آتا ہی جب کسیکا تو بخت کہتا ہی خواب مین ہون

سمجھکر اقرار وصل اوسکو مین اور بھی اضطراب مین ہون
خبر جو قاصد نے دی یہ آکر کہا ہی خط کے جواب مین ہون

کہا ہی جو کچھ کہ واعظون نے سنا ہی کس نے جو وہ بتائے

مجھے تو یہ بھی خبر نہیں ہے کہ کب سے کیف شراب مین ہون
یہ اچپلاہٹ یہ چلبلاپن یہ ترچھی چتون یہ شوخ باتین
لڑکپن اونکا پکارتا ہے مین انتظار شباب مین ہون
بڑا ہوا ہے شوق دید تیرا ہزارون وسواس آرہے ہین
کہین نہ کہدے وہ حشر مین بھی کہ جاؤ بیٹھو حجاب مین ہون
وہ پوچھنے آتے حالت دل تو ضبط ہی سے مین کام لیتا
ٹھہر ٹھہر کر بیان کرتا بہت بہت اضطراب مین ہون
وہ جائین تو محفل عدو مین نہ پیین تو جام شراب نکین
دمان بھی کہدیگا دل کا جلنا کہ مین بھی شامل کباب مین ہون
رقیب کم بخت کیون گیا تھا تمہارے جوڑے کو جاکے کہولا
صبا سے سن سن کے حال سارا غضب مین ہون پیچ و تاب مین ہون
کدھر ہے جنت کہان ہے دوزخ یہ کیا سناتے ہین مجکو واعظ
ابھی سے توبہ مری الٰہی چھڑا دے ناحق عذاب مین ہون
خیال اوسکا جو دل مین ٹھہرے وہ لاکھ ڈھونڈھے مگر نہ پائے
جو مجھ سے پوچھے تو خود یہ کہدے مین قلب حسرت مآب مین ہون
وہ بحر خوبی وہ جان عاشق جو محرم آب روان کی پہنے
پکار اوٹھے کیون نہ اوٹھتا جو مین کہ مین رکان حباب مین ہون
یہ کیا قیامت ہے وصل کی شب مروت آنکھین کیون لو کیونکر
نگاہ لڑتی نہین نگہ سے وہ کہتی ہے مین حجاب مین ہون

۱۷۵	کسی سے احسان مین کہو کیون گزرتی ہی اپنی زندگی یون جو آج شوقِ نماز مین ہون تو کل ہون شغلِ شراب مین ہم	۱۱

ہمارے ساتھ تو تم کو پیار ہی کہ نہین ؟ — بتاؤ حسرتِ بوس و کنار ہی کہ نہین
سوائے غم نظر آتی نہین ہی صورتِ عیش — خوشی نصیب مین ای گردگار ہی کہ نہین
نشانِ قبر مٹاتے تو ہو بتاتے جاؤ — مری لحد کوئی اب نامدار ہی کہ نہین
شرابِ عشق جو پی لی تہی دیکھ او بدمست — اوسی کا آنکھ مین اب تک خمار ہی کہ نہین
کبھی جو تیغ ادا اوس نے سر پہ کھا ہی لیا — اجل رسیدہ ترا جان نثار ہی کہ نہین
ہمارے سامنے آؤ تو تجربہ ہو جائے — کہ عاشقون کی نگہ پردہ دار ہی کہ نہین
خموش ہو گئے کیون ہاتھ رکھکے سینے پر — بتاؤ تو مرا دل بیقرار ہی کہ نہین
یہ پوچھتے ہین وہ پیمانِ وصل سے پہلے — مری قسم کا تجھے اعتبار ہی کہ نہین
مین منتظر کہ خبر ہو او نہین تو آ جائین — وہ بے خبر کہ مجھے انتظار ہی کہ نہین
مزے کی ہی یہ مئے لالہ فام ای زاہد — ذرا سی پی کے بتا خوشگوار ہی کہ نہین

۱۷۶	وہ دل کو لیکے یہ کہتے ہین غیر سے احسان اس آئنے مین ترا ہی عتبار ہی کہ نہین	۱۲

دو بدو راہ مین جس روز وہ ہو جاتے ہین — ہوش کی طرح مرے دل کو بھی کھو جاتے ہین
کوچۂ عشق مین گمراہ جو ہو جاتے ہین — ہم تجھے ڈھونڈتے ہی ڈھونڈتے کھو جاتے ہین
نام اور ہین وہی شوق شہادت والے — سر بکف کوچۂ سفاک مین جو جاتے ہین
ہم سے ملنے کا یہ کہا ہی تو کن انداز — کبھی جیتے ہین کبھی سامنے ہو جاتے ہین
کہر سے آئے تھے فقط عرضِ تمنا کے لیے — آپ کیون ہنسکے خفا ہوتے ہین لو جاتے ہین

کوچۂ یار ہی بجسپ جگہ ہے ایسی
سیر کر کے وہین رہجاتے ہین جو جاتے ہین

دشمنِ عیش بہی یون نیند جوانی کی نہو
شام ہی سے مرے گہر آکے وہ سو جاتے ہین

یون تو کب ہوتا ہی غم اپنے شہیدون کا اور
بیٹہکر بزم غرا مین کبہی رو جاتے ہین

لطف شکوہ رہا شب وصل مین غیب آتا ہی
میرے ارمان طرفدار جو ہو جاتے ہین

گمرہی عشق مین ہی منزل مقصد کی دلیل
ڈہونڈہ لیتے ہین وہی تجکو جو کہو جاتے ہین

پہر نہین سکتے ترے کوچے مین ہم دے انصیب
بخت خفتہ کیطرح پاؤن بہی سو جاتے ہین

جگر و دل کو کیا ہی دم رخصت ہمراہ
آپکے ساتھ رفیق آپکے دو جاتے ہین

۱۷۷ | مرے مرنے پر لے تو یہ لوگے احسان | ۱۱
کیا یو نہین رات کہ جاگے ہوئے سو جاتے ہین

بیخود ہی مجہے رکہتے ہین انداز غضب ہین
ان سحر بہری آنکہون کے یہ ناز غضب ہین

ٹہرا کے کچہ کہلے ترے ناز غضب ہین
دم دیگئے عاشق کو یہ دمساز غضب ہین

تاثیر جو کچہ نالہ و فریاد نے کی ہی
کہتے ہین یہ دیوار ترے در مسار غضب ہین

زندہ جو کیا ہمکو تری جنبش لب نے
بول اوٹھی اجل سن کے اعجاز غضب ہین

دل چہینے لیے جاتی ہین جہتون کی ادائین
ہے جان گئے کچہ بہی انداز غضب ہین

چہپ چہپکے شوق نے پردے مین جی تم کو
کیون دیکہ لیا ہمنے نظر باز غضب ہین

کچہ کرتے ہی رہتے ہین عدو میری برائی
یہ خانہ برانداز یہ غماز غضب ہین

بہولے ہو تم لاکہ دل زار کے آگے
چتون تو یہ کہتی ہی مرے ناز غضب ہین

منہ پہیر لیا ہی ہمین پہلو مین بٹہا کر
یہ لطف ترے ای بت طناز غضب ہین

کیا قہر ہی تیرون کیطرح چل گئے ہم پہ
جادو ترے ای چشم فسون ساز غضب ہین

۱۷۸	آرام و تحمل کو اوڑا لیگئین آنکھین احسان یہی خانہ برانداز غضب ہین	۱۵

نالے مین شور آہ رسا مین اثر نہین — بیجا ہی پھر کہون مین کسیکو خبر نہین
جب پوچھتا ہون اپنے دل گم شدہ کا حال — منہ پھیر کر وہ کہتے ہین ہم کو خبر نہین
یون منہ سے ہنس رہے ہین دیکھے وہ جوش اضطرار — گویا ہمارے سینے مین درد جگر نہین
پہلو سے غیر مین نہ بہت چپکے بیٹھیے — محفل مین کوئی ڈھونڈنے والی نظر نہین
اقرار وصل کا نکر نیگے کسی سے ذکر — اندیشہ آپ ہی کو ہی کیا ہمکو ڈر نہین
ہم ایسے بیقرار کہ دم بھر نہین قرار — تم ایسے بیخبر کہ ذرا بھی خبر نہین
نسبت دون دو طول روز قیامت سے اے فلک — ایسی شب فراق مری مختصر نہین
آئی شب فراق تو کہنے لگا فلک — لو آگئی وہ شام کہ جسکی سحر نہین
غیرون کا پائمال ہو کیون تیرا خاکسار — افتادہ مثل سایہ دیوار و در نہین
اے دل شب فراق مین ہے جوش بیخودی — تیرین تو کیا ہمین اپنی خبر نہین
جب جوش اضطراب ہوا اشک گر پڑے — الفت کی پردہ دار مری چشم تر نہین
تقدیر کی ہی مجھکو شکایت نہ چرخ کی — فریاد خود مقر ہی کہ مجھمین اثر نہین
لکھوا کے لائے اونسے جواب خط نیاز — ایسا بھی ہوشیار کوئی نامہبر نہین
کہتے ہین آسمان سے اوٹھا اوٹھکے گرد باد — عالم مین ہم سے خانہ بدوشون کا گھر نہین

۱۷۹	کہتے ہین آج دیکھکے وہ مجھکو بیقرار احسان کی طرح کوئی شوریدہ سر نہین	۱۱

اوٹھائی یار کی بیداد برسون — ستم ہوتے رہے ایجاد برسون

خدا حافظ تمہارا ہمصفیرو
پنجھوڑے گا ہمین صیاد برسون

تمہین نے خاک اوڑوائی ہے ہمسے
تمہین کرتے رہے برباد برسون

گھڑی بھر تو ہنسو بولو شبِ وصل
کہ رویا ہی دلِ ناشاد برسون

ہماری سی نہ قسمت ہو کسیکی
نہ ٹھہرے قابلِ بیداد برسون

گرے ہین ضعف سے ہم ہر قدم پر
پڑی ہے عشق کی اُفتاد برسون

تمہارے لطف دو روزہ کا کیا ہے
رہے ہو تم ستم ایجاد برسون

شبِ وصل آکے تم ٹھہرو نہ دم بھر
یہی صدمہ رہیگا یاد برسون

وہ نکلے دل سے تو یہ گھر کھلے نکلے
نہوگا اب یہ گھر آباد برسون

مزے چکھے ہین ہمنے درد و غم کے
کیے ہین نالہ و فریاد برسون

۱۸۰ اسیرِ عشقِ جانان ہو اب احسان ۱۴
بہت پھرتے رہے آزاد برسون

اثر کو شبِ ہجر نالے ہوئے ہین
مرے مدعی میرے نالے ہوئے ہین

دلِ غیر کے حوصلے ہمکو دیدو
وہان سے تو آخر نکالے ہوئے ہین

ہوئین حیرتِ عشق مین اونسے باتین
وہ تصویر مین جان ڈالے ہوئے ہین

تو ہی ایفلک مجھکو اتنا بتادے
کہانتک رسائی نرالے ہوئے ہین

وہ ارمان ہمکو ملین پھر الٰہی
کئی بار کے جو نکالے ہوئے ہین

وہ اوٹھے تو چوٹی لپٹ کر یہ بولی
چلو ہم کمر کو سنبھالے ہوئے ہین

شبِ وصل ہاتھ اونکا ہی میرے دل پر
وہ مطلب کے پہلو نکالے ہوئے ہین

اِدھر سے خوشامد اودھر سے لگاوٹ
ہم اون کو وہ ہمکو سنبھالے ہوئے ہین

جگاتی ہی سو تو نکو رفتار اونکی
یہ فتنے قیامت کے پالے ہوئے ہین

زرا اب سمجھکر تو ظلم کرنا
کہ عاشق خدا کے حوالے ہوئے ہین

نگاہین ہماری رکین گی نہ ہرگز
وہ کیون آنکھون مین آنکھین ڈالے ہوئے ہین

بڑہا یہ تپ غم کا جوش حرارت
ادہر کر مرے داغ چہالے ہوئے ہین

کیا مضطرب مجھکو ضبط فغان نے
دل آزار تھم تھم کے نالے ہوئے ہین

۱۸۱ — شب وصل احسان کہنا یہ اونکا
بڑے آپ ارمان والے ہوئے ہین — ۱۱

تیری نگہ کو ہم بانگ عنا دل سمجھین
غنچہ چٹکے تو شکست دل بسمل سمجھین

سختی مرگ بھی آسان ہی انکے آگے
حضرت عشق کو ہم کونسی مشکل سمجھین

غیرت شمع تجلی تو کہا کرتے ہین
اور کیا تجھکو ہم ای رونق محفل سمجھین

حصہ دولت دیدار مجھے بخشین تو
کاش آنکھون ہی کو وہ کاسہ سائل سمجھین

حسرت وصل کا پوچھین نہ کسی سے یہ حال
میرے ارمان ہی کو شاہد عادل سمجھین

محو ناز ستم ہمسے بھی ہونگے کوئی
وار اوچھا جو پڑے شوخی قاتل سمجھین

اپنی محفل مین وہ بلوائین نہ مجھکو نہ سہی
یہ بھی کیا کم ہی نہ آنے ہی کے قابل سمجھین

منزل عشق مین ایسی ہی ہمین دلکی تلاش
ذرہ بھی راہ مین دیکھین تو اوسے دل سمجھین

لذت زخم جگر سے نہ عدو ہون واقف
اس مزے کو کبھی سمجھین بھی تو بسمل سمجھین

کون مانع ہی وہ آجائین ٹھہرنے کے لیے
دل اونہین کا ہی اوسے اپنی ہی منزل سمجھین

۱۸۲ — کوئی پتہر نہین صدمے جو اوٹھائے احسان
اونسے کہدے کوئی وہ دلکو مرے دل سمجھین — ۱۱

جب وہ کچھ دل میں ٹھان لیتے ہین
جاننے والے جان لیتے ہین

تم جو کہتے ہو غیر سے سر بزم
ہم اشارون سے جان لیتے ہین

مرنے والے حضور کی باتین
جنبش لب سے جان لیتے ہین

کہتا جاتا ہی وقت رخصت وہ شوخ
ہم ترا امتحان لیتے ہین

شوخ و چالاک ہین حسین بہت
دلدہی کرکے جان لیتے ہین

چادر و شامیانہ ہی کمل
اوڑھ لیتے ہین تان لیتے ہین

یہ پریرو بھی ہین بڑے ظالم
کالیان دیکے جان لیتے ہین

سر جھکا کر وہ پان لیتے ہین
سر حرو کیون نہ ہو حیا شب وصل

زخم مین تیغ رکھکے تلادو
منہ مین کیونکر زبان لیتے ہین

تلوے کانٹون پہ کر دیے چھانی
جسسے ہم خاک جہان لیتے ہین

آنے دیتے نہین مجھے احسان
چٹکیان پاسبان لیتے ہین

۱۸۳ ۱۳

بتا دین حضرت دل اوس سمگر پر جو آتے ہین
کہ مرتے ہین کہو کیونکر جان سے کسطرح جاتے ہین

مجھے آئینہ حیرت بنا کر منہ چھپاتے ہین
کوئی پوچھے تو اوسنے سامنے کسوقت سلتے ہین

خفا ہو کر جو اسے درد قصد اوٹھنے کا کرتا ہی
خوشامد سے ہزاروں منتونسے ہم بٹھاتے ہین

عدو کو کیا فدا کرون جو اونپر دل کی امیدین
کسی کا کیا بگڑتا ہی ہم اپنا گھر لٹاتے ہین

جگر کی بیقراری دیکھیے یا دل کی بیتابی
یہان سینے مین مثل برق دونون تلملاتے ہین

کوئی کرتا نہین ہم دل جلونکی دلدہی یارب
مگر یان اک دل لگی گاہ گاہ آنسو بہاتے ہین

شب وعدہ دل مضطر کو بہلاتا ہون یہ کہکر
ٹھہر جا اب کوئی دم مین یہان وہ آئے جاتے ہین

حسینونکو دکھاکر عشق تجھا ہی خدا سمجھے
وہ بت ہین جو حسرت کیطرح دلمین سماتے ہین

نہین یہ چھیڑ چھاڑ ای حسرت دل زار مین اچھی
تجھے اپنی پڑی ہی جانسے ہم اپنی جاتے ہین

تپ غم کا بڑا ہو ہوگئے ہم ناتوان ایسے
کہ دلکی بات جو ہی منہ تک بڑی مشکل سے آتے ہین

عدو کو ہو سوال بوسہ کی جرأت معاذاللہ
تعجب ہی کہ آپ ایسونکو اپنے منہ لگاتے ہین

قیامت کا جو حال اوس شوخ سے عاشق نے کچھ چاہا
ادا بولی یہی تو فتنہ خفتہ جگاتے ہین

۱۸۴ خدا نے منزلت بخشی ہی وہ احسان مستون کو
قدم ملتے ہین ہم عرش پر جب لڑکھڑاتے ہین ۱۱

جلوہ حسن دکھاکر وہ پھرے جاتے ہین
ہوای بیخبری ہوش مین ہم آتے ہین

یہ غرض ہی رہے عالم وہی نیرنگی کا
رنگ تصویر سے تصویر وہ کھواتے ہین

دونون جانب کشش عشق کی تاثیر تو ہو
یا ہمین جاتے ہین یا خود وہ نہین بلواتے ہین

درد پہلو نہین اوٹھتا تو دل بسمل کو
ایکدم بیٹھکے پھرون ہی تڑپ پاتے ہین

گہر ہو ویران ہجوم غم تنہائی کا
حوصلے خاطر مشتاق کے گھبراتے ہین

دشمن عیش ہین کمبخت موذن شب وصل
صبح ہونے نہین پاتی ہی کہ چلاتے ہین

پھر نہ کہنا کہ یہ شعر کا کوئی انداز نہین
خیر ہم آپکی محفل سے اوٹھے جاتے ہین

مری مہر سے کیون زرد ہین عارض انکے
یہ بھی کیا پھول ہین جو دھوپ مین کملاتے ہین

یا قیامت ہی ترے رنگ حنا کی شوخی
دیکھنے والونکے دل مفت لہو جاتے ہین

مدت ضعف تو دیکھو کہ ہمارے آنسو
تھک کے گر پڑتے ہین آنکھون تک آکر آتے ہین

۱۸۵ اونکو چاہا تو عجب ہوتے ہین لطف احسان
یہ کوئی آگ نہین عشق جو بھڑکاتے ہین ۱۵

غضب ہے آج پہلو کیطرف وہ تن کے بیٹھے ہین
مرے سر پر بگڑنے کے لیے کچھ بن کے بیٹھے ہین

چھپا ہی منہ مگر وہ سامنے دشمن کے بیٹھے ہین
نئے انداز کا پردہ ہی چلمن بن کے بیٹھے ہین

ادہر بھی چلتے چلتے دیکھتا جا او حیا والے
کئی مشتاق محفل مین تری چتون کے بیٹھے ہین

نظر بازی کا اپکا بڑ گیا میری طرح اونکو
کسی کو جھانکتے ہین متصل حلمن کے بیٹھے ہین

ترے بہکانے سے کسطرح ہم اوٹھینگے ای زاہد
خدائی چھوڑ کر در پر بت پرفن کے بیٹھے ہین

حسینونکی یہ محفل ہی یہان ایدل ذرا چپ رہنا
بہت سے سننے والے نالۂ دشمون کے بیٹھے ہین

تری اوٹھی جوانی نے دیے ہین داغ لاکھون کو
ہزارون نقش اسوا ئے بہترے جوبن کے بیٹھے ہین

بڑے جھگڑے کی شب تھی وصل کی شب انفلک دیکھا
کبھی وہ تنکے اوٹھے ہین کبھی دشمن کے بیٹھے ہین

بہار آتے ہی یہ ڈہایا ستم صیاد و گلچین نے
قفس مین میرا لیے دروازے پر گلشن کے بیٹھے ہین

وہ بہر فاتحہ آئے ہین یا تیوری چڑہانے کو
غضب آنکھین لگائے سامنے مدفن کے بیٹھے ہین

خبر دی ہی یہ انداز نگہ نے وصل کی شب مین
وہ مجھسے اونسے ہی بگڑے جنابن کے بیٹھے ہین

نظر آتا نہین اب در و پہلو مین کہ جو اوٹھے
وہی تڑپا دے ہمکو پیر جس چتون کے بیٹھے ہین

مکان غیر کو رستے کے کانٹے دیکھکر جانا
سر رہ کھینچنے والے ترے دامن کے بیٹھے ہین

ہمین بزم عدو مین دیکھکر کہتا ہی یہ کوئی
یہان بھی جانے والے مجرون کے بیٹھے ہین

۱۱۶ | متقدر حسرت دیدار کا چمکا نے قسمت | ۱۳
نگہ کے سامنے احسان وہ بن ٹھن کے بیٹھے ہین

کیا کہین دلکو مین محبوب تمہاری آنکہین
تم نہ شرماؤ تو ہم چوم لین پیاری آنکہین

خون روتی ہین محبت مین ہماری آنکہین
آئی جاتی ہین مم کر یہ وزاری آنکہین

ہمنے شوخی کو بنایا طرفدار اپنا
آج تو آنکھ بدل جائین تمہاری آنکہین

خالِ رخسار ترا پیشِ نظر ہی شبِ ہجر
کیا کرین مشغلۂ نجم شماری آنکھین

کیون نہ ہو تجھ سے متوجہ وہ بھری محفل مین
کام کرتی ہین ہزارون مین ہماری آنکھین

اپنے ہی حسن سے سفاک بنے پھرتے ہو
موئے مژگان ہین جو خنجر تو کٹاری آنکھین

وصل کی شب ہے مرے کے لیے پیا دو جام
صبح کو لطف دکھائینگی خماری آنکھین

شوقِ دیدار سلامت ہے تو ہوگا سب کچھ
جان پڑ جائینگی آفت کوئی ہماری آنکھین

اللہ اللہ یہ ترقی یہ فزاوانیٔ حسن
بھر گئین جلوۂ محبوب سے ساری آنکھین

کیا ستم ہے کہ عدو سے تو ملا کرتی ہین
میرے ہی سامنے جھکتی ہین تمہاری آنکھین

نکھ شوق کے انداز یہی ہو جائین پسند
انکھ سے انکھ لگائین تو ہماری آنکھین

دھیان رہتا ہی ہمین نار بھری چتون کا
آجکل پھرتی ہین انکھو مین تمہاری آنکھین

۱۸۷ | ادھر نے احسان جو پہلو کو کیا ہی خالی
دل کے ہمراہ بھر آتی ہین ہماری آنکھین | ۱۱

اثرِ آہِ رسا کے ورد بنکر ہوتے جاتے ہین
مرے دل کی طرح کچھ وہ بھی مضطر ہوتے جاتے ہین

بھرا پایا جنہین دشتِ جنون مین میری الفت نے
وہی دیوانے برگشتہ مقدر ہوتے جاتے ہین

کیا کرتے ہین وہ مشق ستم حسرت ہے بھر دل پر
لگا ہونکے کر شمے تیر و خنجر ہوتے جاتے ہین

لگاوٹ کر گئین انکھین کسکی حضرت دل سے
انہین پر دیکھ کون کر یہ قابو سے باہر ہوتے جاتے ہین

شروع عشق مین کیا پوچھتے ہو جی مرکیون ہے
تمہارے کا لیا کہلانے کے خوگر ہوتے جاتے ہین

شبِ وصل آج لطف وصل مین ہی اور کیفیت
شکایت کے علاوہ دور ساغر ہوتے جاتے ہین

کوئی دیکھے تو اگر نیند و بست چہ جانان
نگہبان در دولت مقرر ہوتے جاتے ہین

دلِ بیتاب کو کھینچیگے وہ آہستہ آہستہ
جوانی کے نئے انداز دلبر ہوتے جاتے ہین

کدورت رکھکے مٹی مین ملایا ہی تو ہم کو
تمہین غیر دنکی الفت ہی ہمین تمسے محبت ہی

تمہارے لطف سے کیا خاک پتھر ہوتے جاتے ہین
کمی کچھ بھی نہین ہم تم برابر ہوتے جاتے ہین

۱۸۸

ادہر سے جب کبھی جاتے ہین ملنے کو وہ دشمن سے
ہمارے پاس بھی احسان اکثر ہوتے جاتے ہین

۱۱

جلوے کبھی کبھی رخ زیبا کے دیکھلون
آؤنہ تم یہان مین وہین آکے دیکھلون

کہتے ہین وہ کہ دل کی تڑپ کا نہین یقین
جبتک نہ اپنی آنکھ سے تڑپا کے دیکھلون

کیونکر سوا ہی وصل سے لذت فراق کی
کیا چاہتے ہو ہجر کا غم کھا کے دیکھلون

نالونکی بھی خبر اونہین ہوتی ہی یا نہین
اکدن شب فراق مین چلا کے دیکھلون

جاتے کہان ہو صبح شب وصل تم ابھی
ٹھہرو مین اپنے دلکو تو سمجھا کے دیکھلون

ظلمت کدے مین میرے شب غم کا ہی سماں
گہرا ہی یار دل کہ اوہین جا کے دیکھلون

کتنی تڑپ ہی دلکی کہانتک ہی ضبط درد
تڑپا کے اوسکو حال تو اوسکے دیکھلون

کیا دیکھتا ہی اونکو بتاتے نہین مجھے
کہتے ہین تیرے بخت کو ٹھوکر کے دیکھلون

تنہا ہون کوئی بھیجدے اپنے خیال کو
دل کس طرح بہلتا ہی بہلا کے دیکھلون

اچھا نہ سامنا ہو نہ پورا ہو شوق دید
تصویر ہی کسیکی نہ کھینچوا کے دیکھلون

۱۸۹

احسان اتو جان ہی دو بہر عشق مین
مرتا ہون مین کہ جیتا ہون ہم کہا کے دیکھلون

۱۱

سنتے ہی عرض مطلب آنکھین نکالتے ہین
میرے سوال کو وہ غصے سے ٹالتے ہین

کچھ ایسے نرم دل ہین امید وار تیرے
آغوش آرزو مین حسرت کو پالتے ہین

خدمت سپرد کی ہی ساقی نے شیخ جی کو
جب دیکھو میکدے کے برتن کھنگالتے ہین

جوشِ تسکفتگی ہی گلشن مین فصلِ گل کو
کل منس رہے ہین غنچے ٹوٹی اوچھاتے ہین

کم ہو سکیگی کیونکر اس دل کی بیقراری
اوتنا ہی مضطرب ہی جتنا سنبھالیے ہین

کب کی ہی عیب جوئی کسسن گلہ کیا ہی
تم ملتے ہو عدو سے ہم خاک ڈالتے ہین

دل کو جو میرے چھیڑ کہنے لگی یہ چتون
ہم اپنی دل لگی کا پہلو نکالتے ہین

دل مین ہمارے آیا آنکھون ہی کا تصور
ہم ایسی پتلیون کو سانچے مین ڈھالتے ہین

صبر و قرارِ دل کو لوٹا ستمگرون نے
عاشق کے گھر کو ظالم رہ رہ کے گھالتے ہین

ملتے ہو مدعی سے اچھی نہین یہ چالین
جو تمکو دیکھتے ہین وہ پی نکالتے ہین

۱۹۰ | نکلی ہین اونکے مُنہ سے احسان گالیان کچھ دیکھین تو آج کہکر کس پہ وہ ڈالتے ہین | ۱۷

ہم بغل تم ہو نہین سکتے تو کچھ حسرت نہین
کیا نگاہِ ناز کو بھی اوٹھنے کی طاقت نہین

کیون ڈرون تم بخت سے فتنہ نہین تقدیر ہین
تیرے گیسو کی بلا ہی یہ شبِ فرقت نہین

بزم مین بیٹھا بھی رہنے دو نگہ کے سامنے
کیون نکلواتے ہو تم دشمن کی مین حسرت نہین

کیا ستم ہی چاند سا چہرہ رہے زیرِ نقاب
خود سمجھ دیکھو چھپا رکھنے کی یہ صورت نہین

دورِ چشمِ یار ہو تا دورِ ساغر کیطرح
آج ہی ساقی تری محفل مین کیفیت نہین

ہر جگہ مثلِ نظر آنکھو نمین رکھیگی تجھے
تیرے آگے سے ہٹے ایسی ری حیرت نہین

ہمتِ ساقی کے آگے کچھ نہ زاہد کی چلی
ہم بلاتے تھے تو کہتے تھے یہی حضرت نہین

ہائے وہ زلفون کا بکھرانا وہ جوڑا باندھنا
کون کہتا ہی پریشانی کو جمعیت نہین

چٹکیان لینے کو بیٹھے ہین مرے دل کی طرف
اور کہتے ہین ستانے کی ہمین عادت نہین

دیکھلو وہ حضرتِ دل آپکے پہلو مین ہین
ہم نہ کہتے تھے کہ اس دیوانے کو وحشت نہین

سیر کا شوق اور سوا طرف ہے دام غم دہر
جتنے وہ آزاد ہین اتنی مجھے زنجیر ہے

تیوریون مین بل نہ آئین جو نہین تیری بھی یہی
ہمنے اک بوسے کی خاطر کی یہ کیا تدبیر ہے

پرسش غم پر یہ اظہار تمنا کیسا برا
آپکی خاطر سے کہدیتا کوئی مسرت نہین

بول اوٹھے وہ مری تصویر کو بھی دیکھکر
اوس جہاز جانے والے کی یہ صورت نہین

دلمین وہ کسک ہے آئین جمع ہین ارمان شوق
وائے ناکامی کہ اپنے گھر مین بھی دعوت نہین

توڑدے میری قسم ای ساقی پیمان شکن
شیخ کی توبہ نہین زاہد کی نیت نہین

۱۹۱	ہوں تو لیتے ہو تم احسان جتنے وصل کا ہم جفائے دیتے ہین حق پر کی شرکت نہین	۱۱

کہنے دو مطلب کی باتین شکوہ بیجا نہین
عمر بھر کے سب بکھیڑے ہین اسی فریاد مین

صبح وصل اونسے دم رخصت یہ کہنا رہگیا
رہگئین ہین کچھ تمنائین دل ناشاد مین

آئے ہین میری میری پرسش کے لیے
ہے صفیہ دن کا ہی مجمع خانۂ صیاد مین

حشر کے دن خود پکار اوٹھین گی چہلیں خونکی
ہم شہادت کے لیے ہین دامن جلاد مین

تم نہ سنتے آرزوؤنکی تو کچھ پروا نہ تھی
آرزو بنکر اثر رہتا مری فریاد مین

ہچکیان آنے لگین جسدم ہمین ہنگام نزع
دل پکارا جان جائیگی کسیکی یاد مین

غیر کے کہنے سے ای ظالم جو ہوتے ہین ستم
ہمکو کچھ لذت نہین ملتی تری بیداد مین

وصل کی شب شام ہی سے کہتے ہین کہہ کے وہ
اوسکی خاطر سے کہدیتا کوئی مسرت نہین

اور کچھ طالب نہین ہم تجھسے ای رنج فراق
خون دل ہو آنسو ہو تم درد ہو فریاد مین

ضد کی صورت ہوگئی پیدا غضب کیا کیا
تم عدو کی یاد مین ہو ہم تمہاری یاد مین

بہر رگ دل کا لپٹنا دیکھئے احسان تم

۱۹۲	نوک قاتل کی جو ہوئی نشترِ فصاد مین	۱۵
پر دردۂ رنج و بیکسی ہون	۲	سمجھو تو نہین خاک آدمی ہون
حاسد نہ رقیب ہی ہمی ہون		مرتا ہی جو غم سے مین ہی ہون
پرتو رخ یار کا جو چمکا	۴	بولا شب مہ کہ چاندنی ہون
انکار ہی کرتے ہو نہ اقرار		کہتے ہو کبھی نہین کبھی ہون
بھولے سے لیا تمہارا بوسہ	۶	غصہ نہ کرو کہ آدمی ہون
مقتل مین ہی تیغ یار کا تول	۸	مین خون کی چاٹ پر لگی ہون
چسکا نہ رہوگا حشر کے دن	۱۰	فریاد کرونگا مدعی ہون
اک دم نہین درد دل کو آرام		بیتاب نہ کیون گھڑی گھڑی ہو
رحم آہی گیا ستمگرون کو		مین شکر گزار بیکسی ہون
کہتا ہی یہ کم سنونکا چہرہ		آئینہ نہین ہون آرسی ہون
بیتاب کیا تھا ہاتھ نہین نے		دھمکاتے ہو کیا کہ مین ہی ہون
تیرے لیے جان تک ہی حاضر	۱۲	ہر چند غریب آدمی ہون
ملتے ہین نصیب غیر سے وہ		منت کش بخت مدعی ہون
خواب آتا ہی جب کبھی بسبب ہجر		کہتا ہی خیال بیخودی ہون

۱۹۳	احسان ہی تجھ پہ خنجر میرا شاگرد جلال لکھنوی ہون	۱۳
شہ یاس ہوئے خود جگر و دل دونون		اب نہ تکلیف کرین خنجر و قاتل دونون
ظلم اوٹھاتے ہی رہین گے جگر و دل دونون		کیا نہ ٹھہرین گے کبھی رحم کے قابل دونون

پرتو مہر ہی پر تو ترے رخسارون کا — میری نظرون مین ہین ترسک مہ کامل دونون
دیکھیے غیر کو ملتا ہی کہ ہم پاتے ہین — اونکے اک بوسہ عارض کے ہین سائل دونون
قتل سے جانے کو ہین تیار قرار و آرام — آج ٹھہرے ہین مرے دل مین مشکل دونون
کچھ خبر دل کی جگر کی نہ جگر کی دل کو — سچ تو یہ ہی کہ محبت مین ہین غافل دونون
آزما لو تم ادھر مجھکو ادھر دشمن کو — آپ کھل جائینگے تم پر حق و باطل دونون
قابل دید ہوا انجام کار اونکا نعیم — پائین گے بعد فنا ایک ہی منزل دونون
وحشت قیس نے کچھ خاک اوڑائی ایسی — گرد مین چھپ ہی گئے ناقہ و محمل دونون
یون کہی زاہد و واعظ نہ ہوئے ہم سے شریک — جشن نوروز مین ہوتے ہین شامل دونون
رہگیا دل ترے کوچے مین پڑا ہا مین آگے — کیا ہوئے ہین متفرق سر منزل دونون
ایسی کیا بات ہی جسکے لیے قاتل ہے ہمین — فیصل کر لین بہم خنجر و بسمل دونون

۱۴۴ — احسان — مہر منیر ہو یا ماہ دو ہفتہ — ۱۵
مجھسے پوچھو تو نہین اونکے مقابل دونون

دل دیکھ رہے ہین کہ جگر دیکھ رہے ہین — چتون ہی بتادے وہ کدھر دیکھ رہے ہین
محفل مین رقیبون کی نظر دیکھ رہے ہین — معلوم ہی ہمکو وہ جدھر دیکھ رہے ہین
اس دل کو چرایا کبھی اوس دل کو اوڑایا — ہم شیوۂ دزدین نظر دیکھ رہے ہین
گھبرا جائے کسیطرح تو ہم گھر مین ہون داخل — کچھ دور کھڑے یار کا در دیکھ رہے ہین
مانگی نہ گئی شرم سے شب وصل رخصت — وہ میری طرف وقت سحر دیکھ رہے ہین
مٹجائیگا وہ لوٹتے ہی لوٹنے اک دن — جسدل کی تڑپ کا وہ اثر دیکھ رہے ہین
شاید نگہ ناز نے تاکا ہی نشانہ — کچھ بس سے وہ سوئے جگر دیکھ رہے ہین

سفاک نہین تم یہ کوئی مان لے کیونکر
تلوار تو ہم زیب کمر دیکھ رہے ہین

لے لین گے مرے دل کو بنا کر مجھے بیخود
وہ اپنے ہی مطلب سے ادھر دیکھ رہے ہین

برباد ئی عاشق کو وہ سمجھے نہ کسی دن
مدت سے اوسے خاک بسر دیکھ رہے ہین

کہتے ہین اسے ولولۂ جوشن جوانی
بے شرم نظر سے وہ ادھر دیکھ رہے ہین

بیوجہ لڑاتے نہین اوس شوخ سے آنکھین
ہم اپنی لگا ہون کا اثر دیکھ رہے ہین

ہم دل مین چھپا لین گے تم آؤ تو قریب آج
کیا ہونگے خبر غیر اگر دیکھ رہے ہین

کیا بزم عدو مین یونہین پھر جاتی ہین آنکھین
بیٹھے ہین ادھر ہم وہ ادھر دیکھ رہے ہین

۱۹۵ | احسان زمانہ کرم حق کا ہی محتاج
ہم سب کو یہان دست نگر دیکھ رہے ہین | ۱۱

تم خفا ہو کے گھر کو جاتے کیون
یہ بتا دو کہ پھر نہ آتے کیون

دل نہ دیتے تو داغ پاتے کیون
غم کو چھاتی سے ہم لگاتے کیون

سنگ در ہی سے پھوڑتا تھا جبہ
پھولی طغمت کو آزماتے کیون

درد دل ہی نے کی کچھ تاثیر
ورنہ پہلو مین وہ بٹھاتے کیون

بدگمانی نہو تو سمجھا دو
روٹھتے تم تو ہم مناتے کیون

ہم اگر جانتے نہ ہوگی صلح
تم سے آنکھین کبھی لڑاتے کیون

قبر تک لائی اونکو میری وفا
وہ جنازے کے ساتھ آتے کیون

کچھ یہی تھا نوشتۂ تقدیر
مین نہ مٹتا تو وہ مٹاتے کیون

راز داری مین اپنا مطلب تھا
دلکی باتین تمھین بتاتے کیون

پردے کے ساتھ پردہ داری ہے
تم جو کہلتے تو ہم چھپاتے کیون

۱۹۶	کوئی مطلب کوئی غرض احسان ہم کسیکے ستم اوٹھاتے کیون	۱۱

دوست اور کسکو ہم یار کے سوا رکھین — جان کو فدا کر دین دلکو مبتلا رکھین
شوق وصل کا پردہ دلبرون سے کیا رکھین — آرزو وہ ہین جائین دل مین ہم چھپا رکھین
منہ دکھاؤگے کسدن سامنے کب آؤگے — کیا ہم اپنے جھگڑے کو حشر پر اوٹھا رکھین
دلکی یہ تمنا ہی پیار ہو تو اتنا ہو — دلربا نہ اوٹھنے دین پاس ہی بٹھا رکھین
تیر یار آئیگا اب لہو نہ روئین ہم — میہمان کیونکر طرخون دل سجا رکھین
خوبرو مکدر ہین کہتے ہین نہ آئین گے — ایسی نا امیدی پر خاک آسرا رکھین
یار کی جفاداری دلمین نہ جا رکھی ہو — پھلے سے مناسب ہی آنکھ کو ملا رکھین
ہین جو منتظر دل کا پھر بھی نہ نبھاؤگے — آپ اپنے پہلو سے غیر کو جدا رکھین
یار کی طرف اکدن نامہ لکھے بھیجین گے — کام کی جو باتین ہین لکھو ہم بتا رکھین
اوٹھا نہ اوٹھنا تم کس طرح یہ ممکن ہی — نقش مدعا اپنا آپ ہم مٹا رکھین

۱۹۷	دل کی بیقراری کو دیکھ لین وہ احسان اب کبتک اسطرح تڑپین کبتک آسرا رکھین	۱۳

دیا ہی یار کو دل عشق باہم بھی ہین — کرینگے پیار کہ اتنے مجاز ہم بھی ہین
غرور ہی جو بتون کو یہ کہتے ہین مجھ سے — ترے خدا کی طرح بے نیاز ہم بھی ہین
اشارے اونکی نگہ کے ہین برق آہ سے — تو ہی شریر نہین فتنہ ساز ہم بھی ہین
عدم کو جائینگے اکدن سراے ہستی سے — مسافر رہ دور دراز ہم بھی ہین
مرا خدا ہی غرور ان بتون کا توڑیگا — کہ سب سے کہتے ہین بندہ نواز ہم بھی ہین

نیازمند رہے ہین فقط اوسی بت کے
تمام خلق سے اک بے نیاز ہم بھی ہین

مرے نصیب کو ٹھوکر لگائی ہی کس نے
وہ دیکھ رہا ہی کہ اب سرفراز ہم بھی ہین

یہ کہتی آئی ہی دل مین محبت جانان
جو چھپ سکا نہ کسی سے وہ راز ہم بھی ہین

وہ کہتے ہین دلِ عاشق کو ہلکے چٹکی سے
بڑے حسین بڑے دلنواز ہم بھی ہین

جگر دو شمع کی مانند اپنی محفل مین
سمجھ لو قابلِ سوز و گداز ہم بھی ہین

عدو سے ملکے ادہر بھی تو پیار سے دیکھو
امیدوارِ کرم ہائے ناز ہم بھی ہین

شبِ وصال مین بگڑ بگڑ گئی تقدیر
کہو گے پھر کبھی کارساز ہم بھی ہین

گناہ پوچھے نہ جائینگے حشر مین احسان
کہ خادمِ شہِ بیکس نواز ہم بھی ہین

۱۹۸ | ۱۵

دل و جگر ہی پڑے ہین بڑی تباہی مین
غریب دب گئے تقدیر کی سیاہی مین

دلِ حزین بھی اگر رہ گیا گواہی مین
خلل پڑیگا دمِ حشر دادخواہی مین

ہوئے ہین سیکڑون بسمل تو منتظر لاکھون
وہ نوک ہی مرے قاتل کی تیز گاہی مین

سکھا دو ناز کے انداز اپنی چتون کو
ضرور چاہیے کچھ بانکپن سپاہی مین

شبِ فراق مین جھلکے کسی کی صورت کیا
چمک نہین مری تقدیر کی سیاہی مین

تمہاری آنکھ نے دشمن کو تو نہ کو تھا تھا
وہ کیون شریک ہوا ہی مری تباہی مین

خدا نے حشر مین پوچھا ہمین کو کھو آئے
مزہ گناہ مین آیا کہ بیگناہی مین

کبھی سلوک نہ مانا وہ ہی خود مطلب
تمام عمر رہے دل کی خیر خواہی مین

خدا سے حشر کے دن جان چھپا کی داد ملے
مرا سکوت رہا جاتا ہی گواہی مین

ہمارا اختر تقدیر کس طرح چمکے
چھپا ہوا ہی شبِ ہجر کی سیاہی مین

تو جہان مین کب کی قیامت اُٹھاتی
ہمین نے دیر لگائی ہی داد خواہی مین

تمہارے درد نے کی دل کی خانہ ویرانی
تمہارے عشق نے ڈالا مجھے تباہی مین

اونا رسے کا کچھ بھول سے بھی ہلکا تھا
خمار دور ہوا ایک ہی جماہی مین

اوٹھائے ہاتھ جو مژگون نے ابر گہر آیا
کمی ہوئی نہ کبھی رحمت الٰہی مین

۱۹۹ | بتون کے عشق کا انجام ہی بُرا احسان
بتا دیا تھا یہ دل کو بھی ابتداہی مین | ۱۱

قسمت نے کمی کی صبا ہو نکی رسائی مین
روکے رہے ہم دل کو شبہائے جدائی مین

عاشق کی طرح عاجز عالم مین نہین پایا
مغرور نہین دیکھا اوس بت سا جدائی مین

غصے مین وہ کہہ جاتے تھے جب عجب کہین مجھ سے
مطلب کے تھے سو پہلو اس ایک کہا مین

عاشق کو سمجھتے ہین کیا آپ نظر بایا
نیلا سا جو اک ڈورا باندہا ہی کلائی مین

ہم کس سے کرین شکوہ خود کہتی ہی جب مستی
برسون کا توقف ہی نالون کی رسائی مین

اپس مین چھڑ لینگے ہم تم ہی جو کچھ ہوگا
کچھ دخل نہ دے دشمن آنکھون کی لڑائی مین

ہم چیخ سے طالب ہین کب بے خبری مے کے
تقدیر چمک جاتی شبہائے جدائی مین

لو وصف سنو ہمسے تم برق تجلی کے
جالاک بنو گے خود کب ہو شرمائی مین

کہین صلح کی باتین سب کر رکی کے تسمہ نے
تھوڑی سی کدورت بھی شامل ہی صفائی مین

بیتاب کچھ ایسا تھا سنتا ہی تھا میری
سمجھا گئے وہ دل کو اک شوخ ادائی مین

۲۰۰ | پھرتے ہین صدا کرتے اوس بت کی گلی مین ہم
شاہی کا مزہ پایا احسان گدائی مین | ۱۵

غیر پر ائی طبیعت یہ طبیعت کچھ نہین
ایسی چاہت کچھ نہین ایسی محبت کچھ نہین

عادت جور و ستم بالکل محبت کچھ نہین
ہمنے دیکھا ان جون مین ہی الحقیقت کچھ نہین

لاکھ دل ہون مین فدا کرنے کو تم پر مستعد
ایک بوسہ بھی نہ دو تم ایسی ہمت کچھ نہین

کس سے یہ انداز نے لطفی کے سیکھے کیا ہوا
کہتی ہین آنکھین تری ہی حکم مروت کچھ نہین

کس نے تکلیفین اوٹھائین کس نے رنج و غم سہے
اس اطاعت پر بھی کہو تم محو محبت کچھ نہین

ترتین عشاق کی کہتی ہین کیا سن اے فلک
فتنۂ رفتار کے آگے قیامت کچھ نہین

قابل داد آپنے انصاف یہ اچھا کیا
غیر کے ارمان سب کچھ میری حسرت کچھ نہین

مہگسارون مین محبت اور ہی عالم مین ہین
آجکل زاہد سے تبہی صاحب سلامت کچھ نہین

ہائے کیون نکلا ہمارے مُنہ سے دشمن کا گلہ
کہدیا صاف اوس نے یہ تیری شکایت کچھ نہین

میرے دل کا آئنہ دیکھو نہ میرے سامنے
بندہ پرور کی یہ منہ دیکھی عنایت کچھ نہین

بیقراری ہی مین ہی کچھ لطف درد عشق کا
جو نہ دل مین چٹکیان لے وہ محبت کچھ نہین

ایک بوسے کی عوض دیتا ہون اپنا دل تمہین
ایسے اچھے مال کی سمجھو تو قیمت کچھ نہین

ای دل ناکام یہی تلخ کامی عشق کی
ہم نہ کہتے تھے کہ غم دنیا مین لذت کچھ نہین

اوسکی باتین وصل مین ہوتی ہین ناکامی سے جب
پوچھتا ہو تمین تو کہدیتی ہی قسمت کچھ نہین

جس سے اپنی دل لگی تھی وہ ہوا ہم سے جدا
رنج کا ہی سامنا احسان راحت کچھ نہین

۲۰۱ | ۱۱

لپٹے وہ ہمنے رشک مین سب دور ہو گئین
درخواستین وصال کی منظور ہو گئین

تقدیر جسر تون کی رہا جب اختیار
مٹجانے پر فراق مین مجبور ہو گئین

دل کو جلاتی ہین ترے کانون کی بجلیان
گویا چمک کے صاعقہ طور ہو گئین

اچھا ہوا جو مرے ظلمتکدے مین تم
لاکھون بلائین جمع تھین کافور ہو گئین

پایا ہمارے دل کو جو خدمتگذار حسن
اونکی ادائین اور بھی مغرور ہوگئین

ہم خوب جانتے ہین فروغ جمال کو
پریان تمہارے سامنے بے نور ہوگئین

کیون ہم نہ کہتے تھے تری آنکھین ہین پرفسون
چالاکیان نگاہ کی مشہور ہوگئین

کیا روز حشر جھومتا نکلا وہ مست ناز
حورین بھی دیکھ دیکھکے مسرور ہوگئین

تکلین نہ وصل مین بھی تمنائین وصل کی
آخر وہ حسرت دل مہجور ہوگئین

میرے سوال وصل پر اتنا ہی غور کیون
کیا شوخیان شباب مین کچھ دور ہوگئین

۲۰۲	احسان جز زرد دل ہوئی ایسی تپ فراق سب حسرتین وصال کی کافور ہوگئین	۱۳

شوق وصل دلربا جاتا نہین
ظلم تو یہ بھی کہا جاتا نہین

دل مین جب تم سے رہا جاتا نہین
پھر یہ کیون شوق حیا جاتا نہین

بیٹھکر پہلو مین تم سے کیا کہون
بیقراری سے اوٹھا جاتا نہین

یون تو تنہائی مین سو باتین ہین پر
اونکے منہ پر کچھ کہا جاتا نہین

کسقدر پر درد ہی قصہ مرا
دیکھلو مجھسے سنا جاتا نہین

پیار سے چھیڑو تو پھر کچھ لطف ہو
بنے ہنسی ہمسے ہنسا جاتا نہین

کہتی ہی یہ اوڑھنے چونکی سرک
ہمسے پردے مین چھپا جاتا نہین

وہ ستاتے ہین ستائین شوق سے
ایسی باتون پر لڑا جاتا نہین

عرض مطلب پر یہی رٹتی ہی زبان
کیا بتائین کیا کہا جاتا نہین

تم ملو دشمن سے مین ناخوش نہون
اک بھی صدمہ سہا جاتا نہین

آج کیا غصہ ہی جو کہتے ہین وہ
خاک مین تجھسے ملا جاتا نہین

	نا امیدی ہی اگر دل کو تو ہو		یون ہمارا آسرا جاتا نہین
۲۰۳	جو ستم کرتے ہین اب احسان وہ کیا کہین ہم کچھ کہا جاتا نہین		۱۵
	مضطرب کمبخت مطلب آشنا کہنے کو ہین		وہ جو کچھ کہتے کو ہین بالکل بجا کہنے کو ہین
	تجھکو خود تیری جفائین بیوفا کہنے کو ہین		ہم نہین اچھا کہین گے جو برا کہنے کو ہین
	شوق سے فرمائین جو کچھ دلربا کہنے کو ہین		اسقدر ہین بھی کہونگا بیخطا کہنے کو ہین
	رازداری کا وہ مجھسے عہد کیون لیتے ہین آج		بس یہی مرمٹون مین اور کیا کہنے کو ہین
	رنگ چہرہ کا بدلتا ہی جو وقت عرض حال		ہم زبان حال سے اک ماجرا کہنے کو ہین
	غیر کی محفل مین مجھکو دیکھکر بولا وہ شوخ		کیا یہان بھی آپ کوئی مدعا کہنے کو ہین
	جب یہی ٹھہری ہی الفت مین تو پھر شکوہ ہی کیا		مین برا سننے کو ہون اور وہ برا کہنے کو ہین
	سامنے جانیکا موقع ڈھونڈتے ہین روز حشر		آج دا ور سے خدا جانے وہ کیا کہنے کو ہین
	کچھ مرے دل کی محبت کا نہین ہی اعتبار		وہ اس آئینے کو صورت آشنا کہنے کو ہین
	حضرت دل سے تو کرلین مشورہ جلدی ہی کیا		بیوفا ہی ہی وہ جسکو بیوفا کہنے کو ہین
	شرم دے خالق مرے لے کو میرے بخت کو		وہ یہی دو ہین جنہین وفا سا کہنے کو ہین
	میرے جن شکوون کو سنکر گالیان دیتے تھے تم		حضرت دل کچھ وہی روز جزا کہنے کو ہین
	مطلب اپنا اونسے کہدیگے یہ دھوکا کرکے آج		آپ سن لین ہم عدو کا مدعا کہنے کو ہین
	بیقراری آپ جو بڑہجائے تو کچھ پروا نہین		وہ مرے دل کی تڑپ پر مرحبا کہنے کو ہین
۲۰۴	خوف رسوائی سے وہ احسان آئین گے یہان اسلیے ہم عشق اپنا جانبجا کہتے کو ہین		۱۱

نہ مٹاؤ مجھے تم گو خفقانی ہون مین
قدرتِ خالقِ عالم کی نشانی ہون مین

یار کا دستِ تمنا نے اوبھارا سینہ
خوبرویون کے لیے عہد جوانی ہون مین

پیلے تھوڑی سی تو خوش ہوگا بہت اے ناصح
مئی یہ کہتی ہی کہ انگور کا پانی ہون مین

تیری تصویر کو کھینچا ہی تصور نے مرے
اب یہ نازی ہی اوسکو ہی کہ مانی ہون مین

نگہِ ناز سے اللہ بچائے رکھے
دل سے کہتی ہی تری دشمنِ جانی ہون مین

داغ جو دل مین اوبھرتا ہی وہ کہتا ہی یہی
نہ مٹوں گا کبھی اک بت کی نشانی ہون مین

مجھسے کہتا ہو آیا مئی الفت کا خمار
نہ سما سکے کبھی سر کی گرانی ہون مین

اوٹھے جوبن کا اشارہ ہی ہمارے دل سے
دیکھ کم بخت کہ آثار جوانی ہون مین

تمکو ترکِ ستم و جور جو منظور نہین
صاف کہدے نہین کیون ظلم کا بانی ہون مین

شام ہی سے ہی شبِ وصل کا مجھپر یہ کرم
آج آرام سے سوؤنگا کہ سہانی ہون مین

۲۰۵
عجز سے ہوگئی احسان بہت قدرِ سخن
اسلیے معترفِ ہیچمدانی ہون مین
۱۳

اب ساتھ نہین چھوڑتے ہشیار ہمارے
وہ میری برابر صفِ محشر مین کھڑے ہین

بازی کے نہین شرط سے لڑا کا وہ بھرے ہین
جب آنکھ لڑی صلح تو پھر لیکے لڑے ہین

آؤ تو ہم اونکو شبِ وصل نکالین
ارمان کئی خاطرِ مضطر مین پڑے ہین

عشاق کی حسرت کوئی دیکھے تو بہر دم
آگے تری تصویر کے خاموش کھڑے ہین

بیچارونکو ملتے نہین تسکین کے پہلو
دونون جگر و دل ترے کم بخت بڑے ہین

ہاتھ آگئے شاید دلِ خون گشتہ کے ٹکڑے
دو پارہ لعل اونکی انکوٹھی مین جڑے ہین

پیاسا ہی تو اے شیخ ادھر آکہ پلا دین
یہ مئی کی سبو چے نہین پانی کے گھڑے ہین

کشتون کو دیا اپنے ہی کوچے مین ٹھکانا — مقتول جفا یار کے جنت مین گڑے ہین
رہتے نہین ملتا کہ جو در تک ہو رسائی — ٹلتے نہین فتنے ترے کوچے مین اڑے ہین
وہ ہجر کی شب آ کے یہ ہمکا گئے مجھکو — فریاد نکر ہم ستم ایجاد بڑے ہین
مشتاق خلش پا کے تجھے دشت جنون مین — کس شوق سے کانٹے مرے تلوؤن مین گڑے ہین
بیموجب دیا جب مجھے الزام تغافل — بیمار ترے اپنی طبیعت سے لڑے ہین

۲۰۶ | احسان ہو افتادگی عشق کا احسان — کس شوق سے ہم کوچۂ قاتل مین پڑے ہین | ۱۳

ہمارے سر کو وہ ٹھوکر لگائے جاتے ہین — بڑے نصیب مقدر کے پائے جاتے ہین
خبر ملی ہی جو ہمکو وہ آئے جاتے ہین — کچھ اور حوصلے دل کے بڑہائے جاتے ہین
خدا کے سامنے جانے کا وقت آ پہونچا — مگر وہ مجھکو ابھی تک ستائے جاتے ہین
جگر کا درد جدائی کا رنج دل کی تڑپ — کوئی سنے نہ سنے ہم سنائے جاتے ہین
شب وصال مین تا صبح دیکھیے کیا ہو — وہ روٹھتے ہین ہم اونکو منائے جاتے ہین
ملا یا خاک مین جو دل کہین ملا اونکو — مٹے ہوؤن کو ٹھکانے لگائے جاتے ہین
نہ جائین یار کی محفل مین ہم تو غم کیا ہو — ستم تو یہ ہی ٹھکرا اوٹھائے جاتے ہین
ہزارون داغ دیے ہین دل تمکش کو — وہ اپنے ظلم کے سکے بٹھائے جاتے ہین
یقین ہی نہین اونکو مری تباہی کا — مجھے لگا کے گلے بات بنائے جاتے ہین
سمان یہ دید کے قابل ہی وقت رخصت کا — کہ صبح وصل وہ آنکھین چرائے جاتے ہین
اب آج حضرت واعظ کو کہیر لو مستو — وہ کیا بغل مین صراحی دبائے جاتے ہین
دل و جگر سے مکدر ہی کچھ طبیعت یار — غریب خاک مین ناحق ملائے جاتے ہین

۲۰۷	ملے ہین راہ مین احسان پوچھ لو بڑھکر کہان کو آج وہ دامن اوٹھائے جاتے ہین	۱۱

یار نے تیغ جفا سے جو قلم کی گردن
کچھ اسی کام مین آنے کے لیے تھی گردن

وصل کی شب مین ٹہی اونکی نجالت ایسی
ہمنے جب آنکھ ملائی تو جھکائی گردن

ورق گل سے ہین نازک لب رنگین تیرے
اور چہرہ ہی کتابی تو بیاضی گردن

محفل مے مین جو وہ مست ادا آ بیٹھا
شرم سے بھر نہ صراحی نے اوٹھائی گردن

ڈالدین ہم نے سر بزم گلے مین بانہین
پیار کی معلوم ہوئی ہمکو جو نکی گردن

ہمنے قاتل سے بھی کس وقت لڑائین آنکھین
ذبح ہوتے تھے تہ تیغ ستم تھی گردن

دیکھتے ہی نہین ہم گردن مینا کی طرف
پھر رہی ہی جو نگاہون مین صراحی گردن

لینے والا ہون لپٹ کر مین دہن کی بوسہ
آج وہ منہ سے نہ کچھ کہتے نہ ہٹاتی گردن

تم نہ آئے کبھی بالین مریض غم پر
ورنہ یون تکیے سے ہرگز نہ ہٹاتی گردن

ہم سے مستون سے پوچھے تری تعریف کوئی
انکا اگر ساغر مے ہی تو صراحی گردن

۲۰۸	چمک گیا آج مری زیست کا جھگڑا احسان للہ الحمد کہ قاتل نے اوڑادی گردن	۱۱

دل جسنے دیا تمکو وہ نادان نہین ہین
مجبور بلا دست پشیمان نہین ہین

اوسن بت کی محبت مین سبھی ہوگئے کافر
کہنے کے لیے ایک مسلمان نہین ہین

جی چاہتا ہی چومہ لون تعظیم سے اوٹھکر
چہرہ جو ترا کہتا ہی قرآن نہین ہین

کس نے یہ کہا تم سے کہ بکھرا کرو نہ زلفین
آشفتہ نہو تم کہ پریشان نہین ہین

کہتی ہین تمنائین نکلکر مرے دل سے
جو دل مین بھر آئین گے وہ ارمان نہین ہین

خاموش کھڑے رہتے ہین اس شوخ کے آگے
آئینۂ رخسار کے حیران ہمین ہین

اندوہ و غم و یاس کو اب لمبی جگہ دون
آئے ہین یہ کہکر ترے مہمان ہمین ہین

کہتے ہین وہ در چھوڑ کے تم گھر مین نہ آنا
معلوم یہ ہوتا ہی کہ دربان ہمین ہین

بیداد کے قابل ہی ٹھہرائے گئے ہم
کرتے ہین وہ ظلم اور پشیمان ہمین ہین

وہ کس کی خبر پاکے نکل آئے ہین گھر سے
دشمن تو ابھی زیر ہی بیجان ہمین ہین

۲۰۹ | تم جسکی طبیعت کی کیا کرتے ہو تعریف | ۱۴
لو دیکھلو اب آج وہ احسان ہمین ہین

ہوا ہون آپ سے باہر نگاہ اول مین
یہی ادا ہی غضب کی تمہاری چال مین ہی

دعائین کرتا ہون یار نہ کہلکے گرنے پائے
کسی نے باندہ لیا ہی جو دلکو انچل مین

ہوا پسند اونہین ہی سوا دانۂ شوق
ملا دیا تھا دل سوختہ جو کاجل مین

مٹا لیتے جاتے ہین جب وہ کسیکی تربت کو
پکارتے ہین یہ فتنے کہ ہم ہین جہانگل مین

شہید ناز ہون اوٹھونگا خوبگان دہر کے
بہلے کو دفن کیا دوستون نے منقل مین

جنون قیس زمانے سے کیا نرالا تھا
کہو تو بیٹھ رہین ہم بھی جاکے جنگل مین

یہ آرزو ہی کہ نکلین جو بل مقدر کے
رہین وہ جاکے ترے گیسوے مسلسل مین

دل رقیب کا پورا یقین ہی ہم کو
یہ کیا بندہا ہی تمہارے گلے کی ہنسلی مین

وہان کے جھگڑے ہین جنتے نہین نہ طی ہو جان
سنین گے کسکی وہ روز جزا کی مجال مین

الجھ گئے مرے دامن سے دشت کے کانٹے
قدم اوٹھاتے ہی رکا گیا ہون جنگل مین

قیام دختر رز کی جگہ خراب نہ ہو
ہمارے دل مین چھپے یا رہے وہ بوتل مین

عدو کو تم کہو اچھا مگر یہی نہ کہو
محل عذر نہین تجکو قول فیصل مین

بہار لوٹ پڑی یار کی جوانی پر		بڑے مزے کی ہی اک لونڈی اوٹھتی کومل ہین

۲۱۰	علاج خوب کیا درد سر کا ای احسان عرق جبین صنم کا ملا کے صندل مین	۱۱

گھر مین وہ آئے ہوئے بیٹھے ہین		دور شرمائے ہوئے بیٹھے ہین
خوش نصیبی مرے ارمانون کی		دل مین وہ آئے ہوئے بیٹھے ہین
ایک بوسے کو ترے آگے ہم		کیا ہی للچائے ہوئے بیٹھے ہین
مین نے کی ہی جو کمر کی تعریف		آج بل کھائے ہوئے بیٹھے ہین
بزم جانان مین طبیعت کی طرح		آج ہم آئے ہوئے بیٹھے ہین
بار بار اوٹھتے ہین وہ جانے کو		ایسے گھبرائے ہوئے بیٹھے ہین
بیقراری کا اوٹھایا ہی مزہ		دل کو تڑپائے ہوئے بیٹھے ہین
پھر دکھا دو ہمین جلوہ رخ کا		ہوش مین آئے ہوئے بیٹھے ہین
کیا مرے پھول نہین سونگھ لیے		کیون وہ کملائے ہوئے بیٹھے ہین
ہنسنے کھینچی ہین شرر بار اہین		آگ بھڑکائے ہوئے بیٹھے ہین

۲۱۱	اونکی محفل سے اوٹھواب احسان مدعی آئے ہوئے بیٹھے ہین	۱۱

کہتے ہین مجھسے وہ تجھے شیدا ہی کیون کہین		جیسا ترا خیال ہی ویسا ہی کیون کہین
جلوہ دکھائیے ارنی کو ہین سیکڑون		تخصیص کیا ہی حضرت موسی ہی کیون کہین
ذکر عدو کو چھیڑ کے سنوائین گا لیان		موقع نہو تو حال ہم اپنا ہی کیون کہین
ایفائے وعدہ اونسے جو ہوتا نہین نہ ہو		میرے سوال وصل پہ اچھا ہی کیون کہین

ممکن ہی درد عشق ہو یا صدمۂ فراق
دل کی تڑپ کو جوشِ تمنا ہی کیون کہین

بسمل کیا ہی ناز تبسم نے لاکھ بار
جان بخشن ہی ہین تب مسیحا ہی کیون کہین

گو ایک سے ہی ایک زیادہ جہان مین
لیکن کسی حسین کو تجھسا ہی کیون کہین

ای دل تو یار کا ہی طرفدار ہی اگر
پھر بار بار ہم تجھے اپنا ہی کیون کہین

کیا دیکھنا نہین کوئی گھبرا کے ہی نہین
حیرت زدہ کو محوِ تماشا ہی کیون کہین

بلوا کے مدعی کو کبھی پوچھ لیجیے
خود اپنا حال آپکے شیدا ہی کیون کہین

۲۱۲	احسان اچھے اچھے خطاب اور بھی ہین وہ مجھکو نامراد کہ رسوا ہی کیون کہین	۱۵

اینڈتے جھومتے مست وقت حضور آتے ہین
نشۂ شوق کے آنکھون مین سرور آتے ہین

ہاتھ باندھے ہوئے ہم تیرے حضور آتے ہین
دیکھ یون معترفِ جرم و قصور آتے ہین

چھپ نہ رہنا کہین موسیٰ کو دکھا کر جلوہ
ہم بھی اے برقِ تجلی سرِ طور آتے ہین

خاک اوڑانا ہی تڑپنا ہی لہو رونا ہی
روز درپیش ہمین ایسے امور آتے ہین

اور کیا کام ترے کوچے مین جانباز ونکا
جان دینے کو تری جان سے دور آتے ہین

کوئی زاہد سے یہ کہدے کہ سمجھکر بحثے
کبریائی کے مرے بت کو غرور آتے ہین

دیکھ بربادیِ عاشق کی یہی ہی صورت
خاک اوڑاتے ہوئے ہم تیرے حضور آتے ہین

واہ کیا غیر کی تعریف سنائی ہم کو
ایسے ہی آپکی محفل مین غیور آتے ہین

کیون ہوئی مجمعِ زہاد کو ساقی کی تلاش
سوئے میخانہ کہان طالبِ حور آتے ہین

دیکھنا چاہتے ہین جب مری بیتابی کو
دو گھڑی کے لیے پھر تو وہ ٹھہر آتے ہین

مجھسے خلوت مین بھی رہتی ہی یہ تکرار انکی
کیا سمجھکر تری بیت مین فتور آتے ہین

بادہ خواران محبت کا خدا ہی ساقی
خلد سے ساغر صہبا طہور آتے ہین

کس قدر مجھکو قفس مین ہی سیر کا ملال
پوچھنے کے لیے گلشن سے طیور آتے ہین

کیا فرید اور شب وصل کی ہی کیفیت
بے پیئے شام ہی سے مجھکو سرور آتے ہین

۲۱۳ | یہ نصیحت فلک پیر کی سن کچھ احسان خاک ہو جائینگے وہ جن کو غرور آتے ہین | ۱۵

وہ آنکھ جھکائے نہین بیباک بہت ہین
دل ہی کو اور لیتے ہین چالاک بہت ہین

تم کچھ بھی نہ افسوس کرو دلکی ہر اک پر
دنیا کے لیے دیدۂ نمناک بہت ہین

ہم ملک عدم مین بھی رہینگے نہ اکیلے
سوتے ہین کہ رہنے کو تہ خاک بہت ہین

مطلب وہ مجھ لیتے ہین میرے حال کو سنکر
مشہور یہی صاحب ادراک بہت ہین

گردش ہی مین رہتے ہین ترے چاہنے والے
الفت کے ستائے تہ افلاک بہت ہین

آجاؤ شب وعدہ نہ گھبراؤ ستم اتنا
دو چار ہی ارمان ہین کیا خاک بہت ہین

کوشش کرین ہم دل کی لگانیکی کہانتک
یہ شوخ ادائین تری چالاک بہت ہین

دیوانہ بنا رکھا ہو [illegible] کی کمالنے
شانے کی طرح خلق مین صد چاک بہت ہین

کچھ کہتے نہین سنتے ہین ہم عرض تمنا
ہمکو یہ خبر بھی کہ وہ بیباک بہت ہین

ہم جان گئے ہین دل لگانیکی تری سے
ای شوخ نگاہین تری سفاک بہت ہین

خالق سے دعا کر کہ سلامت رہین معشوق
غم تیرے لیے ای دل غمناک بہت ہین

ظالم کی لگاوٹ کو وہ سمجھے نہ ابھی تک
دونون جگر و دل مرے کا اک بہت ہین

تو مجھکو ستاتی ہی زمانیکی طرح نیکن
مٹنے کو تو ای گردش افلاک بہت ہین

اب دل ہی سلامت نہ رہیگا نہ جگر ہی
صدمے تری فرقت کے خطرناک بہت ہین

۲۱۴	احسان حسینون سے زمانہ نہین خالی کشتہ ہی جو ہونا ہی تو سفاک بہت ہین	۱۴

کسکی ہی حسرت وصال ہمین	آرزو کہتی ہی نکال ہمین
تارے گنتے ہی کٹتی ہی شب ہجر	خواب کا بھی نہین خیال ہمین
اونکا کے یہ ضعف کا ہی سلوک	بولنے کی نہین مجال ہمین
بخت ناشاد بھی تو ہی دشمن	کچھ تمہین سے نہین ملال ہمین
ناتوانی سے اہی نگاہ صنم	کرنے والے ہین شبنم نہال ہمین
آج مٹیہو لگا کے کان ذرا	تم سے کہنا ہی اپنا حال ہمین
اوسکی ٹھوکر جلائیگی کیونکر	انکیا جس نے پائمال ہمین
نیم بسمل نہ چھوڑ ای قاتل	ایک ہی دم سے مار ڈال ہمین
دل لگی کا ہی نتیجہ تھا	غصہ ہی اونکو انفعال ہمین
پیار سے تم لپٹ گئے کیا خوب	ملگئی لذت وصال ہمین
آنے والا ہی اسطرف کوئی	آج بھی ہی کچھ احتمال ہمین
خال عارض کے سامنے سے	نظر آتے ہین جال خال ہمین

۲۱۵	نہین آتا کوئی ہنر احسان بیکمالی مین ہی کمال ہمین	۱۷

اہل زمین مین شور ہمای فغان کے ہین	چلاتے ہین ستائے ہوئے آسمان کے ہین
تیور تمہارے آج نہایت ہی بانکے ہین	نکلے ہوئے ہین گھور کے ارادے کہان کے ہین
منہ پھیر کر کہین گے یہ سوز نہان کا حال	واقف ہمارے درد سے کہمارے زبان کے ہین

کہتے ہین مدعی سے سنا کچھ تو ہی ہمین
مشتاق اسقدر وہ مری داستان کے ہین

برہم ہوے جو آپ سوال وصال پر
ایسے بہت قصور ہماری زبان کے ہین

آئے ہین بیخبر مین جنت و دوزخ کا ذکر کیا
واعظ ہمین بتا یہ جہاں ہے کہان کے ہین

گھر بیٹھے کی ہے سیر دو عالم ہزار آے
نقشے ہمارے دل ہی مین دونون جہان کے ہین

تم اور ہم سے رہ کے بیٹھو شب وصال
سنیو یہ سب کہا ہوے آسمان کے ہین

جھوٹی قسم کا نام نہ لو پوجتے ہین ہم
سچے بھی کوئی قول تمہاری زبان کے ہین

آؤن ہین قتل گاہ مین یا جلوہ گاہ مین
ای یار دوہ مقام بھی امتحان کے ہین

ڈرتے نہین فلک سے بلا مین ہزار آئین
ہم رہنے والے کوچہ زلف بتان کے ہین

پہلو سے دل نکل کے بجا ہے ابھی کہین
پہلے تباہ ہمکو ارادے کہان کے ہین

بھیجو ہمارے پاس تم اپنے خیال کو
ہم مدعی تلافی درد نہان کے ہین

اوٹھکر ہزار بار کرونگا تلافی یار پر
اس ضعف مین یہ حوصلے مجھ ناتوان کے ہین

چالین فلک کی تہین کہان ای خرام
فتنے تیرے ضرور شریک آسمان کے ہین

سینہ پیا کے شرم سے خلوت مین بیٹھنا
تیرے مزاج مین یہ تکلف کہان کے ہین

احسان جنکو بادہ الفت کا ہی سرور
کچھ دل سے معتقد وہی پیر مغان کے ہین

ردیف واؤ

۲۱۶ — ۲۱

شرکت بزم کی ہو لاکھ اجازت ہمکو
دل یہ کہتا ہی نکلوائیگی حسرت ہمکو

بندہ گئی آسن پھر سنکر دم رخصت ہمکو
پھر بھی آئین گے اگر ہو گئی فرصت ہمکو

ای فلک تجھسے نہین اور تمنا کوئی
دیدے اک شب کیلئے غیر کی قسمت ہمکو

لاکھ حور و نعیم تمھین حشر مین پہچان گے
بھولنے کی نہین یہ نور کی صورت ہمکو

تنگ شوق نے کیا کیا نہ اوہا شب وصل
نہوئی آنکھ ملانے کی اجازت ہمکو

یار کے لطف و کرم کا بھی نہین کوئی حساب
سیکڑون گالیان ہوتی ہین عنایت ہمکو

اک نہ اک رنج دیے جاتا ہی ہر روز فلک
ہوئے جانے کہین غم کہانیکی عادت ہمکو

رنگ محفل وہ جماتے کہ اوکھڑتا نہ کبھی
تم نے آنے نہ دیا مثل طبیعت ہمکو

دم آخر کیطرح کیا کوئی ہچکی آئی
دل مین بیٹھی ہوئی روتی ہی جو حسرت ہمکو

دے چلے ہم وہی دل شوق بھرا تھا جسمین
دیکھلو اتنی ہی آنکھون کی مروّت ہمکو

اب کبھی سجدت عدو پر وہ کرین گے قربان
چھوڑ رکھا ہی اداؤن نے سلامت ہمکو

بیخودی مین نہین اُمید کہ یاد آئے کوئی
جب ٹھوکے بھی نہ دے وصل کی حسرت ہمکو

جمع ہوتے ہین جو میخانے مین پینے والے
یاد آجاتی ہی زاہد کی صحبت ہمکو

نزع کا وقت ہی جاتے ہو کہان بیٹھیے تو لو
آنکھ سے آنکھ ملانے دو بحسرت ہمکو

وصل مین اوسنے مرے دل نے یہ کہلوا ہی لیا
مان لین گے جو اوبہاریکی طبیعت ہمکو

کیا ہی یہ کیا خواب مین چٹکی لیکر
سونے دیتا نہین وہ دشمن راحت ہمکو

تیری ٹھوکر تری رفتار تری انکھیلی
کچھ انہین مین نظر آتی ہی قیامت ہمکو

فاتحہ تم سے پڑہا جائے نہین ہی یہ یقین
ہائے ناشاد ہی کہنا سر تربت ہمکو

ضعف سے راہ طلب مین جو گرے ہین تھک کر
شوق نے بڑھکے اوٹھایا ہی بدقت ہمکو

شام سے چرخ کی کرتے ہین جو شانہ شب ہجر
اثر آہ و فغان کی ہی ضرورت ہمکو

نگہ شوخ ہو یا نازِ تبسم احسان

۲۱۷	اِنہین دونونسے زیادہ ہی محبت ہم کو	۱۴
کیون کہین ہم کوئی تازہ ستم ایجاد کرو	مشورہ جس کا فلک سے ہو وہی بیداد کرو	
یہ مین کہتا نہین تم غیر کو ناشاد کرو	مجھکو بھی لطف ملے لطف سے بیداد کرو	
دل مرا ایک حسینون کی جفاؤن کا ہدف	اور تاکید یہ ہی پوچھ کے فریاد کرو	
بند ہی دل مین اک ارمان نکالو اوسکو	ہم جسے قید کرین تم اوسے آزاد کرو	
پرسش حال سے انداز تغافل اچھا	بھول جانیکے لیے کم نہ مجھے یاد کرو	
ہم سے کیا پوچھتے ہو کون سا کام اچھا ہی	ستم ایجاد بنے ہو ستم ایجاد کرو	
جی مین کیا سوچ رہے ہو مری تربت پر آکر	جس طرح چاہو مری خاک کو برباد کرو	
کیا گلہ کیجیے ایسے بت بے پروا کا	جو یہ کہتا ہو خدا سے مری فریاد کرو	
دیکھنا ہی یہ ہمین سیکھا ہی تمنے کیا کیا	لو رقیبونکی بتائی ہوئی بیداد کرو	
نزع مین آج عیادت کے بہانے وہ ہی	کہنے آئے ہین کہ پیمان وفا یاد کرو	
کیون یہ کہتے ہو کہ کل کہنے کیا وعدہ وصل	میری تکرار ہی کیا یاد کرو یاد کرو	
سختی نزع کی تکلیف سے غش آتا ہی	ہچکیان ہی کوئی آجائین جو تم یاد کرو	
بلبل لطف اوٹھاتا ہی جو فصل گل کا	پہلے تجھ فکر کر فنا ہی صیاد کرو	

۲۱۸	آپ مہمان ہوا وہ بت کافر احسان گھر مین بیٹھے ہوئے اب عیش خداداد کرو	۱۵
دل سے ملے کہ آنکھ سے وہ بیحجاب ہو	مطلب تو ایک ہی ہی کوئی کامیاب ہو	
مست شراب عشق ہو دل خون ہو جگر	وہ رہی خراب ہو گیا یہ بھی خراب ہو	
غصے مین بھی ہان ہی تمہارے کرم کی نشان	غیر و نکے بدلے آج مجھی پر عتاب ہو	

ای آسمان صدمۂ غربت ندے مجھے
مٹّی مری اوسیکی گلی مین خراب ہو

آیا ہی دیکھنے کو تماشا وہ شوخ چشم
یارب ٹھہر ٹھہر کے مجھے اضطراب ہو

کتنے ستم تمہارے ہین کتنا ہمارا صبر
آج آؤ کچھ ہمارے تمہارے حساب ہو

وعدہ کیا ہی یار نے آنے کا میرے گھر
مہمان آج آنکھو مین شب بھر جو آب ہو

پہلو سے میرے اوٹھکے نہ بیٹھین کہین وہ آج
ای آسمان اب نہ کوئی انقلاب ہو

پیدا ہوا ہی دل مین مرے درد آرزو
ایسا نہو یہی سبب اضطراب ہو

کہتے ہین ہاتھ اوٹھا کے یہ طالب وصال کے
ناکامیون کے ساتھ عدو کامیاب ہو

دل کو طریق عشق مین سمجھا رہے ہین ہم
کم بخت مانتا نہین جائے خراب ہو

مدّت کے بعد جلوہ گہ دل مین آئے تم
اتنو ذرا خدا کے لیے بے حجاب ہو

تسکین کیون نہ دل مضطر کو ہو مین
امید بھی اگر نہ دم اضطراب ہو

جب دل ملین تو لطف ہی دونون کا ایک ہی
ارمان ہو مرا کہ تمہارا شباب ہو

۲۱۹ | کیا درد عشق سینے مین پھر اوٹھ کھڑا ہوا
احسان آج کس لیے بے قرار و تاب ہو | ۹

عدو سے وعدہ ہو ہم سے نہین ہو
ہمین مین ہو وفا کیا تم نہین ہو

قیامت کا زمانہ ہی بیت دور
ہمارا فیصلہ یارب نہین ہو

یہ کیا سینے کو توڑا دل کو چھیدا
وہی ناوک ہی جو پہلو نشین ہو

وہی ہم ہین وہی وعدہ وہی عیر
شب وصل آؤ گے کیونکر یقین ہو

خدا اے دو جہان دلشاد رکھے
ہمارے کوسنے والے تمہین ہو

طبیعت کی طرح آئے ہو دلمین
رہو تم خوش کہ اچھے نازنین ہو

حاشیہ الفضا ۱۳ ۹۳

نہ بگڑو عکس پر ہوگی لڑائی		اگر آئینہ ہی چین بر جبین ہو	
مرے دلمین رہے وہ یا جگر میں		ترا در دِ محبت ہو کہیں ہو	

۲۲۰	صحبد اہوتے ہو کیون احسان سے تم تمنائے دل اندوہگین ہو	۹

خواہشِ وصل نے دیوانہ بنایا مجھکو — کس کا اوسہرا ہو جو بن نظر آیا مجھکو
زیرِ دیوارِ صنم رتبۂ عاشق بنتی — ای فلک تو نے ٹہکانے نہ لگایا مجھکو
رشکِ دشمن کے سوا صدمۂ فرقت بھی ملا — حضرتِ عشق نے رہ رہ کے ستایا مجھکو
کیا ہی پچھتایا ہوں میں آپ سے باہر ہو کر — گھر میں آکے وہ شبِ وعدہ نہ پایا مجھکو
گرمیِ بزم نہو جب تک کوئی کب پتا ہی — لیکے دل یار نے پہلو میں بٹہایا مجھکو
خواب میں آکے وہ اکثر یہ کہا کرتے ہیں — تو نے دل کہو کے بھی کمبخت نہ پایا مجھکو
پوچھتی ہی مری اُمید کروں کیا ظاہر — کسلیے یار نے خلوت میں بٹہایا مجھکو
چشمِ خوابیدۂ جانان کا تصور آیا — سوتے فتنے نے شبِ ہجر جگایا مجھکو

۲۲۱	نظرِ لطف میں جادو کا اثر ہی احسان یار کی آنکھ نے دیوانہ بنایا مجھکو	۱۱

چٹکیان لیکے اوٹہایا سرِ محفل مجھکو — پھر میں آپا سی ہاتھ مرا دل مجھکو
جو خوشی باعثِ اندوہ ہو میسّر ہو ہی — زخم کی طرح ہنسا دے مرا قاتل مجھکو
اور بھی شوخ بنا دیگا تمہیں کمبخت — دیتے جاؤ مرا ارمان بہرا دل مجھکو
رنگِ گل صحنِ چمن تانسے یہ کہکر نکلا — لے اوڑا بو کیطرح شورِ عنادل مجھکو
وائے تقدیر تمام اوٹھ کے ہو غیر دنسے — بیٹھنے کو نہ ملے گوشۂ محفل مجھکو

یاد رکھو کہ زمانے مین کریگی رسوا
الفتِ غیر تمہین آرزوئے دل مجھکو

مرحبا کہکے اوٹھاؤ نگا حسینونکے ستم
کوئی سمجھے تو سہی شکر کے قابل مجھکو

ایک کہتا جو تمہاری ہی تو اک میری ہی
کاش مل جاتے اِسی کام کے دو دل مجھکو

مجھسے ملتے ہوئے جاتے ہین عدو کے گھر وہ
قسمتِ غیر مین کر لیتے ہین شامل مجھکو

خاکِ مجنون سے ابھی تک یہ صدا آتی ہی
اِک نظر دیکھ لے او صاحبِ محمل مجھکو

۲۲۲ | گردشِ بخت کا یہ سب ہی سلوک ہی احسان | ۱۳
جستجو سے نہ ملی بارکی منزل مجھکو

ضبط کرنے مین جو لطفِ غمِ پنہان ہی نہو
پھر ہو ایسے ستم کا کوئی خواہان ہی نہو

دیکھکر آنکھین حسینون سے لڑانا ایدل
کچھ شوخ کی جانب صفِ مژگان بھی نہو

اسطرح کہنا مری حالتِ دل اتفاقصد
بات ہی کوئی نہ بگڑے وہ پریشان ہی نہو

میرے گھر مین شبِ وعدہ بھی نہ آنا کیا خوب
ای فلک تیری خوشی ہی کہ وہ مہمان بھی نہو

شرم سے سر نہ اوٹھا صبح تک اونکا شبِ وصل
چھیڑنے سے کوئی اسطرح پشیمان بھی نہو

کیا ستم ہی کہ عدو وصل سے دلشاد ہین
وہ دلِ آزار مرے حال کا پرسان بھی نہو

شیخ جی کہتے پھرے نشے مین پی لی ہمنے
راست باز ایسا کوئی مردِ مسلمان بھی نہو

ہائے کچھ جذبہ ہی اس شوخی و بیرحمی کی
وہ مجھے قتل کرے اور پشیمان بھی نہو

اوٹھکے گھیسے سے صنم خانے مین ہم جا بیٹھے
تجھسا اوبت کوئی غارتگرِ ایمان بھی نہو

آج کیا ہی کہ وہ خود دیکھے ہین خالی پاکر
وہ بھی دل جسمین کوئی وصل کا ارمان بھی نہو

جلوۂ یار دکھائے مجھے یون بیخودی
ایک صورت سے عیان بھی ہو نہان بھی نہو

شرم ایسی کہ شبِ وعدہ بھی آنے کے نہین
سچے وہ ایسے کہ جھوٹا کوئی پیمان بھی نہو

۲۲۳	اونسے یہ وعدہ لو احسان جس طرح مجھسے نہیں ہیں اونہیں ہاں بھی نہیں	۱۱

یون بھی لگاؤ شوق مری تاسا نہو
پردے ہی مین وہ تڑپین اگر سامنا نہو

لپٹائین گدگدائین بلائین لین بائیں
وہ بیحجاب ہون تو شب وصل کیا نہو

سب کے لیے زمانے مین ہون بین دعا خیر
کیونکر کہون عدو کا برا ہو بھلا نہو

کیون مجھسے ذکر کرتے ہو غیر اے صنم
کیا چاہتے ہو آج ہی وعدہ وفا نہو

یا نہی ہی شرط حشر کی نالون مین رخنہ سے
فرقت کی رات بھی کہین روز جزا نہو

آنکھین ہماری جوہر آئینہ بنگئین
اب تو کہو کسی سے مرا سامنا نہو

بیٹھے ہو کیون چھپے ہوے بزم عدو مین
نالہ غریب تمکو کہین ڈھونڈھتا نہو

نشتر کیطرح چبھتی ہو رہ رہ کے کوئی چیز
دل مین تصور مژۂ دلربا نہ ہو

اونکو شب وصال بھی گھیرا ہی شرم نے
کہتے ہین بار بار کوئی دیکھتا نہو

میری تمہاری بات مین اور لوگ دخل کیا
دیکھو شب وصال مین مانع حیا نہو

۲۲۴	احسان آئے وہ مرے گھر پر عدو کے ساتھ مقبول اس طرح بھی کسیکی دعا نہو	۱۳

اچھا ہی اک نہ مانہ بتون پر نثار ہو
انکو کسیکے مرنے کا تو اعتبار ہو

کہتے ہین وہ بتاؤ تو کیون بیقرار ہو
کیا چاہتے کہ تم امیدوار ہو

کیا جانے عمر بھر جو رہے مبتلائے ہجر
ممکن نہ دو گھڑی ہی بھی اسے وصل یار ہو

مر جائین ہم تڑپ کے تو نکلے فراق مین
یہ بھی اگر مشیت پروردگار ہو

وعدہ کی شب ہے اپنے تصور کو بھیجدو
آؤ خیال ہی مین نہ بوس و کنار ہو

بیتاب دیکھکر مجھے کہنے لگا کوئی
مرجائے وہ جو وصل کا اُمیدوار ہو

خلوت مین خوب غیر سے ہنس بول لیجیے
اوٹھ جائین ہم یہاں اگر ناگوار ہو

اللہ رے حوصلے کہ یہ گھٹتی ہی آرزو
سینے سے اوسکے ٹہلے ہمارا اوبھار ہو

تڑپا دیا کبھی کبھی چٹکی سے مل دیا
مجبور کس کا دل ہو کسے اختیار ہو

تم ہنسکے دیکھ لو مجھے ترچھی نگاہ سے
حسرت فدا ہو دل کی تمنا نثار ہو

حسرت بھری نگاہ مین تاثیر ہی نہین
ورنہ ہمارے سامنے تم لاکھ بار ہو

کیا پردۂ حیا مین ہی اوس شوخ کی نگاہ
چلتی چھری وہی ہی جو سینے کے پار ہو

۲۲۵ | احسان آجکل ہی یہ مصرع زبان پر
میری طرح کوئی نہ غریب الدیار ہو | ۱۱

تم غیر کے کہنے سے مجھے خوب ستالو
لیکن کوئی تسکین کا پہلو تو نکالو

بیفائی مین پھرنے کو کدھر جاتے ہو نالو
ملتے نہین وہ مجھکو تمھین ڈھونڈھ نکالو

تیر نگہ ناز جو آتا ہی کسیدن
دل کھتا ہی مہمان کو پہلو مین بٹھالو

شرم آتی ہی تمکو مرے گھر مین بھی تب وصل
بڑھ آؤ ادھر منھ مرے دامن سے چھپالو

غم تیرا نہ نکلے جو یہی اوسکی خوشی ہی
حسرت تو یہ کھتی ہی مجھے دل سے نکالو

ایذا خلش خار کی جب اوٹھ نہین سکتی
تم دشت مین کیون چھوڑ کے تلوے نہین چھالو

منھ اپنا چھپا کر کوئی کھتا ہی سب وصل
لو ہوش مین آجاؤ طبیعت کو سنبھالو

خود تمنے مرے دل کو ہزارون مین چنا ہی
اب بھی ہو اگر شبہ تو دشمن کو دکھالو

بیہوش ہوا ایسے کہ سنبھلے نہین بتا
کیا دیکھ لیا تم نے کہو دیکھنے والو

ملتا نہین جب یار تو کھتی ہی یہ حسرت
بیتاب نہ ہونا مجھے چھاتی سے لگالو

۲۲۶	احسان کو دیوانہ نہ سمجھو وہ ولی ہی اخلاص سے ملتے رہو تم اوس کی دعا لو	۱۰

درد و اندوہ سے ہونے تو دین یکسو دلکو
مل ہی جائیگا کبھی یار کا پہلو دلکو

اور کو راستہ ظلمات کا معلوم نہیں
خضر بتلا دین رہ کوچۂ یکسو دل کو

صبر و آرام دبہ راتے ہین نکلجانے پر
درد گھڑی کے لیے دیدیجیے قابو دل کو

تیری ہی آرزوے وصل کا ہی وہ مسکن
ہم کہے دیتے ہین برباد نکر تو دل کو

تیری آنکھونکے کرشمے ہین نہاں پیکر دلکشر
اپنا کر لیتے ہین اکثر یہی جادو دل کو

خواہش وصل کبھی آرزوے قتل کبھی
ہونے دیتی نہین قسمت مری یکسو دل کو

اڑ گیا یار کی جتون سے ذرا ہی نہ ڈرا
لاکھ دہمکاتی رہی خنجش ابرو دل کو

وہ ہی ساتھ انکے گرے آنکھ سے مانند شرک
اپنے ہمراہ لگا لائین جو آنسو دل کو

حسرتین اسمین اور نہین کی ہین اور نہین کچھ ارمان
دیکھتے کیا ہین کسی دن سے پریرو دل کو

۲۲۷	درد کم بخت نے بیتاب ہی رکھا احسان نہ ملا عشق مین آرام کا پہلو دل کو	۱۲

تمنونکے سوا جاکے وہان پائیگی کسکو
کوچے سے ترے آہ لگا لائیگی کس کو

پہلو مین مرے دل ہی نہ سینے مین جگر ہی
یہ شوخ لگا ہی تری پائیگی کسکو

ای یاد صنم آپ سے باہر تو نہو نہین
تو جاکے پھریگی تو یہان پائیگی کسکو

دونون جگر و دل مرے چلنے کو ہین تیار
پوچھون گی پھر یار سے لیجائیگی کسکو

مر جاؤن مگر یہ نہ کبھون یہ نہو گا
تم آ نہین سکتے تو اجل آئیگی کسکو

رہنے دے ستمگر دلکی لگی کو تری حسرت
جب آگ نہو گی تو وہ بھڑکائیگی کسکو

افسوس مری خاک لحد بھی نہین باقی
اب ناز سے ٹھوکر تری ٹھہرائیگی کسکو

کیا دلکو سجایا ہی مری حسرت دل نے
اس گھر مین خدا جانے وہ ٹھہرائیگی کسکو

تم کچھ نہین کہتے ہو تو آنکھین ہی بتا دین
جب وصل کی شب ہوگی تو شرمائیگی کسکو

وہ غیر کی سنتے ہین کسیکی نہین سنتے
افسوس تمنا مری سمجھائیگی کسکو

ادھر ہے ہوئے جوبن کے ہین مشتاق ہزارون
ای یار یہ دولت تری ہاتھ آئیگی کسکو

۲۲۸ | گو غیر ہی کو بزم مین کو سا ہی کسی نے | ۹
احسان سوا میرے اجل آئیگی کسکو

تڑپ تڑپ کے مجھے تم ہلاک ہونے دو
غبار رکھتے ہو دامن پہ خاک ہونے دو

دکھاؤ آنکھ نہ تدبیر وصل کرنے پر
بُرا ہی کیا ہی ذرا جہانناک ہونے دو

دکھاؤ نگاہین تماشا کبھی تڑپنے کا
ابھی کچھ اور مجھے دردناک ہونے دو

دل و جگر کو اسیوقت دیکھ لینا تم
ذرا سا صبر کرو سینہ چاک ہونے دو

ہمارے دل کی طرف سے پھرا تے ہو آنکھین
لو نہ تم تو انہین مین نپاک ہونے دو

ابھی ہوگے تم روز حشر سے بیخوف
ہمارے خون سے دامن پاک ہونے دو

تمہاری تیغ ادا کے یہ دو نو ہین بسمل
دل و جگر مین ہوا ہے کیا ہلاک ہونے دو

اوٹھاؤ اپنی گلی سے نہ مٹنے والے کو
اوسے تو خاک مین پہلے ذرا خاک ہونے دو

۲۲۹ | بنا ہی لینگے شب وصل بیحجاب احسان | ۱۷
نگاہ یار جو ہوشہ مناک ہونے دو

دشمن تو کیا فلک بھی ہمارا عدو نہو
اپنے ہین سب اگر تو ہی بیگانہ خو نہو

اس ناز پر بھی تجھ مین لگاوٹ کی خو نہو
دل کا مزہ ہی خاک جو پہلو مین لو نہو

اظہارِ شوق و تذکرۂ آرزو نہ ہو
پھر کیا کہین جو تم سے بھی گفتگو نہو

قاتل سے دل لگی نہ کبھی کی یہ خوف تھا
ہنسنا ہمارا خندۂ زخمِ گلو نہو

محرومِ دید مجھسا خدائی مین کون ہی
آئینہ بھی بنون تو وہ ہت روبرو نہو

تاکید شام ہی سے ہی اونکی شبِ وصال
بیموقع آج ہم سے کوئی گفتگو نہو

کانٹا سی میرے دلمین کھٹکتی ہی کوئی چیز
ای رشکِ گل کہین یہ تری آرزو نہو

چھیڑا ہی جب کبھی تو وہ بولے ہنسکے تب
او بے ادب کسی مین یہ تیری سی خو نہو

منہدی کبھی رچے نہ حسینونکے ہاتھ مین
شامل اگر حنا مین ہمارا لہو نہو

دلکے سوا وہ آنکھ مین رہتے نہین کبھی
اتنا حجاب ہی کہ کوئی روبرو نہو

کہتا ہی دل خیال سے اونکے شبِ فراق
کیونکر نہین ہو صبر جو ہم بزم تو نہو

تیری گلی سے ڈھونڈھ نکالینگے آپ ہم
تجھکو ہمارے دل کی نہین جستجو نہو

جو اشک چشمِ تر مین ہے سب خشک ہوگئے
ایسا بھی کوئی عشق مین بے آبرو نہو

کم بخت ہی کہو جو محبت سے تم نہین
پھر تو کبھی شکایتِ بختِ عدو نہو

منہ مین زبان لیکے یہ پوچھونگا وصل مین
کیون آج ہی حضور سے کچھ گفتگو نہو

ناوک کو دیکھ لیجیے دل سے نکال کر
لپٹی ہوئی غریب کوئی آرزو نہو

۲۳۰	احسان کیا تم ہی جو کہ جھیلا کیے وہ کہین ہان ہان رقیب ہو مری محفل مین لو نہو	۹

تم جو کہتے ہو کہ عاشق کو محبت کیون نہو
بندہ پرور ان لگا ہو نمین موت کیون نہو

لیگیا قاتل کے در تک مجھکو تڑپاتا ہوا
مرحبا صد مرحبا ای دردِ فرقت کیون نہو

میری ہی تقدیر مین تھی کیا شکستِ خاطری
پھوٹ جانے کے لیے دشمن کی قسمت کیون نہو

رشک کا صدمہ دل مضطر سے اوٹھ سکتا نہیں
تم جو غیر سے ملو ہم کو شکایت کیوں ہو

عشق کا دعوی ہی ہمکو حسن ہمکو غرور
کہنچ لو خنجر کسیدن قطع حجت کیوں نہو

میرے پہلو میں نہ بیٹھے منتوں سے بھی جو وہ
دل تڑپ کر بول اوٹھا او ہمدرد کیوں نہو

وصل کی شب بھی مکدر ہی طبیعت ہاری
خاک آلودہ ہمارے دلکی حسرت کیوں نہو

بس اسی بات پر ہم خاک میں ملنے لگے
تم زرا کہہ لو مرے دلمیں کدورت کیوں نہو

۲۳۱ | اپنی قسمت میں یونہیں احسان لکھتی تھی اجل | ۲۱
وہ سفر کو جائیں تو پھر جان بخشتا کیوں نہو

کون کہتا ہی نہیں تاب تکلم مجکو
منہ لگائے تو حسینو کا تبسم مجکو

کچھ اجازت دے اگر نازِ تبسم مجکو
غیر کے سامنے چھیڑوں میں تمہیں تم مجکو

حال پر غیر کے جس لطف سے پیار آتا ہی
تم دکھادو وہی انداز ترحم مجکو

کوئے جانان ہی میں ہر پھر کے ہمیں آخر
جسنے کہیں ہونے نہ دیا کم مجکو

جو وہ ساقی کی خبر ہی نہیں مجھے ای زاہد
ایک ساغر بھی جو مانگوں تو ملے خم مجکو

وصل کی رات بھی ہنس بول کے گزری کہی
آسرا دیگئے انداز تبسم مجکو

کہینچا حسرت دیدار یہانتک لائی
کیا قیامت ہی نہ محشر میں ملو تم مجکو

وصل دشمن کا رہا ذکر جو اونکے لب پر
گفتگو میں نہ ملا لطف تکلم مجکو

جانتے تھے جو ترا کشتہ انداز حرام
حشر کے فتنے اوٹھے کہتے ہوئے قم مجکو

بدگمانی سی رہا کرتی ہی دل سے ہر دم
ای صنم عشق ترا ہی کہ تو تم مجکو

مسکرانے سے کسیکے نہ رہے ہوش بجا
شعلہ طور ہوئی برق تبسم مجکو

حال دل پوچھتا ہی عالم حیرت میں اگر
کیوں نہ سمجھاتے نہیں انداز تکلم مجکو

آج میخانے میں ٹوٹے گی جو میری توبہ
لاکے ساقی نے بٹھایا ہی پس تم مجکو

جوشِ الفت ہی جو آیا تو یہ کہتا آیا
ڈوبنا ہو جسے وہ جان لے قلزم مجکو

چٹکیاں لینے کی عادت یہ رہیگی کبتک
دیکھلو آج ہی تڑپائے چلے تم مجکو

جنبشِ لب کا بہلا ہو کہ خبر دار کیا
ورنہ ملتی خبرِ نازِ تبسم مجکو

بیخودی کیوں نہ ہنسے جب فلک سے پوچھوں
کسکی افشان کا پتا دیتے ہیں انجم مجکو

سجدہ کرنے کو جھکوں کیا کہ شمشیرِ تبسم
خاکِ مقتل تو ملے بہر تیمم مجکو

اوسکی تصویر سے ہم سخنی کا اصرار
بیزبانوں سے بھی ہی شوق تکلم مجکو

گریۂ زخمِ جگر پر جو نہیں ہوگی ہنسی
ہنسنے دیگی نہ تری تیغِ تبسم مجکو

بیخودی میں بھی اب میری دعا ہی احسان
وہ بھی کہو جائے کہیں جنسے کیا کم مجکو

ردیف ہائے ہوز

۲۳۲ — ۱۱

لقب ہی شافعِ محشر تمہارا یا رسول اللہ
ہمیں بھی کام آگیا اچھا سہارا یا رسول اللہ

طلب کیا تو مجھے در پر خدارا یا رسول اللہ
جدائی اب نہیں دل کو گوارا یا رسول اللہ

تمہارے عشق میں دل کو قرار آتا نہیں ہم
مرے سینے میں بجلی ہی کہ یارا یا رسول اللہ

زہے عاجز نوازی ہر بشر کی دستگیری کی
مصیبت میں تمہیں ہم نے پکارا یا رسول اللہ

وہ عاشق ہو کہ راہِ شوق میں کچھ بھی نثار کرتا
اگر ہوتا مجھے کچھ بھی نثارا یا رسول اللہ

لبوں پر دم بدم اب یا محمد یا حبیبی ہی
ہوا رازِ محبت آشکارا یا رسول اللہ

تمہارے رتبۂ معراج کی یہ بات ثابت ہی
کوئی ایسا مقرب ہی نہ پیارا یا رسول اللہ

مدینے کی طرف تقدیر ہی جانے نہین دیتی
مرے دل نے بہت سمجھایا بہلایا رسول اللہ

شفیع المذنبین تمکو بنا کر اپنے بندون کو
دیا خود حق نے بخشش کا سہارا یا رسول اللہ

شرف ملجائے مجھکو غوث الاعظم کی غلامی کا
کہ وہ محبوب ہی پیارے کا پیارا یا رسول اللہ

۲۴۳ | بنا دینگے فرشتے حشر کے دن دیکھکر مجھکو
یہی احسان ہی عاشق تمہارا یا رسول اللہ | ۱۵

تی ہے برسات مین کی مین نے یہ کیسی توبہ
ایک دو دن ہی تو قائم نہ رہیگی توبہ

یار کو دیکھتے ہی توڑ دی کل کی توبہ
آج بدمست ہون ایسا کہ الٰہی توبہ

جب سے سو بار کبھی کی کبھی توڑی توبہ
کسقدر ہی متلوّن مری پہلی توبہ

یہ ہوا حضرت واعظ کی نصیحت کا اثر
توبہ کرنے سے بھی ہر مست نے کر لی توبہ

دختر رز کا جو میخانے مین جلوہ دیکھا
ایسی نیت مری بگڑی کہ نہ سنبھلی توبہ

نیت شیخ کا معلوم ہی سب حال مجھے
وہ بھی ٹوٹے گی جو مین نے کبھی توڑی توبہ

ترک صہبا سے محبت تو کرون ایواعظ
یہ بتا دے مجھے مقبول بھی ہوگی توبہ

شیوۂ عشق و محبت نے کیا ہی مجبور
رہ نہین سکتی ہی ہنگام جوانی توبہ

صحبت واعظ مین واعظ کو نہ کچھ خوف آیا
آج وہ مجھکو سنائی کہ الٰہی توبہ

یار سائی مری اکدن سے زیادہ نہ رہی
جب کبھی صبح کو کی شام کو توڑی توبہ

ایک دن مین جو وفا ہو وہی اچھا وعدہ
سیکڑون بار جو ٹوٹے وہی اچھی توبہ

جام کوثر سے بھی اچھا ہی ترا جام شراب
لطف ساقی سے گھڑی بھر بھی نہ ہرگز بدلا

شیخ جی جھوٹ نہ بولو کہ خدا سنتا ہی
آپ کے سامنے مجھ رند نے کب کی توبہ

۲۳۴	چشمِ جانان کا رہے ذکر لبونپر احسان مُنہ کسے ساغر نہ الگ ہو اجی کیسی توبہ	۹

پوچھوگے جو حالت مری کچھ اور زیادہ
بگڑے گی طبیعت مری کچھ اور زیادہ

جب برقِ تجلّی کا کیا ذکر تو بولے
اوس سے ہی شرارت مری کچھ اور زیادہ

تم پیار سے جب آنکھ ملاتے ہو سرِ بزم
بڑھجاتی ہی ہمّت مری کچھ اور زیادہ

اک بوسہ ہی دیکر مجھے ٹالو نہ شبِ وصل
خلوت مین ہی نیّت مری کچھ اور زیادہ

اللہ ری تقدیر جب اوس بت کا نبوں ہو
بڑھجائے عداوت مری کچھ اور زیادہ

کرتا ہون تری یاد مین جب گریہ و زاری
رولینی ہی حسرت مری کچھ اور زیادہ

اس وحشتِ نومیدی کا ہی کیا تمکو تاسف
برگشتہ ہی قسمت مری کچھ اور زیادہ

آئینہ عارض ہی کا آشفتہ رہو مین
یارب ہو یہ حیرت مری کچھ اور زیادہ

۲۳۵	احسان حسد جسسے کرے سارا زمانہ ہوجائیگی شہرت مری کچھ اور زیادہ	۱۱

رخِ روشن سے وہ اوڑھے نقاب آہستہ آہستہ
کہ ہوتا ہی طلوعِ آفتاب آہستہ آہستہ

کئی دن کے لیے ہوتا ہی کافی ایک ہی ساغر
مزہ لے لیکے پیتا ہون شرابِ ناب آہستہ آہستہ

مرے دلکو یہ عجلت ہی کہ وہ خلوت مین کھلمیلین
حیا کہتی ہی ٹوٹیگا حجاب آہستہ آہستہ

ابھی بیٹھے ہین مجھکو گالیان دیکر رقیبونمین
فرو ہوجائیگا جوشِ عتاب آہستہ آہستہ

خیالِ یار فرقت مین تسلی بخش رہتا ہی
بڑھے گا میرے دلکا اضطراب آہستہ آہستہ

نہ چھیڑے ہنسے دیا ہمکو ہماری ذو جوابی نے
وہ سمجھاتے ہے روزِ حساب آہستہ آہستہ

ہماری اوڑکی باتین بزم مین کیونکر کوئی سنتا
سوال آہستہ آہستہ جواب آہستہ آہستہ

وہ کھٹکا محتسب کا ہی نہ واعظ کا ہی اندیشہ		چلے اب مینجو حامِ شراب آہستہ آہستہ
تری نازک خرامی کی ادائین کیکھلیں آنکھو		کہ آتا ہی مری آنکھو نمین خواب آہستہ آہستہ
تلاش اونکو ہی ہر امتحان اک مرنوالے کی		ہمین ہونگے یقینا انتخاب آہستہ آہستہ

۲۳۶	یہی ہی دیکھلو احسان اپنون کی وفاداری روانہ ہو گیا عہدِ شباب آہستہ آہستہ	۹

سر جھکایا ہی کیون کہا کر آنکھ	دیکھلو تم ادہر اوٹھا کر آنکھ
دل نہ مل جائے تو جبھی کہنا	تم ملا دو تو مجھ سے اکر آنکھ
نیچی نظرون نے دلکو لوٹ لیا	رہزنی تمنے کی جھکا کر آنکھ
غیر کے گھر کو جاتے دیکھ لیا	خوب نکلے تھے تم بچا کر آنکھ
بختِ خفتہ کو خوب نیند آئی	ہم نہ سوئے کبھی لگا کر آنکھ
اک بتِ جنگجو سے وصل کی شب	طالبِ صلح ہون لڑا کر آنکھ
پیار سے آج پوچھتا ہی کوئی	کیا ملیگا تجھے ملا کر آنکھ
چلتے پھرتے رہو جوانی مین	گھر مین بیٹھے ہو کیا چرا کر آنکھ

۲۳۷	ہم تو پہلے ہی کہتے تھے احسان خوب رووگے تم لگا کر آنکھ	۱۱

وعدے کی شب ہی منہ نہ چھپاؤ چھڑا کے ہاتھ	اب ہی ہماری شرم تمہاری حیا کے ہاتھ
لکھا اوسکی بے اثری نے لیا تجھے	مشل اوٹھے اوٹھتے ہوگئے آخر دعا کے ہاتھ
ہاکو قصا کا اب نظر آتا ہی ٹھاٹھ اور	تمنے تبا دیے اوسے نیچ ادا کے ہاتھ
ھ گھات ہی ضرور جو بیٹھے ہو دور تم	چٹکی ہماری دل مین نہ لینا بڑا کے ہاتھ

یہ لطف یہ کرم ہی غریبون کے حال پر
در پردہ بیٹھنے نہین دیتے اوٹھا کے ہاتھ

قابو مین رہ نہ دھل کی شب سے ہے صبح تک
آفت مین جان پڑ گئی اونلو لگا کے ہاتھ

پہلو مین دل کے پاس تمہارا خیال ہی
سمجھا ہوا ہی مین نے لگانا بچا کے ہاتھ

بیدم ہوا ہی آج وہ دم تور تور کر
باندھے تھے کل حضور نے جس بیخطا کے ہاتھ

اسوا سطے ہی سینہ چھپانے مین احتیاط
سینے سے چھو نجائین کسی مبتلا کے ہاتھ

یہ کیا شب وصال مین سنبھلتی ہی اونہین
کہتے ہین مجھسے ہاتھ ملو کے لگا کے ہاتھ

۲۳۸	احسان تمکو لغزش پا کا ہی خوف کیون عالم کے دستگیر ہین دست خدا کے ہاتھ	۱۳

مُنہ چھپاتا تھا نباوٹ سے ستمگر کیا کچھ
وصل کی رات مین بگڑا ہی مقدر کیا کچھ

خاک مین ملنے کو راضی ہی مقدر کیا کچھ
ایکدن حشر کریگی تری ٹھوکر کیا کچھ

وصل کی رات تمین تا صبح جگا کم بخت
بیخبر جین سے سویا ہی مقدر کیا کچھ

خیر گزری کہ تری یاد نے آکر روکا
ورنہ رہ رہ کے تڑپتا دل مضطر کیا کچھ

بیخودی کو بھی نہین معلوم ہوا اوس کا پتا
تیرا دیوانہ رہا آپ سے باہر کیا کچھ

آج میخانے مین ہین حضرت واعظ خاموش
کہتے تھے بیٹھے ہوئے کل سر منبر کیا کچھ

بل نکلتا ہی جہین آپ سے قاتل کا کبھی
لیس رہتا ہی مرے واسطے خنجر کیا کچھ

تم شب وعدہ بھی آتے نہ اگر بن ٹھن کر
جانتے ہو کہ گزرتی مرے دلپر کیا کچھ

مست صہبائے محبت ہین ازل سے ہم بھی
خاطر ین ہونگی ہماری لب کوثر کیا کچھ

یار کی پیار کی آنکھین متوجہ ہین ادہر
نگہ ناز سے لڑتا ہی مقدر کیا کچھ

آؤ پہلو مین ذرا بیٹھ کے دیدو تسکین
مضطرب ہی مرا دل سینے کے اندر کیا کچھ

سامنے اونکے بُرا کہتے ہین مجھکو دشمن ۲ جی سے اوترے ہوے اب چڑھتے ہین منہ پر کیا کہنا

ابتو احسان دوسے کچھ دبتا ہی نہین ۱۲
اوٹھتا جوبن جی سینونکا ہی خود سیر کیا کچھ

۲۳۹	ردلف یاے تحتانی	۱۵

شبِ وصال ہی شغل شراب ہوجائے — چلو قران مہ و آفتاب ہوجائے
مراد ہی یہی مہندی لگانے سے اونکی — حلال عاشقِ بے صبر و تاب ہوجائے
کسیکے پاس دلِ نامراد جاتا ہی — دعائین کرتے ہین ہم کامیاب ہوجائے
عدو کی بزم مین بیٹھے ہو شغل مے کے لیے — کہین نہ اور طبیعت خراب ہوجائے
اودہر روانہ کیا ہی یہ کہکے قاصد کو — جواب ہی وہ لکھین یا جواب ہوجائے
تم اپنے وصل کے سائل کے مُنہ مین کہدو رہ — اگر یہ چاہتے ہو لا جواب ہوجائے
غضب ہی مانعِ وصلِ عدو نہ ہو جو ستم — لگاہ شوق کے آگے حجاب ہوجائے
ستا رہی ہی بہت ہمکو اضطرابی دل — قلیل نہ سہی کچھ عتاب ہوجائے
کسی سے دل نہ لگاؤن سنو نہ مانا صحکی — یہ چار دن کا بھی جینا عذاب ہوجائے
وہ بادہ خوار ہوون رضوان دار الخلد جو ملک — تمام قعرِ جہنم خراب ہوجائے
کچھ آج ایسی لگاوٹ سے مل ہو جاؤ کہ مل — خموشیِ غمزۂ خاصہ جواب ہوجائے
وہ گنتے جاتے ہین دیتے ہین جسقدر بوسے — مزہ تو جب ہی زیادہ حساب ہوجائے
فلک سے مانگ رہے ہون اثر دعاؤن کا — مراد پاؤن اگر دستیاب ہوجائے
بہت ہی شوخ مراد اچھا لو محرم مین — اوبہر کے سینہ نمودی نب ہوجائے

۲۴۰	در رشتۂ الفت میں دیکھکر احسان وہ کوس لیتے ہیں خانہ خراب ہو جائے	۴ ۱۲

تکلیف غمِ عشق دل و جان کے لیے ہی
یہ درد فقط حضرتِ انسان کے لیے ہی

انداز نگہ میرے دل و جان کے لیے ہی
کافر کی ادا مردِ مسلمان کے لیے ہی

یک قطرۂ خون دل میں جو رکھتا ہی جہاں کر
تیر نگہ یار کے پیکان کے لیے ہی

بولے وہ بڑھا دست تمنا جو شب وصل
یہ ہاتھ ترا تیرے گریبان کے لیے ہی

برباد ہو ویران ہو غارت ہو تہ ہو
یہ خانہ خرابی دل انسان کے لیے ہی

دیکھونگا ترے روئے مصفا کا تماشا
آئینہ مرے دیدۂ حیران کے لیے ہی

ملنے کو جو کہتا ہوں تو کہتا ہی ستمگر
پریوں کی ملاقات سلیمان کے لیے ہی

کیوں روٹھ گئے ہو تم غیر کے مرنیکی خبر پر
گریہ تو مرے دیدۂ گریان کے لیے ہی

زندہ ہوا گر حسرت مردہ تو کہیں ہم
اعجاز مسیحائے جہان کے لیے ہی

جائیگی کہاں اور بلائے شب فرقت
سودا زدۂ زلف پریشان کے لیے ہی

کچھ اور میں کہتا نہیں جز آرزوئے وصل
اصرار مرا وعدۂ و پیمان کے لیے ہی

۲۴۱	احسان حسینوں کا کلیجے کو بھر آنا غارتگری حسرت و ارمان کے لیے ہی	۲۳

طبیعت کو کچھ ایسی ضد پڑی ہی
کہ جب سنبھلا ہو نمیں پھر دل بڑی ہی

امید وصل پر دل میں پڑی ہی
تمنا میری خود مطلب بڑی ہی

مصیبت دل لگانے کی بڑی ہی
یہ جتنی سہل ہی اتنی کڑی ہی

کہو کس بات پر میں صلح چاہوں
تمہاری آنکھ ہی مجھسے لڑی ہی

جدا ہوتے نہیں دست دعا سے
طلب کا سلسلہ بھی ہتکڑی ہے

مدد کر وصل میں اے بے حجابی
یہ قسمت آزمائی کی گھڑی ہے

تری نخوت منانے کے لیے آئے
مری افتادگی روٹھی پڑی ہے

ہمیں نے پی لی جو کچھ تہی مے عشق
تہ خم تھوڑی سی تلچھٹ پڑی ہے

کروگے چاک تم کیوں سینہ دلکو
یہاں کب کیا کوئی دولت گڑی ہے

ملیں جس وقت وہ آنکھیں ملا کر
مرے حق میں وہی گھڑی ہے

مرا دل ہی ٹٹولی میں اڑ لی
وہ کہتے ہیں کوئی شے گڑبڑی ہے

کسی سے صلح کرنے پر ہی تیار
وہی قسمت کہ جو ملکر لڑی ہے

لب رنگین کا ساغر میں نہیں عکس
گلابی پھول کی یہ پنکھڑی ہے

اوٹھائیں کے خوشی سے صدمۂ ہجر
یہی نہ اک مصیبت آپڑی ہے

اکھٹا کی ہے کیوں گرد کدورت
کہاں سے اوڑ کے دلمیں آپڑی ہے

خرام ناز پر تیار ہیں وہ
نزاکت بھی کمر تھامے کھڑی ہے

کبھی جھوٹوں بھی زاہد نے نہ پوچھا
در میخانہ پر توبہ پڑی ہے

نشان قبر عاشق کچھ نہ پوچھو
وہیں دیکھو تھوڑی سی مٹی پڑی ہے

تمہیں کچھ دوسرا جچی ہو تمنے
نگہ آنکھیں لڑانے پر لڑی ہے

ہمارے دلمیں تم رہتے نہیں کیوں
کہ اس منزل میں آسایش بڑی ہے

نہیں ملتی نگاہ یار دل میں
مگر اک نوک برچھی کی گڑی ہے

تری تعظیم کو اوفتنۂ دہر
قیامت بھی قد آدم کھڑی ہے

ہمیں حاسد کی کیا پروا ہے احسان

۲۴۲	فصاحت اپنی گھٹی مین پڑی ہی	۱۱

میر گھر بھی وصل مین اونکو عدو کی یاد ہی
یہ ستم پر ہی ستم بیداد پر بیداد ہی

دلکو لیکر نہینکہتا تو ولسے مانگا یاد ہی
ہیچ تو یہ تھی قابل داد آپکی بیداد ہی

چلتے چلتے کوئے جانا یمن جو گر پڑتے ہین ہم
بخت کہتا ہی کہ یہ بھی عشق کی اُفتاد ہی

گو اونہین آتا نہین ایفائے عہد کا خیال
یہ بھی کیا کم ہی جو کہدیتے ہین ہمکو یاد ہی

لوگ کہتے ہین کہ غم کے بعد ہوتی ہی خوشی
دل ہمارا شاد ہونے کے لیے ناشاد ہی

ساتھ لے آئے لگا کر حضرت زاہد کو رند
میکدے مین ہر طرف شور مبارکباد ہی

دلمین ہین درد و الم یاس و تمنا رنج و غم
گھر نہین دو چار رہنے والونسے آباد ہی

بات کرنے کی نہین طاقت مگر ملتے ہین لب
ناتوانی مین بھی ہمکو ہمت فریاد ہی

دیکھیے کیونکر نہیے کیونکر ہو سامان وصال
مین گرفتہ دل طبیعت یار کی آزاد ہی

راہ مین آہستہ چل اے محشر خرام
فتنے کہتے ہین تری ٹھوکر قیامت زاد ہی

۲۴۳	کہتے ہین احسان وہ حاضر جوابی پر مری منہ لگائے کون تجھکو تو بڑا آزاد ہی	۹

ہم جام عشق پیتے ہی بیہوش ہو گئے
یاد آنیوالے دل سے فراموش ہو گئے

نالونسے شکوے اونکو فراموش ہو گئے
ایسی سنائی مین نے کہ خاموش ہو گئے

اللہ رے شوق وصل کہ اکثر شب فراق
پہلے جو ہاتھ حلقۂ آغوش ہو گئے

عشق بتان مین حسرت کشتہ کیواسطے
کعبے کیطرح ہم بھی سیہ پوش ہو گئے

میرے سوال وصل کا آیا نہ کچھ جواب
وہ عرض حال سنتے ہی خاموش ہو گئے

تن سے اوتارا تیغ ستمگر نے یار سر
ہم امتحان دیکے سبکدوش ہو گئے

کہتا ہی سُنکے بیخبری کا گلہ وہ بُت
تم کسکو یاد تھے جو فراموش ہو گئے
کہنے نہ دی اور نہین مری حیرت نے کوئی بات
تصویر جان کر مجھے خاموش ہو گئے

۲۴۴	احسان بحرِ عشق مین پاتے کچھ آبرو آنسو ہمارے کیون نہ دُرِ گوش ہو گئے	۱۳

دم بھر ادھر لڑی تو گھڑی بھر اودھر لڑی
مقتل مین جو مکھ اتری تیغ نظر لڑی
احسان شوقِ دید کا حیرت ہی سلوک
اوس بت سے جلوہ گاہ مین ہر ہر نظر لڑی
منہ مین زبان رکھدو کہا تھا شبِ وصال
واقف ہین ہم ادا تری جس بات پر لڑی
جھگڑے شبِ وصال مین اچھے یہ پڑ گئے
شوخی حجاب سے تو حیا سے نظر لڑی
بانکی ادا نے ہمکو لگانے دیا نہ ہاتھ
کم بخت چھوٹ وصل مین بھی رات بھر لڑی
وعدے کی شب جو بیٹھ رہے وہ عدو کے گھر
کیا کیا فلک سے آہ مری رات بھر لڑی
جاگا نہ بختِ خفتہ شبِ ہجر یار مین
چھینٹے ہزار اوس سے مری چشمِ تر لڑی
آنکھون نے غصہ جنبشِ ابرو کے ساتھ تھا
تلوار لیکے ہاتھ مین برچھی نظر لڑی
شکوہ اسے تغافلِ صیاد ہی کا ہے
تقدیر سے نہ بلبلِ بے بال و پر لڑی
سنبل سے آج خوب نسیم سحر لڑی
سنو نکہی جو بوئے زلف ہوئی اتنی بدمعاش
بالا ہے طور انکھ جھپکتی مجال کیا
تجھ سے ہی جب نگہ مری دو دو پہر لڑی
نوبت جو ہاتھا پائی کی آئی شبِ وصال
مجھسے نزاکت اونکی کمر باندھکر لڑی

۲۴۵	احسان وہ نہ صلح پر آیا شبِ وصال بختِ عدو سے بھی مری قسمت اگر لڑی	۹

دردِ دل کھو رہا ہون جنون سے
طالبِ دوستی ہون دشمن سے

دہاک ہی یار کی حسینوں میں
دیکھئے لوگ اٹھتے جوبن سے

چلگیا ہم پر اوس پری کا سحر
شکوہ ہی چشم سامری فن سے

یہ بھی جھسے ہوا نہ ای وحشت
ہاتھ اوجھتے کسیکے دامن سے

ظلم کرتے ہیں اور رکھتے ہیں
ہم تو مجبور ہیں لڑکپن سے

سمجھوں ناصح کو دوست ای تقدیر
دلکی باتیں کہوں میں دشمن سے

آدھ چہیڑ چھاڑ ہوجائے
میرے ہاتھوں سے اوٹھتے جوبن سے

یار ہو یا ہو خنجر بیداد
کوئی تو لیٹے اکے گردن سے

۲۴۶ | چہیں لیگی تمہارا دل احسان | ۱۵
ڈرتے رہنا کسی کی چتون سے

کشتۂ الفت نہیں ہم جو صلہ یہ دل کا ہی
گھر سے نکلے ہیں ارادہ کوچۂ قاتل کا ہی

دردِ الفت سے تعلق عاشقوں کے زندگی کا ہی
کیوں نہ وہ درہنے والا ہو اسی منزل کا ہی

کس تجاہل سے وہ کہتے ہیں مٹا دینے کے بعد
یہ تمنا کس کسی کی یہ ارمان کس کے دل کا ہی

خون روتے ہیں ادھر ہم ہنستے ہیں دشمن ادھر
آج تو کچھ اور ہی رنگ آپکی محفل کا ہی

اتنا کھنا کچھ خدا کے نام پر ہم کو ملے
اس سے ای بیدار ہی طالب ترے سائل کا ہی

دست و بازو سے ستمگر کو تڑپکر جو ملے
زیر خنجر ہی ہی کچھ حوصلہ بسمل کا ہی

میری الفت مدعی کا عشق دونوں کچھ نہیں
فیصلہ کر دیجئے جھگڑا تو دو باطل کا ہی

خود ہی مجھسے چھین لیتے ہیں دل بیتاب کو
خود ہی کہتے ہیں تجھے افسوس ہی تجھ دل کا ہی

جلوۂ جاناں سے مرے دل میں ٹھہرتا ہی نہیں
تو ہی کچھ کہہ ای فلک یہ چاند کس منزل کا ہی

مجمع یاس و تمنا میں نہ گھبرایا کبھی
یار میرا بیٹھنے والا بھری محفل کا ہی

پوچھ لیتے ہین عمد سے میری بیتابی کا حال
کچھ نہ کچھ اتو خیال اونکو دل سبمل کا ہی

کہتے ہین وہم جانکا نقصان ہوگا ایکدن
میرے آگے تجھکو دعوی الفت کامل کا ہی

بندہی تمتبھی تمہاری کہول لینے دو ہمین
اسمین پوشیدہ کوئی ٹکرا ہمارے دل کا ہی

اردے وصل نے جب کر دیا ہمکو تباہ
خود وہ بولے یہ نتیجہ سعی لاحاصل کا ہی

۲۴۷ | خوب دم سے لیکے وقت ذبح کی گردن جدا | ۱۲
یہ سلوک احسان مجھپر خنجر قاتل کا ہی

اب رہا ہی اور کیا جھوٹی قسم کیواسطے
ایک مردہ بھی تری تیغ دو دم کیواسطے

لیگئے چٹکی جو آئے ایکدم کیواسطے
واہ کیا پہلو نکالا ہی ستم کیواسطے

دل مین ہو جاتی ہی پیدا جب کوئی امید وصل
جمع کرتے جاتے ہین ہم تیرے غم کیواسطے

آج ہی نوروز کردون فاتحہ ای پیر مغ
چھوڑ دے تھوڑی سی بو مین فوج جم کیواسطے

کیون کبھی رہتی ہی مجھسے ہر گھڑی ای بیقرار
جان تک حاضر ہی ظالم تیرے دم کیواسطے

گالیان دین منے بابوسے لیے مین بخ سوا
کیا تردد ہی حساب بیش و کم کیواسطے

زاہد و دیر و حرم تھوڑی کہی مسجد کے پاس
ڈالدین بنیاد اک بت خانہ صنم کیواسطے

جو بتائے مدعی کے امتحان عشق تو
مشکلین آسان ہون بت بیدکم کیواسطے

راہ مین آنکھین بچھا دینے کو ہم تیار ہین
کیون تکلف کرتے ہو تم دو قدم کیواسطے

سر جھکائے بیٹھے ہین اک بت کے در پر ہم یہان
کون بھیجے سلام اہل حرم کیواسطے

منہ سے لی بات وہ منے کہ جو مطلب کی تھی
کہنے والے تھے وہ کچھ اپنی قسم کیواسطے

۲۴۸ | صدمۂ فرقت ہی ای احسان کافی ہی مجھے | ۹
دل مین گنجایش نہین اب اور غم کیواسطے

امتحانِ عشق ہی یا پیار ہی
پوچھتے ہین دل سے کس کا یار ہی

دونون کو دونون ہین دو بہر تمیز
جان سے مین مجھسے دل بیزار ہی

مُنہ چھپانا پھر مجھی سے پوچھنا
کیا تجھی کو حسرتِ دیدار ہی

پہلوئے دشمن مین بیٹھین تو حضور
درد اوٹھنے کے لیے تیار ہی

عرضِ مطلب کے لیے آتا ہی روز
تیرا دیوانہ بہت ہشیار ہی

وائے عریانی رہا کوئی نہ شغل
اجکل دستِ جنون بیکار ہی

مدعی اوس شوخ پر مرنے لگے
اتبو جینا بھی مرا بیکار ہی

آج وہ آنکھین بلا کر رہ گئے
کہتی ہی چتون ابھی انکار ہی

۲۴۹ | سر جھکائے رہتے ہین احسان ہم
دل ہی مین ہمکو تلاشِ یار ہی ۹

حسرتین ساتھ لے وصل کے ارمان گئے
کیا ستم ہی مرا گھر لوٹ کے مہمان گئے

شوقِ دیدار تھا آنکھون سے نمایان ایسا
دیکھتے ہی مری تصویر وہ پہچان گئے

مین تڑپتا تو شبِ وصل مین ہوتا اک حشر
خیر اسی مین تھی کہ تم بات مری مان گئے

اجنبی بن کے بھی ہم کہنے نہ پائے کچھ حال
کہتے ہین دور ہی سے جانیے پہچان گئے

حالِ عشاق کہون کیا کہ تری محفل سے
چند حیران گئے چند پریشان گئے

حشر کے روز بھی وہ فتنہ اوٹھائینگے کوئی
دل خبر دیتا ہی ہم چال سے پہچان گئے

اپنے کوچے مین مجھے دیکھکے فرماتے ہین
ایسے بے صبر بہت خاک بیابان گئے

خار کی طرح جبین مین گڑے ہین پیکر
اسلیے تیر کے ہمراہ نہ پیکان گئے

کوچۂ یار مین مجمع تھا پریشانون کا

۲۵۰	خاک اوڑانے کے لیے کیون نہ تم احسان کیے	۱۵

چلکر زبان خوف الٰہی مین رہگئی
اوسن بت کی بندگی کی گواہی مین رہگئی

دنیا نثار ہی تری زلفون پر ای صنم
یہ چلتی پھرتی چھاؤن سیاہی مین رہگئی

آتی ہی موت جاتی ہی عمر روان مری
اچھی یہ چال رہنرن راہی مین رہگئی

آنکھین ہوئین دوچار نہ مجھسے کبھی نصیب
اُمّید اونکی نیم نگاہی مین رہگئی

بخشا تری ہنسی نے جو ای رشک گل خمار
غنچے کی روح کھلکے حماہی مین رہگئی

للہ سیر ناز کی کہ ہو بدلا لباس کو
رنگت بدن کی کرتی کی لاہی مین رہگئی

لایا نہ بار نخل تمنا مرا کبھی
تاثیر جذب آہ رساہی مین رہگئی

داغ جگر نے عشق مین پایا نہ کچھ رواج
سکّے کی چال درہم ماہی مین رہگئی

قاتل سے زخم کی نہ کہین جو نفشانیان
کیسی زبان تیغ گواہی مین رہگئی

سایہ کیا فقیرونکے سر پر نہ ایکدن
چھتری ہماکی ظلّ الٰہی مین رہگئی

اوس چشم مست سے نملا ساغر شراب
منہ کھولکر ہوسن ہی جماہی مین رہگئی

ساحل پر اسکی نہ مری کشتی حیات
دریائے عشق نا متناہی مین رہگئی

بجلی گرانا خرمن عالم کو ہو تو کیا
یہ آب و تاب برق نگاہی مین رہگئی

دعوی تہا حشر کرنے کا فریاد تو مری
آخر قیامت اوسکی گواہی مین رہگئی

۲۵۱	احسان اوس صنم کی شکایت ہے وصال اچھا ہوا جو شکر الٰہی مین رہگئی	۹

خود بخت نے جب وصل کی تدبیر نہین کی
اسواسطے آہون نے بھی تاثیر نہین کی

کل حشر مین ہم ہونگے خدا سے اثر شکایت
تونے اگر آج ای بت بے پیر نہین کی

خط یار کا لایا ہی تو دیتا نہین قاصد
کچھ آرزوئے وصل تو مخبر نہین کی

ناکامی قسمت کا گلہ کیجیے کیونکر
تقدیر یہ کہتی ہی کہ تدبیر نہین کی

وہ فکر کہ جس سے وہ تڑپتے ہوئے آہین
تو نے بھی کچھ اے نالہ شبگیر نہین کی

اوس شوخ سے ہمنے کبھی سچ بھی نہ بانکا
منہ پھوڑ کر ایسی کبھی تقصیر نہین کی

جب وصل مین کچھ کہتا ہون تو ہنسکے وہ کہتے ہین
کہنے ہی مرے یار نے تصویر نہین کی

دل دے ہی دیا ہمنے حسینونکو بلا شرط
گھبرا گئے ایسے کوئی تقریر نہین کی

۱۴ | وہ دو ہی قدم ساتھ نے اٹھلا کے چلے تھے
احسان نے ہٹجانے مین تاخیر نہین کی | ۲۵۲

دل ملا ہی تو کبھی آنکھ ملائی نہ گئی
نیچی نظرون کی یہی شوخ ادائی نہ گئی

محو دیدار رہی یون نظر شوق تو کیا
پتلیون مین کوئی تصویر چھپائی نہ گئی

آنکھ نازنے کی دلسے لگاوٹ آخر
تم سے بھی آنکھ محبت کی چھپائی نہ گئی

درد سر وہ نہین اپنا جسے صندل ہو مفید
اسکے بدلے کوئی تلوار لگائی نہ گئی

ہمنے نقاش تصور سے جو کھچوائی ہی
اپنے سایے کو وہ تصویر دکھائی نہ گئی

موت بھی مانگتے ڈرتا ہون وہ سنکر نہ کہے
کیون شب ہجر کی تکلیف اٹھائی نہ گئی

کارسازی کا دعوی ہی ہی حضرت عشق
میری بگڑی ہوئی تقدیر بنائی نہ گئی

آرزو جو نہ ہوئی تھی کبھی سینے سے جدا
آبلے آج جو تم دل مین وہ پائی نہ گئی

غیر پر صرف کیے لطف کے سارے انداز
اک ادا میرے لیے تم سے بچائی نہ گئی

میری تقدیر نے کیا کیا مجھے شوخے نہ دیے
وصل ہی کی کوئی تدبیر بتائی نہ گئی

آنکھ مین آگئے وہ مانند نظر پھرنے لگے
رہے پردے مین مگر جلوہ نمائی نہ گئی

یان یہ فکر ہے کہینگے وہ کہین کہے جاکر		وان جو پہونچے تو کوئی بات بنائی نہ گئی
طلب وصل مین منہ پھیر کے ہان کہنا تھا		تم سے ہمت مری اتنی بھی بڑہائی نہ گئی

۲۵۳	خاک دل اوسکا مرے لیسے ملیگا احسان آنکھ تک جس بت کافر سے ملائی نہ گئی	۱۳

سن لیے خیسکے دلکی حسرت کے		آدمی ہو بڑی محبت کے
سب کے سب ہے مین حیرت کے	۴	تیرے عاشق ہین اک صورت کے
غیر سے ملکے کیون ملال دیا		ڈہنگ تھے اور ہی عداوت کے
ہچوکے واعظون مین ہوتی ہی		چرچے ہین نخت زرنگی حرمت کے
فلک پیر ہو کہ دشمن ہو		دونون سیتمگر ہین عیش و راحت کے
ارنی کہنے کی اجازت ہو		ہم بھی مشتاق ہین زیارت کے
ایک ہی بار ای فلک دیدے		جتنے صدمے ہین میری قسمت کے
زلف و قد مین اشارے ہین باہم		تم قیامت کے ہو ہم آفت کے
مثل بسمل تڑپ تڑپ کر ہم		بھرتے ہین دم تری محبت کے
دیکھتے کیا ہو خیر کر دل کو		چند قطرے ہین خون حسرت کے
دل سے اوٹھا جگر مین بیٹھ رہا		مشغلے ہین یہ درد فرقت کے
دل کے آنے سے ہم ہی ہین مجبور		تم جو مختار ہو طبیعت کے

۲۵۴	ہو لیا ہی نہین وطن احسان ہم ہین ممنون رنج غربت کے	۱۱

تصویر لگی ہی سر بازار کسیکی		یون بھی نہ لٹے دولت دیدار کسیکی

تقدیر یہ کہتی ہی کبھی کام نہو گا
تم لاکھ خوشامد کرو سو بار کسی کی

واعظ کی نصیحت پہ کہ زاہد کی ہو توبہ
سنتے نہین رندان قدح خوار کسی کی

باتون کا مزہ دل نے شب وصل مین پایا
ہم جلکہ گئے شیرینی گفتار کسی کی

واعظ نے سنایا جو کبھی حال عقوبت
یاد آئی ہمین شوخی رفتار کسی کی

بجلی کی طرح چھپ گئی مقتل مین چمک کر
عشاق کو دم دیگئی تلوار کسی کی

پھر محتسب شہر کے جویان ہین مستی
پھر دیکھیے کی میخانے مین دستار کسی کی

مُنہ کھول کے بیٹھو نہ سر بام حسینو
پھرتی نہو یان حسرت دیدار کسی کی

غیرون سے کیا کرتے ہو تم وصل کا وعدہ
پھر مکرتے ہو مانین گے نہ زنہار کسی کی

ای آرزو بیدید تجھے دیکھ چکے ہم
حیرت نہ بنی آئنہ بردار کسی کی

۲۵۵	احسان پھر اس نالۂ و فریاد سے حاصل سنتا نہ ہو جب کوئی دل آزار کسی کی	۱۳

خدا کا شکر ہی کام آئی ہائے مہو میری
وہ دل مین آئے ہین بنے کو آرزو میری

ہجوم یاس ہی کچھ سن لو گفتگو میری
نکالدو بہری محفل مین آرزو میری

خدا کے واسطے ای شیخ صلح کروادے
کشیدہ رہتی ہی مجھسے رگ گلو میری

مرا یہ پیر مغان ہو ن کہو لگا رائست
سنین تو کان لگا کر خم و سبو میری

مزہ تو آئیگا ای دل اگر اکسہتا ہون
شب وصال حیا اونکی آرزو میری

پس فنا یو نہین کیف شراب حاصل
پڑی یہی رہنے دو مٹی تہ سبو میری

وہ بار بار بہت دیکھتے ہین دل کی طرف
کھٹک رہی ہے لگا ہون مین آرزو میری

محبت کہر گوشش نے کیا رسوا
اوتار لی ترے موتی نے آبرو میری

وہ بدنصیب ہون کیا یار کا پتا ملتا
غریب دل ہی کو کہو آئی جستجو میری

خلاف پایا ہی سو بار بخت کو اپنے
نہو دعا مین شب غم شریک تو میری

نہ سونگھتے ہو نہ چھوتے ہو اپنے ہاتھ سے تم
سوم کے پھولون مین کیا چھپ رہی ہی بو میری

تمہارا حیلۂ شب وعدہ چل نہین سکتا
خدا کرے نہو یہ چین آرزو میری

۲۵۶ | بیان کیسوئے پرخم سناؤن تو احسان | ۹
کہین زبان سے اوجھے نہ گفتگو میری

گئین بین عرش تک آہین نیازمندونکی
بتو سنی نہ تمہین نے خدا کے بندونکی

فراق یار مین برداشت کی گزندونکی
یہ ہمت اور یہ طاقت ہی دردمندونکی

کچھ اور بھی ہوا و بہار اونکے اوٹھتے جوبن کا
نمود ہوتی رہے ایسے سربلندونکی

بُرا کیا جو نہ پھیرا ہمارا دل تم نے
نہین نہین یہی عادت ہی ناپسندونکی

مٹے ہوئے ہین ترے ناز بے نیازی پر
تباہ ہو گئی حالت نیازمندونکی

نصیب عقدہ کشائے امید ہو تو سہی
گرہ کھلیگی شب وصل چار بندونکی

کسی کا درد جگر تم کبھی نہین سنتے
یہی تو سچی شکایت ہی شکوہ مندونکی

خود اپنے عکس پہ اونکے بدل گئے تیور
یہی تو شان تکبر ہی خودپسندونکی

۲۵۷ | کیا نہ ایک بھی سامان آخرت احسان | ۱۳
فضول فکر ہی منعم کو لاکھ دہندونکی

جھنڈے گڑے ہین خلق مین فریاد واہ کے
یہ دو نشان ہین مرے حال تباہ کے

شکر خدا بدل گئے تیور نگاہ کے
اوس بت نے خوب عذر سنے عذرخواہ کے

مجھکو شب وصال مین بیتاب دیکھکر
آپس مین ہنس رہے ہین کنکھیون سے شیخ نگاہ کے

ڈھونڈھا باتوں میں ہم نے اِس حد کو تا کجا ہم
ہم کیا ہزاروں صورتِ بسمل ہیں بیقرار
پھرتے ہیں زیرِ سایۂ رحمت بسیاہ بخت
چاہا ہی خوش جمالوں کو ہی شیوۂ عشق
شکوہ ہی یہ کلیم تو حاضر ہوں طور پر
سینے میں مضطرب ہیں ہمارے دل و جگر
پرسانِ حال زار نہیں کوئی ہجر میں
ہمراہ غیر جاؤ نہ تم سیرِ باغ کو
دل شکوہ ہائے درد و مصیبت کریگا آج

ای شیخ مرتکب ہوئے ہم کس گناہ کے
چلتے ہیں تیر بنکے اشارے نگاہ کے
سر پر ہیں چتر لکھ ابر سیاہ کے
پھر دو ہی کام ہم سے ہوئے ہیں گناہ کے
آئین نہ ہم قریب ہوئے طور پر کبھی
دو ہیں شکار ایک ہی تیر نگاہ کے
ہم درد دل کا کس کو بتائیں کراہ کے
جور و ستم اوٹھائینگے ہم راہ راہ کے
سنلو زبانِ حال ہمارے گواہ کے

۲۵۸ | جان اب پلیگا نہ تمکو کبھی بیوفا شکوے فضول ہیں شفق عذر خواہ کے | ۱۵

عشق بتاں ہیں رسم و فا لیوں ادا ہوئی
دل دیکے جان ہی درد جور و جفا ہوئی
اس فکر و وہم میں ہیں پڑے الاہی رشک نے
صندل کی احتیاج مجھے درد میں تھی
صبح شب وصال وہ کہتے ہیں ناز سے
گر پڑ کے ہم پہ بکئے بام مراد تک
کیوں خواہش اجل سے طبیعت ہی شان دی
تاثیر کچھ نہ ہو کوئی پروا نہیں مجھے

لب پر شکایت آئے ہی شکر خدا ہوئی
واں کیا ہی کیا قصور ہیں سے خطا ہوئی
قاصد سے گفتگو تری کیونکر ادا ہوئی
خنجر لگا کے چلیے اچھی دوا ہوئی
جو آرزو عزیز تھی تم کو وہ کیا ہوئی
اتنی تو دستگیری بخت رسا ہوئی
کیا حسرت قضا بھی ہوئی کی ادا ہوئی
یہ غم ہی ہو وطن مری آہ رسا ہوئی

اونکے خرامِ ناز سے اک شور پڑ گیا
فتنے پکارتے ہین قیامت بپا ہوئی

اچھا یہی سہی وہ ملین نرمِ غیر مین
کچھ تو تسلی دل رد آشنا ہوئی

غافل نہو گا کوئی ہماری طرح تو
حسرت پڑی ہی دل مین خدا جانے کیا ہوئی

خلوت مین شوق وصل نے باندھی ہی ایسی ہاک
رو پوش اونکی آنکھ بچا کر حیا ہوئی

دلمین برا سمجھنے لگے ہم کو خوش جمال
یارب ہماری خوبیِ تقدیر کیا ہوئی

کہولا ہمارے شوق کا حال اونکی شرم نے
پیچی نگاہ پر وہ درِ مدعا ہوئی

۲۵۹ | احسان | دل دینے پر حسین بہت ہم سے خوش ہوئے
بیوفا و نمین قدر وفا ہوئی | ۱۵

لگا ہین کہتی ہین یک فتنہ گر سے
اِدہر سے ہم اُدہر سے

ابھی غفلت سے چشمِ شوق تھی بند
ہمارے دل مین تم آئے کدھر سے

عدد کر ای گرانبار کی مدد کر
گرے جاتے ہین ہم اوسکی نظر سے

شبِ وصل اور مجمع حسرتون کا
مرے ارمان نکلین کدھر سے

چھپایا انجمن مین اوٹھتا جوبن
کسی نے ڈھونڈھنے والی نظر سے

یہ بیکس ہو گئے نالے ہمارے
گلے مل مل کے روتے ہین ترسے

خبر لا اوٹھ کے اودردِ جدائی
کہا ہی کچھ مرے زخمِ جگر سے

دلِ مضطر کو سمجھاتے ہین ہم
کوئی آتا ہی ہو گا اب اودھر سے

وہ شوخی وہ تبسم پھر یہ کہنا
تمہین بیتاب ہو درد جگر سے

اجل کی آرزو ہی ہو نہ پوری
پڑا ہی کام کس بیدادگر سے

تمہارے غم نے چہرا ہجر کی شب
ہنسی ہوتی رہی زخم جگر سے

کبھی ایسا بھی جور و ستم ہو جائے
اجابت سے دعا نالہ اثر سے

وہی دل ہے وہی دشمن وہی درد
شکایت ہو تو کیونکر ہمدگر سے

محبت نے کسے کو گدا بنایا
حیا کو لے اوڑی شوخی نظر سے

۲۶۰ | دعائیں موت کی مانگیں کے احسان | ۱۳
کسے معلوم تھا یہ پیشتر سے

ملکیا خاک میں دل آرزی قسمت دلکی
لو مبارک ہو تمہیں مٹ گئی حسرت دلکی

عشق سے باز رہے یہ نہیں عادت دلکی
منع کرتا ہوں تو بڑھ جاتی ہے ہمت دلکی

نوک ناوک سے لگا رہنے دے او سرانداز
تیرے پیکان سے ملتی تو ہی صورت دلکی

چلدیے خاک میں ارمان ملا کر شب وصل
ہائے کس وقت نکالی ہے کدورت دلکی

چھوڑ بیٹھیں تمہیں کیوں درد جو اوٹھتا ہی اوٹھے
شوق باقی ہے تو کم ہوگی نہ ہمت دلکی

خط میں لکھ بھیجیں تو یہ شک ہے نہ ہوگا باور
دل ہی سے کیوں نہ سنو آکے شکایت دلکی

رکے محرم میں او بہارا ہے ہنوز اکا سینہ
اوٹھتے جوبن سے کوئی لو چھے شرارت دلکی

ای فلک ہم تری گردش کے تو قائل جب ہوں
یار کی آنکھ سے پیدا ہو محبت دلکی

یاد عاشق کو فراموش کیے بیٹھے ہیں
تجھسے کہتے ہیں کب آتی ہے طبیعت دلکی

سامنے مجھکو بٹھایا ہے دم آرائش
آئنہ بنکے مقابل ہوئی حیرت دلکی

جب جھکائے پہلو میں لیے بیٹھے ہیں
آجکل اونکو پسند آئی ہے صحبت دلکی

ہوش کھوئے گئے وارفتگی عشق میں حباب
عمر بھر آپ میں آئی نہ طبیعت دلکی

۲۶۱ | ہو سکی اونسے ملائی نہ ستم کی احسان | ۱۱
شکر کرنے سے بڑھی اور شکایت دلکی

مجھکو دیوانہ بنائینگی ادائین کسکی
چین سے بیٹھنے دینگی نہ جفائین کسکی

مین گنہگارِ محبت ہون وہ ظالم بیباک
دیکھیے حشر مین ثابت ہون خطائین کسکی

کون فریاد کو پہونچا ہی بتون کے در پر
آرہی ہین مرے کانون مین صدائین کسکی

شیخ کو لوٹ لیا ہو نہ کہین رندون نے
میکدے مین نظر آتی ہین عبائین کسکی

تیر کھاکر بھی نہ تڑپا یہ کلیجا کسکا
جان دیکر بھی نہ اُف کی وہ فدائین کسکی

دل لگی کرنے کو اوس شوخ سے چھیڑ تو رہی
مجھکو بیتاب جو کرتی ہین وہ ادائین کسکی

آپ گھبرائے ہوئے آج کدھر جاتے ہین
کہیے مقبول ہوئین تازہ دعائین کسکی

جلوۂ یار نے غافل مجھے پایا تو کہا
بیخودی ہی تجھے آنکھون مین سمائین کسکی

بخت نے سنگِ رہِ عشق بنایا لیکن
گھر سے نکلے تو کوئی ٹھوکر کہائین کسکی

آتے ہین کاکلِ گیسو کے تصور مین
اہی فتاک دیکھ تو گھر کسکا بلائین کسکی

۲۶۲ پھر گئی آنکھون مین احسان جو تصویرِ قضا
بیٹھے بیٹھے تمھین یاد ادائین کسکی ۱۵

غیرتِ صاعقہ طور ہی صورت اونکی
شعلۂ عشق اک اڑتے ہی شرارت اونکی

سچ ہی جو ناز کرے چاند ہی صورت اونکی
اوٹھتا جوبن ہی اوبھرتی ہی طبیعت اونکی

چاک تو کرتی ہی پہلو تو ای تیغِ فراق
دیکھنا دل سے نکلجائے نہ حسرت اونکی

بھیجدیا الم و درد ہمین جتنے ایحرج
آج ویران کدہ دلمین ہی دعوت اونکی

کونسا جرم کیا مین نے جو بوسہ مانگا
کالیان دے لین مجھے یہ ہی عنایت اونکی

جان ہی جائے تو واللہ کبھی اُف نکرون
توبہ توبہ مرا منہ اور شکایت اونکی

کوئے قاتل کو شہیدانِ وفا جاتے ہین
منزلِ آسان ہو ثابت رہے نیت اونکی

خواہشِ وصل ہی میں عمر گزاری ہمنے
آرزو بنکے رہی دلمیں محبت اونکی

صاف وہ مجھ سے ہوں بیسا کبھی ہیں ہوتے باب
غیر کے دل میں ہے رجا کے کدورت اونکی

اتنا تو ہو اثر شوقِ محبت یارب
کہ مرے دل سے بدلجائے طبیعت اونکی

صبر کیا چیز ہی کہتے ہیں تحمل کس کو
ہاں جو کچھ دلمیں ہمارے ہی تو حسرت اونکی

حضرتِ دل بھی ملے ہیں مجھے اچھے ناصح
منہ پر آنے نہیں دیتے ہیں شکایت اونکی

دل مسلات ہی تو درد کا ہیکو ہوگی یہ بلا
جان ہی لیکے ٹلے گی شبِ فرقت اونکی

لن ترانی وہ کہیں تو ارنی کھہ اید ل
ابھی دو باتوں میں ہوتی ہی زیارت اونکی

حالِ دل اپنا تم احسان کہو تو جلکر ہم بھی کہدینگے جو پائینگے طبیعت اونکی		۲۶۳

معشوق سے ملے رہے ہمسے خفا رہے
مطلب ہی کیا یہ حضرتِ دل آشنا رہے

اہلِ ہوس نے خوب نکالی رہِ نیاز
نکلے جو بتکدے سے تو کعبے میں جا رہے

ای یار لطفِ وصل شبِ وصل ہی جبھی
کچھ کچھ جو شوخیاں ہوں تو کچھ کچھ حیا رہے

چلنا ابھی ہی راہِ محبت میں دور تک
ای شوق خضر سے قدم آگے بڑھا رہے

پھرتی ہی ڈھونڈتی نہیں ملتا دبر قبول
یارب پھر اب کہاں مرے دل کی دعا رہے

ای حسنِ دوست یہ بھی ہی کوئی ادا کی شان
شوخی ہو حسن نگہ میں اور سیمیں حیا رہے

ای آہ کاش موت ہی کو جا کے ڈھونڈ لا
کوئی تو حال ہجر کی شب پوچھتا رہے

کیونکر بٹھائیے شبِ فرقت میں روک کر
دل سے جو درد اونکے کلیجے میں جا رہے

ای غم مکانِ دل میں نہ پھیلا بہت پاؤں
حسرت کیواسطے کوئی گوشہ پڑا رہے

میں محو دید ہوں وہ پڑے ہیں سکتہا میں
آئینے کی نگاہ کوئی دیکھتا رہے

۲۶۵	احسان وصل مین بھی جدائی ہی یار سے حسرت نہ میرے زلف مین رہے پھر تو کیا رہے	۹

کبھی ارمان کبھی غم کبھی حسرت ہوگی
دل مین سو رنگ سے پنہان تری الفت ہوگی
خوش ہین کہتی ہی یہ کہکے ممنا وصال
ایکدن غیر کے گھر بھی شب فرقت ہوگی
میرے پہلو مین وہ دل لیکے یہ بیٹھین ہرگز
کوئی لے لیگا امانت نہین خیانت ہوگی
کیسی تسکین کہ منہ پھیر کے فرماتے ہین
اوز بچین ابھی تیری طبیعت ہوگی
کیا بتاؤن کہ جلے کیون جگر و دل میرے
یار کی برق نگاہی کی شرارت ہوگی
شکوۂ جور مین ہی عرض تمنا شامل
آج اوس شوخ سے مطلب کی شکایت ہوگی
غیر کے پاس سے تم اوٹھکے مرے پہلو مین
بیٹھ لوگے جو گھڑی بھر تو عنایت ہوگی
کوئی وعدہ نہ کرو تم مگر اتنا کہدو
ہم کو اب جھوٹی قسم کی نہ ضرورت ہوگی

۲۶۶	لے بھی لے جان کہین صدمۂ دوری احسان نہ سہی وصل بکھیڑون سے تو فرصت ہوگی	۲۰

کبھی ارمان رہا ہمکو نہ تمنا کوئی
وصل کی رات مین روٹھی نہ تمنا کوئی
آج اس در سے نکلنا نہین تنہا کوئی
روکے بیٹھا نہو دروازے کا رستا کوئی
دلکو تھامے ہوئے وہ نکلے ہین گھر سے باہر
کھڑے ہے ہین کہ مری یاد مین تڑپا کوئی
آئنہ دیکھکے انصاف سے کہدو اتنا
ہین برا ہی سہی تم سے بھی ہی اچھا کوئی
تم وہ محبوب کہ سر تک نہ اوٹھایا تسلیم
ہم وہ محروم کہ نکلی نہ تمنا کوئی
کیا ہی بہلاتا ہی فرقت مین تصور اونکا
دم بدم مجھسے یہ کہتا ہی وہ آیا کوئی
ہائے کہنا یہ کسی بت کا مرے مرنے پر
کیا خدا دیگا نہ اب چاہنے والا کوئی

سیکڑوں سحر بہرے ہیں تیغ کرشمے لاکھوں
دیکھ لے بار کی آنکھوں کا تماشا کوئی

دیکھ تیرے نہیں نام کو آنسو باقی
روئے کب تک مری تقدیر کا رونا کوئی

آج وہ کہتے ہیں اس شرط سے ہم آئینگے
شوق تیرا نہ کرے اور تقاضا کوئی

شاد ہیں عیش خداداد سے دشمن لاکھے
بے نصیبوں کی تمنا ہے تمنا کوئی

ای فلک وصل کی شب وصل کا وعدہ کیسا
دے چلا ہی مری تقدیر کو دھوکا کوئی

مجھکو لپٹا کے شب وصل وہ یوں لال اٹھے
آج آگے مرے چلا کے نہ رویا کوئی

جلوۂ طور نظر آتے ہی پہچان لیا
آنکھ کیطرح نہیں اونکا سنا کوئی

چلدیے ہوش و خرد چھوڑ کے تنہا مجھکو
تم نہ آئے تو مرے پاس ٹھہرا کوئی

کیا عجب ہی اسی حیلے سے تسلی ہوجائے
سنتے جاؤ دل بیتاب کا شکوا کوئی

آج کیا ہی کہ وہ جھنجھلا کے یہ فرماتے ہیں
جائیے جایئے طالب نہیں دلکا کوئی

ای فلک وصل صنم اتنے دنوں تک پورے
خود کہیں ہم کہ نہیں دلمیں تمنا کوئی

صدقے اس حسن جوانی کے وہ بولے آخر
سیکھ جائے مرے جوبن سے ابھرنا کوئی

۲۶۷ | سارے ارمان ادھیل ڈرتے ہیں دلکے احسان
نام لیتا ہی جب پیار سے آدھا کوئی | ۱۹

میرا مہمان ہی غار تگر ایمان کوئی
آج دیتا مجھے لوٹے ہوئے ارمان کوئی

ان پریزادوں میں ایسا نہیں انسان کوئی
کہ گلہ کرتے ہی ہو جائے پشیمان کوئی

وائے غفلت نہ ہو دلمیں نمایاں کوئی
آنکھ کہتی ہی اسی گھر میں ہی پنہاں کوئی

جھوٹ یہ بات کہ جھوٹی نہیں اونکی قسمیں
سچ یہ تقریر کہ سچا نہیں پیمان کوئی

یہی کہتے رہے وہ وصل میں شب بھر مجھسے
چھوڑ دو ہمکو وہ گوشے میں ہی پنہاں کوئی

وصلکی شب ہی ہمین ڈھونڈھکے لاوے ای چرخ
دلِ مشتاق کا نکلا ہوا ارمان کوئی

زخمِ شمشیرِ ستم مین نے خوشی سے کہائے
کیون ہی میرے لیے انگشت بدندان کوئی

شکوۂ جور نے کیا کام نکالا سب وصل
عذر کچھ کر نہ سکا ہو کے پشیمان کوئی

وائے تقدیر رہے خانۂ عاشق تاریک
دشمنون کے لیے ہو شمع شبستان کوئی

کیون خفا ہوتے ہو تم عرضِ تمنا سنکر
بہت اچھا مرے دلمین نہین ارمان کوئی

روٹھے مٹھے مین جو لکھ بھیجا ہی مکتوب طلب
کیون کرے ہمسے کبھی وعدۂ پیمان کوئی

ای فلک عشق مین تیرے ترپنا اچھا
درد دل دیکھے نہو جانکا خواہان کوئی

آمد و رفت رہے مجھسے اگر لطف کے ساتھ
کیون شکایت مین کروں بعد ہو پشیمان کوئی

غیر سے کیلیے تم آئنہ منگوائے ہو
تمکو ملتا نہین کیا دیدۂ حیران کوئی

ای اجل اور بھی اک شب کی مجھے مہلت دے
یاد آیا ہی کسی شوخ کا پیمان کوئی

اپنے مطلب ہی کی کہتا ہون جو کچھ کہتا ہون
کیا سنے عرض تمنائے فراوان کوئی

اپنے کوچے کو کہا کرتے ہو گلزار خبان
کس طرح حور نہ سمجھے تمہین نسان کوئی

شبِ وصل آئے تو لپٹا کے کہونگا اوسسے
آج بھی ساتھ ہی جوبن کا تنکہبان کوئی

۲۶۸	وہی جیتے رہین حاصل ہی نہین وصل احسان مرنے والونکا بھی ارمان ہی ارمان کوئی	۱۵

ہو منانے کی غرض سے مرا مہمان کوئی
دیدۂ یارب مجھے روٹھا ہوا ارمان کوئی

بوسہ پاتے ہی رہا دل مین نہ ارمان کوئی
او مرے بحر کرم اور بھی احسان کوئی

کہیے کیون مان لے سچ مرد مسلمان کوئی
وعدۂ حق تو نہین آپکا پیمان کوئی

چاک کر دیکھ کے ای دوست ہمارے دلکو
راستہ کیے نکل جائے نہ ارمان کوئی

ہم بھی کیا یاد کرینگے خلشِ الفت کو
دلمین اٹھکا نہ ترا ناوکِ مژگان کوئی

نہ سہی وصل طبیعت تو سنبھل جائیگی
ہم سے جھوٹون ہی کرے وصل کا ہان کوئی

دل یہ اوچھلا کہ نہ قابو مین سخت آیا
یون بھی دیکھے نہ کبھی خم اب شستان کوئی

کیا اوسے اپنے تصور سے کرین گے آباد
ڈھونڈتے پھرتے ہین دل کیون ویران کوئی

نخوتِ حسن دکھانے کے لیے بیٹھا ہی
اونگلی سے کہے ہوئے بالائے نرخدان کوئی

نظر آتی نہین ارمان سے بہر دل کی خیر
آج آتا ہی دہر بر زدہ دامان کوئی

ناوک اندازون کو کیا یاد کرینگے ہم بھی
پھانس ہنکر رہا سینے مین پیکان کوئی

سر پر آرہتی ہی ہر مرتبہ اک آفت عشق
اوسنے اوبھا کرے ایسا نہین نادان کوئی

جمع رہتے تو ہین کوچے مین ہزارون وحشی
آپ شیدا نہین لے نہ گریبان کوئی

ہوش تھا مجھکو طبیعت ہی الم سے یکسو
ایفلک کیون نہوا آج ہی مہمان کوئی

۲۶۹ | شکوۂ صدمۂ دوری بہت کر اے جان
وصل کی شب ہی نہو جاے پشیمان کوئی | ۱۲

وہ نہ آئے مگر انکار ابھی رہنے دے
میرے ارمان کی امید لگی رہنے دے

بانکپن کا وہی سامان ابھی رہنے دے
زلف پرخم مین بل ابرو مین کجی رہنے دے

ہوش آتا ہی شب غم جو ترے غافل کو
غش ہی کہتا ہی ذرا آنکھ لگی رہنے دے

وہ ادا وصل مین ہم چاہین کہ مرنا جس پر
پردۂ شرم مین اے جان ابھی رہنے دے

کیون ٹھہر جاتا ہی پہلو مین جو درد اوٹھتا ہی
مجھکو بیتاب ہی دو یا کہ گھڑی رہنے دے

مرنے والا ہی کوئی آج کے دن اے شوخ
سرمہ آئینہ حنا پان ہی رہنے دے

دل ہی ملتا نہین تو آنکھ ملانے سے حصول
یہ ہی اے بانیِ بیداد ادا ہی رہنے دے

رونیوالون سے نہ ہو جائے کسی روز بگاڑ
ای مرے دوست بناوٹ کی ہنسی رہنے دے

حشر میں وہ بھی مرے ساتھ اٹھینگے اے بت
مرنیوالونسے گلی اپنی بسی رہنے دے

تجھکو کیا فکر ہے اے شوخ کہ اب تک نہ بجھی
دل تو تنہا ہے مرے دل کی لگی رہنے دے

حشر کے روز تجھے سامنے آنا ہوگا
اے صنم کان میں یہ بات پڑی رہنے دے

۲۷۰	یاد جاناں لئے جگایا ہے شب غم احسان بخت خفتہ نے کہا آنکھ لگی رہنے دے	۱۶

فتنہ سازی نگہ موشگبار رہنے دے
انکے سامنے بیہوش پڑا رہنے دے

کوئی کیون تیری تمنا کے سوا رہنے دے
یاس کہتی رہے دل تمنا رہنے دے

شکوۂ درد جگر سنکے یہ کہنا کیا خوب
اوس سے تکلیف تجھے کیا ہے پڑا رہنے دے

اپنے ارمان کو ناکام بنا کر نہ نکال
درد کیطرح مرے دل میں پڑا رہنے دے

مل ہی جائیگا ہمیں وصل کا پہلو سب وصل
اپنے ہمراہ مروت کو جیا رہنے دے

قابل دید بنایا ہے خدا نے تجھکو
خود نمائی تجھے کس طرح چھپا رہنے دے

دست گستاخ کا حاجت نہیں کوئی سب وصل
ہاتھ بھر پاس سے ہمکو ہٹا رہنے دے

آنکھ سے دیکھکے مرنا ہے ادا سے ہم کو
چھلکے آنے کو شب ہجر فضا رہنے دے

اور تدبیر اگر وصل کی ناممکن ہے
دل نہیں ہیں کہلیں تینوں کو خوش رہنے دے

ہاتھ اوٹھاتے ہی یہ کہدیا ہے بخت کام
مل چکے وہ تجھے بیٹھ اپنی دعا رہنے دے

تو نہ غافل کبھی اے نرگس بیجائی ہو
کوئی جینے سے خفا ہے تو خفا رہنے دے

خوگر جور و ستم ہو گئے ستم ہے اے یار
اپنے منہ سے میں کہوں مشق جفا رہنے دے

عشق کی آگ کو دل ہی میں نہ رکھ اے عاشق
سینہ تجھکو بھی تلووں سے لگا رہنے دے

صحبتِ وعظ میں بیٹھیں بھی تو چھک کر اٹھیں
فیضِ ساقی مری توبہ میں مزار رہنے دے

نارسائی سے بھی کچھ کام ہی رسائی تیری
اپنی تدبیر تو اے بختِ رسا رہنے دے

۲۷۱

عادتِ دلشکنی ہی جو کسیکو احسان
توڑنے کے لیے پیمانِ وفا رہنے دے

۹

جب ہر منٹ میں ہونگے ہزاروں شہادتیں
پر یوں نہیں ہیں مثلِ سلیمان کبھی ہم بھی

دل پر جو پڑ رہا تیر کلیجہ کے جگر لے
ہوتے یونہیں سزاوارِ احسان کبھی ہم بھی

بھیجے اپنے تصور ہی کو عمخانۂ دل میں
اے یار کریں خاطرِ مہمان کبھی ہم بھی

مدت سے تو دل اک بتِ کافر کی طرف ہے
کچھ یاد نہیں ہونگے مسلمان کبھی ہم بھی

کہتے ہیں وہ دشمن کی محبت نہیں تجھکو
کس طرح نکالیں ترے ارمان کبھی ہم بھی

اوسپر ہوئے جوبن کو چھپاؤگے کہاں تک
کہتا ہی وہ خود ہونگے نمایاں کبھی ہم بھی

روز آنے کا اقرار کیا ہم نے کئی بار پر
آئے مگر اتنا نہ کہا ہاں کبھی ہم بھی

در پردہ وہ کہتے ہیں قیامت کا جو دن ہے
خود ہونگے جفاؤں پہ پشیمان کبھی ہم بھی

۲۷۲

احسان عدو نے تو کہا حال سب اپنا
کہدیتے کسی سے غمِ پنہان کبھی ہم بھی

ابھی پھر اور مجھے لطفِ جلوہ گاہ ملے
تمہیں خدا کی قسم پھر ذرا نگاہ ملے

جو خاک کو نہ کہیں ہاتھ بڑھنے کی راہ ملے
کسی کے گوشۂ دامن تلے ہمیں پناہ ملے

اسی امید میں دم رک رہا ہے آنکھوں میں
تری نگہ سے مری آخری نگاہ ملے

ہم اپنے ڈوبے ہوئے دل کی پوچھ لیں حالت
اگر کسیکی شتی امید کو تباہ ملے

شبِ فراق میں یوسف کی دعا ہی ہے
کہ مصرِ بام اجابت ہو ایسی آہ ملے

گلہ ہی ہمکو تری چشمِ سرمگین سے یہی
کیا ہو ہم سے تو دشمن سے کیون نگاہ ملے

چلے جبکہ پا ئی مین سوئے دشتِ جنون
کئی جگہ ہمین رستے مین خارِ راہ ملے

دل و جگر نہ کہین گے ہماری ہی ہر گز
او نہین کے ہین جو طرفدار و وہ گواہ ملے

تو نکے جور و ستم کی خدا سے ہو فریاد
بلائے عرش کی رنجیدہ وہ آہ ملے

کسی نے یہ ہی نیو چہالہ کیا گزرتی ہی
ہزار بار حسینون کو ہم تباہ ملے

یہ آرزو ہی کہ گم گشتگی ہو کچھ ایسی
کسیکے کوچے سے نکلون تو پھر نہ راہ ملے

خضابِ رنگ دکھاتا ہی ریش و اعظ پر
خدا کرے کہ نہم مین یہ رو سیاہ ملے

خیالِ غیر کا مسکن ہی جس جگہ ای یار
مجھے بھی رہنے کو ایسی فرودگاہ ملے

وہ میرے دل مین جو حسرت کی طرح آکے رہین
یہ آرزو ہی نکلنے کی پھر نہ راہ ملے

وہ کس طرح سے مرے پہلو سے لے گئے دل کو
کہین نہ اسکے زمانے مین دو گواہ ملے

ابہی سے کرتے ہین باقی جو ریہ نا کیہ
ہمین نہ حشر کے دن کوئی دادخواہ ملے

۲۷۳	شراب کی جو مین رکھون بیل ای احسان تو اب مین بہی مجھے لذتِ گناہ ملے	۱۵

وہ آئے لطف ملاقات گاہ گاہ رہے
خیالِ یار سے آئی تو رسم و راہ رہے

نہ دل دہی نہ محبت نہ رسم و راہ رہے
ستم تو یہ ہی وہ کہتے ہین ضبط آہ رہے

تمام عمر حسینونکی ٹھوکرین کہائین
رہِ طلب مین رہے ہی تو سنگ راہ رہے

اب اور ای شبِ فرقت مین کیا کہون جو کہو
یہی خوشی ہی تو کہدین تمہاری خاطر سے

بلا سے صدمۂ دوری ہو لیکن ای صیاد
نہ ہمنے خاک اوڑائی نہ ہم تباہ رہے

تری طرح نہ مقدر مرا سیاہ رہے

خدا کی شان کریمی کو تجھ سے پوچھے کوئی
گناہگار بھی ٹھہرے تو بیگناہ رہے

ہمارے چاک جگر کو سیو نہ بخیہ گرو
کسی کی آمد شد کے لیے تو راہ رہے

سنبھل سنبھل کے طبیعت فراق میں بگڑی
بھٹک بھٹک کے رہ عشق میں تباہ رہے

خدا کے سامنے کہنا پڑیگا حشر کے دن
تری زبان مرے در دکی گواہ رہے

ہزار بحر بہرے ہوں تو کچھ نہیں پروا
مگر عتاب سے خالی تری نگاہ رہے

ٹھہر کے پوچھ لو عاشق کا حال رحمت دو
تمہارے ساتھ کہانتک ہماری آہ رہے

مجھے پسند نہیں آسمان کا پہرنا
نہیں تباہ رہوں یا وہی تباہ رہے

دم اخیر وہ بہر عیادت آئے ہیں
اب آج تو مری حسرت بھری نگاہ رہے

۲۷۴ | یہ کیا وفا ہی تم احسان مر نہیں جاتے
غضب ہی آنکھ سے او جلد وہ رشک ماہ رہے | ۱۱

ہجر میں نکلی مری جان بڑی مشکل سے
یہ مصیبت ہوئی آسان بڑی مشکل سے

روک کر دل میں تری یاد کو رکھا ہم نے
آج ٹھہرا ہی یہ مہمان بڑی مشکل سے

[illegible] کے ٹکڑے نہ پراگندہ کرو
جمع ہونگے یہ پریشان بڑی مشکل سے

[illegible] دیتے ہیں بے سود ہی پامالی دل
ملتے ہیں وصل کے ارمان بڑی مشکل سے

یار کو دیکھ کے مچلے تو تھے اطفال سرشک
آج مانے ہیں یہ نادان بڑی مشکل سے

ناتوانی نے کیا دست جنوں کو بھی ضعیف
چاک ہوتا ہی گریبان بڑی مشکل سے

یار و گلزار و شب ماہ و شراب و ساقی
ہاتھ آتے ہیں یہ سامان بڑی مشکل سے

کافر آنکھوں کو بتاؤ نہ تم اعجاز نما
اسکو مانیں گے مسلمان بڑی مشکل سے

[illegible] طرح خاک اوڑائی رسوا
جینے پایا ہے مجھے ایمان بڑی مشکل سے

اور سب کچھ مگر اوس بت کو خدا ہی کہنا		بون بچا ہی مرا ایمان بڑی مشکل سے	
۲۷۵	آئے ہین سیکڑون جیلے تمھے نیرنگ ہزارون اظہار لائے ہم یار کو احسان بڑی مشکل سے		۱۱
کہتے ہین وہ مجھکو مرا شیدا ہی نہین ہی	۴	سچ ہی کہ تڑپنا ابھی دیکھا ہی نہین ہی	
مظلوم کی ظالم کو ہی سنتا ہی نہین ہی		چلاؤ کہ رو داد سے پروا ہی نہین ہی	
تم اور کبھی مجھسے ہم آغوش نہ ہوتے	۵	جذب اثر شوق و تمنا ہی نہین ہی	
مسعود ہو کے دیئے اونکی نگہ نے مرے دلکو		نادان ہی ایسا کہ سمجھتا ہی نہین ہی	
پردے مین ہی کیون برق تجلی سر طور		کیا اور کوئی دیکھنے والا ہی نہین ہی	
بیٹھے رہو پہلو مین کہ درد اوٹھنے نہ پائے		دل پھیر لین اس بات کا جھگڑا ہی نہین ہی	
وہ سامنے آتے ہین مگر کہتے ہین یہ بھی		تونے ابھی جلوہ مرا دیکھا ہی نہین ہی	
کیون ان تمکو ہو انکار لپٹ جانے سے اتنا		کیا دل مین ترے کوئی تمنا ہی نہین ہی	
سب صدمے شب ہجر کے اوٹھوئے ہین سہے		پھر کہتے ہو یہ تیرا کلیجا ہی نہین ہی	
کہتے ہین وہ تعریف کے قابل نہین عاشق		فرمائین بڑا کیا ہی جو اچھا ہی نہین ہی	
۲۷۶	وصل اوسکا میسّر ہو مجھے کسطرح احسان یہ تو مری تقدیر مین لکھا ہی نہین ہی		۱۳
مین مانگتا ہون بوسہ وہ کہتے ہین جھڑکیان	۴	اک بات مزید ارادہ ہی ہی اور ہی	
آئینے مین منہ دیکھکے حیرت ہوئی اونکو		خود کہتے ہین اس حسن کے ہوتے ہین بشر ہی	
جب دیکھتا ہون میری ہی آنکھون مین ہی ہو تم	۵	ای حسرت دیدار کہین ہی ترا کھٹکا بھی	
دل کہتا ہی اے جان جرا نا نہین ممکن		قاتل کی طرف دار ہی دزدیدہ نظر بھی	

اللہ ہو غم دوری کو نکالے
سینے میں دبا جاتا ہی اب دل ہی جگر ہی

ڈھونڈتا کبھی اونسے کو کبھی گم شدہ دلکو
رہتی ہی پریشان مرے ساتھ نظر ہی

آنکھو نمیں جو رک رہتا ہی دم آنسے اونکے
کہتے ہیں ہمیں ہیں دیر ہوئی جاتی ہی مر ہی

دل مضطرب الحال ہی تھوڑی ہی شب وصل
کم بخت سے کہتا ہوں زرا دیر ٹھہر ہی

وہ آنکھ ملاتے ہی جو ہو جاتے ہیں بیتاب
کہتے ہیں بری ہوتی ہی حسرت کی نظر ہی

غیرونکی طرف جاتے ہو جاؤ یہ رہے تم
اکروز تڑپتے ہوئے آؤگے ادھر ہی

رونے نمیں جو یاد آتی ہی اونکی تباہی
دل تھام کے رہ لیتے ہیں ہم ہاتھ جگر ہی

کچھ دیکھکے اودھر سے ہو جو ہیں کو جھپکانا
ہمراہ مرے گھورنے والی ہی نظر ہی

۲۷۷	دلکو ہی تمنا کوئی ملنا تو یہ کہنا احسان کبھی گھر سے نکلنا تو ادھر ہی	۱۲

حیران جائیے نہ پریشان جائیے
مقتل میں لیکے ہوتکا ارمان جائیے

اچھی نہیں ہی وصل کی شب یہ نہیں نہیں
کہنا مرا خدا کے لیے مان جائیے

دشمن کی دشمنی کو سمجھتے ہیں دوستی
اس بھولپن پہ آپ کے قربان جائیے

تیر ستم کا چاہیے کوئی تو یادگار
دلمیں ہمارے چھوڑ کے پیکان جائیے

کہنا یہ اونکا یاد ہی بزم شراب میں
پی لیجیے خدا کے لیے مان جائیے

عاشق کہے جانے کا بتاؤ ہمیں کیا نشان
حسرت بھری نگاہ سے پہچان جائیے

ہم کو بھرا ہی حسرت دل ہی عزیز ہی
نکلے نہ نکلے وصل کا ارمان جائیے

میری جو شامت دل ناکارہ کیجیے خیال
روٹھے رہے بہت مگر اب مان جائیے

اللہ رے شوق کہتا ہی دل روئیے یار پر
اکدن میں لاکھ بار تو قربان جائیے

بیوجھ کب مین آج تصدق ہوون اپر	وہ کل کا نازکل کی ادا جان جایئے
جس رنگ مین مجھے نظر آتا ہی حسن یار	آنکھین پکارتی ہین کہ پہچان جایئے

۲۷۸	احسان مر چکے ہین کسی پر خوشی سے ہم پھر بھی یہ آرزو ہی کہ قربان جایئے	۲۱

یار کے ہاتھ سے جو ہو وہ مآل اچھا ہی
دل کو تلوون سے مسل دے یہ سوال اچھا ہی

دل کو تڑپائے جو اگر وہ خیال اچھا ہی
بس یہی آنکھ لگانے کا مآل اچھا ہی

شکوون سے تذکرۂ شوق وصال اچھا ہی
کچھ برائی نہو جس مین وہ سوال اچھا ہی

بزم مین دیکھو مرے دیکھکے چپ بیٹھے ہین
دل ہی دل مین وہ سمجھتے ہین کہ حال اچھا ہی

ہوتی رہتی ہین تصور مین سے مزکی باتین
سو تمناؤن سے اک تیرا خیال اچھا ہی

دل لگی کی ہی کوئی چھیڑ محبت مین رہے
چٹکیان لینے کو ارمان وصال اچھا ہی

مجھکو جب پاتے ہین وہ بستر غم پر بیہوش
گھر کو یہ کہکے پلٹ جاتے ہین حال اچھا ہی

وعدۂ وصل کرے غیر کی خاطر سے کوئی
اس خوشی سے تو جدائی کا ملال اچھا ہی

آپ نے دلکو مرے دیکھ کے کیون پھینک دیا
پاس رکھیے اسے لیجایے مال اچھا ہی

ستم و جور اوٹھانے کے لیے کون رہے
خاک مین ہمکو ملا دے تری چال اچھا ہی

قابل داد کھڑی بہر کی ملاقی نہین
دل مین رہنے کو جو آئے وہ خیال اچھا ہی

نگہ ناز نے کچھ پوچھ لیا تھا اوٹھکر
آج کل سے دل بیمار کا حال اچھا ہی

وہ نہ بوسہ دین مگر منسکے مٹا دین مجھکو
جس مین پہلو ہو خوشی کا وہ ملال اچھا ہی

لہکے لہکے سخن ساز نکر جاتے ہین
انکو بھی بات بنانے مین کمال اچھا ہی

تمنے لیٹا کے مجھے دور کیا درد فراق
ہاتھ کیون رکھتے ہو دل پر مرا حال اچھا ہی

جب گرا ہاتھ سے توبہ کی طرح ٹوٹ گیا
اِس کرامت میں مرا جامِ سفال اچھا ہی

وصل ہو جائے تو پھر وصل کی باتیں پوچھیں
چھیڑ کا جسمیں ہو پہلو وہ سوال اچھا ہی

کھل گئے زخمِ جگر فصلِ بہار آنے پر
دلفگاروں کے لیے آئے یہ سال اچھا ہی

بیٹھکر وہ پہلو میں ہنسے ہیں کیا کیا
گدگدانے میں مرے دل کو کمال اچھا ہی

ہم کہے دیتے ہیں ای بت کہ خدا ہی ہے جمیل
دیکھ نخوت سے نہ کھو میرا جمال اچھا ہی

۲۷۹ | آنکھ کا سحر لبِ یار کا اعجاز احسان
کس کو ترجیح دوں دونوں کا کمال اچھا ہی | ۹

اسطرح ہم طرفِ کوچۂ دلدار چلے
لاکھ بار اوٹھ گرے دوڑ کے سو بار چلے

جاتے ہیں حضرتِ دل لو چلے اہلِ وصال
کسطرف آج حسینوں کے طرفدار چلے

نگہِ شوق نے گھورا تو ہوئی کیا تقصیر
کوئی کہیو پسینہ اوٹھا کر سرِ بازار چلے

بزم میں جمع ہیں ہوس تیرے ای ساقی
دورِ ساغر کو ہو نا کید کہ ہشیار چلے

کیا کوئی اور بھی ہے جانسے جانے والا
کدھر آئے تھے کدھر کھینچ کے تلوار چلے

خط میں لکھوں جو حسینوں کی رکاوٹ کا گلہ
دمِ تحریر سیاہی ہی نہ زنہار چلے

یارب اتنا تو ہو عالم میں محبت کا رواج
عشق کے نام کا سکہ سرِ بازار چلے

ملکے وصل میں اسوا سطے ارمان وحیا
شوق کے آگے نہ اوس شوخ کا انکار چلے

۲۸۰ | ہاتھ دو انکے باندھے تو وہ بولے احسان
قیدخانے کو محبت کے گرفتار چلے | ۱۳

غم دوست نہ ایسی ہی طبیعت ہو کسیکی
چھاتی سے لگا لیتا ہوں حسرت ہو کسیکی

کس طرح شبِ وصل مروت ہو کسیکی
جب آنکھ ملانے کی نہ عادت ہو کسیکی

دشمن کے لیے کہتا ہون پر وہ مین اونسے
تمکو نہ مری طرح محبت ہو کسیکی

نالا ہی یہ کہکر گلۂ جور و ستم کو
وہ کیا کرے جب ایسی عادت ہو کسیکی

معشوق کو عاشق از شوق بنا دے
آئنے مین ہماری ہی طبیعت ہو کسیکی

کہتے ہین وہ ٹھوکر ہی سے پھوڑینگے کسیدن
سینے کا پھپولا ہو کہ تمت ہو کسیکی

جس روز سے آئی ہی تو جاتی نہین ظالم
ہیٹ ایسی نہ یارب کسیکو فرقت ہو کسیکی

یہ شوق ستم ہی کہ مری خاک کے دھوکے
ٹھوکر وہ لگا دیتے ہین تربت ہو کسیکی

منہ آئنے مین دیکھکے کہنا یہ کسیکا
پھر کیا ہی جو ایسی بھی نہ صورت ہو کسیکی

دلمین تری یاد آئی تو مجھکو نہ بتایا
ایسی بھی دعا باز نہ حسرت ہو کسیکی

آراستہ ہو دیکھکے آئینہ محل مین
پنہان کسی گوشے مین حیرت ہو کسیکی

بے گنتی بلین بوسے شب وروز سے وصل
پھر کیا ہی جو آنی بھی ہمت ہو کسیکی

۲۸۱	بوسے کی طلب پر وہ کہا کرتے ہین ہر بار احسان کم اتنی بھی نہ ہمت ہو کسیکی	۹

زندگی نذر جدائی ہو گئی
ہم سے اتنی بیوفائی ہو گئی

عشق نے بدنام ہمکو کر دیا
رونے رونے جگ ہنسائی ہو گئی

اپنے روٹھے کو منایا مینے آج
ہمسے سیدھی کج ادائی ہو گئی

اوٹھکے آ بیٹھا جو پہلو مین کوئی
درد کی دل سے جدائی ہو گئی

عشق کا قبضہ ہی صبر و ہوش پر
دلکی ہر دولت پرائی ہو گئی

شہرہ ہی بے پردگی یار کا
کیا ہی رسوا خود نمائی ہو گئی

ہم گلی مین بھی قدم رکھنے پاے
یار کی دل تک رسائی ہو گئی

میرے سینے سے جو آلپٹا وہ شوخ | ہر کدورت کی صفائی ہوگئی

۲۸۲ | وصل میں احسان اوسکی ہر ادا مجھکو طرزِ دلربائی ہوگئی | ۱۳

عشق سے فرصت نہلی دلکو سنبھلنے کے لیے | مجھپر آفت ہی جو آئی تو نہ ٹلنے کے لیے
آؤ مجھپر کفِ افسوس ہی ملنے کے لیے | ہی تہلو ملے حسرت کو نکلنے کے لیے
ہمرہ اشک جو گرپڑتے ہیں دلکے ٹکڑے | اوٹھکڑے ہوتے ہیں وہ پانسے ملنے کے لیے
میرے سمجھانے سے اور زخود رفتہ ہوئی | آپ ہی کہیے طبیعت سے سنبھلنے کے لیے
دلکو اونکے بھی کرے عشق کی تاثیر گداز | ہمتو حاضر ہیں طبیعت ہی بدلنے کے لیے
کھل رہا ہی یہ شبِ وصل بناوٹ کا بگاڑ | آج بگڑا ہی مزاج اونکا سنبھلنے کے لیے
ای غم و یاس یہ کیا بھیر لگا رکھی ہی | راہ دو دلسے تمنا کو نکلنے کے لیے
کچھ مزا پایا ہی ایسا کہ ہوا ہوں راضی | اپنی حسرت کو ترے غم سے بہلنے کے لیے
پاؤں رکھتا ہی نہیں فرش زمیں پر مغرور | دو قدم کون کہے ناز سے چلنے کے لیے
بیخودی میں ہمیں ہر وقت یہ ارمان رہا | کس طرح ہوش میں آتے ہیں سنبھلنے کے لیے
سخت جانی کی شکایت ہی مجھی سے اونکو | کند خنجر سے تو کہتے نہیں چلنے کے لیے
جسکو وہ عاشقِ بیتاب و تواں کہتے ہیں | وہ ہمیں ہیں غم و اندوہ سے ڈھلنے کے لیے

۲۸۳ | یہ تمنا ہی کہ لپٹائے رہیں ہم احسان یار آغوش میں کہہ اسے نکلنے کے لیے | ۱۶

اون پہ فدا ہی بخت عدو پر نثار ہی | وہ دل کہ جسکو حسرتِ بوس و کنار ہی
یہ کیا کوئی نہ آئے تو کیوں انتظار ہی | تم جھوٹ بھی کہو تو ہمیں اعتبار ہی

مدت سے دل مین حسرتِ پیکانِ یار ہی
ظالم کی چٹکیون سے کلیجا فگار ہی

دلمین سرورِ وصل یہی ہی رنجِ ہجر ہی
کچھ نشۂ چشمِ شوق مین ہی کچھ خمار ہی

کہتے ہو کیا ہماری گلی مین ہی کونِ دفن
ٹھوکر لگا کے پوچھلو کس کا مزار ہی

دامن اوٹھا کے چلنے کی عادت ہی راہ مین
ہر خاک کو سمجھتے ہین میرا غبار ہی

تم ہاتھ بڑھکے میری ہی گردن مین ڈالدو
پھر گفتگو مجھی سے کہ تو بیقرار ہی

اشک اپنے پوچھ لیتے ہین ہم اونکو دیکھکر
دامن ہمارے آنسوؤن کا پردہ دار ہی

شکرِ خدا کہ یہ تو وہ بولے زبان سے
اِک رحم دل حسین کو بے رحم کر دیا

طرفہ یہ شیوۂ ستم روزگار ہی
ارمان بڑھ چلے ہین جو وعدے کی رات ہی

دل پر تمام عمر کی حسرت نثار ہی
خارِ الم چبھو کے ادائے عشق نے دو چار

کھٹکے جو بار بار وہ پیکان یار ہی
جب کہئے ان دنون کوئی فریاد رس نہین

آنکھین پکارتی ہین شبِ انتظار ہی
ایسے سے کیا مجال تغافل جو یہ کہے

ہمسا بھی کوئی خلق مین غفلت شعار ہی
کیا ہی جو پوچھتے ہو کسی کا نشانِ قبر

وہ خاک اوڑھ رہی ہی وہ سنگِ مزار ہی

۲۸۴ | احسان کیا وہ قاتلِ عشاق آگیا
مقتل مین آج کس لیے غل ہی پکار ہی | ۱۳

مرحبا او دلِ بیتاب کے ملنے والے
بیٹھے بیٹھے ترپ اوٹھتے ہین سنبھلنے والے

آج پھر روٹھے ہین تیوری کے بدلنے والے
جان مین جان ملی ہے ارمان نکلنے والے

لبِ جانبخش نے کچھ کہکے اونہین روک لیا
مر چکے تھے کفِ افسوس کے ملنے والے

رک رہا حلق پر اسطرح کسی کا خنجر
جس طرح بیٹھکے دم لیتے ہین چلنے والے

خانۂ دل کو ہیں کن لوگوں سے رکھوں آباد
چند ارمان ترے وہ بھی نکلنے والے

ہر قدم پر رہ محبوب میں سر رکھتا تھا
ٹھوکریں کھا کے گرے یاد نہ چلنے والے

غیر کے ساتھ ہیں وہ اب جگر و دل پر تیں
کس کا ڈر کرتے ہیں وہ ہاتھ ملنے والے

یار کے درد و تصور کا ہی دل تک جمگھٹا
چلتے پھرتے نظر آئینگے ٹھلنے والے

ہوش آیا ہمیں سر رکھنے ترے قدموں پر
کر سکیں آفاق میں جن کر کے سنبھلنے والے

خود وہ بولے جو میں انداز نگہ پر تڑپا
رحم کرتے نہیں مہری کے بدلنے والے

وصل کا لطف ملا وصل کے ارمانوں سے
رہنے والوں سے ہیں اچھے نکلنے والے

آکے پہلو میں مرے مرے یہ کہنا اونگا
شوخ ہوتے ہیں بہت دل کے مسلنے والے

۴

۲۸۵

لب جاں بخش کہیں حال تو پوچھے احسان
مرض الموت میں سنتے ہیں سنبھلنے والے

۹

ٹھہری ایک شب ہی عمر بھر وصل کی
رہی سینے میں حسرت بنکے محرومی مقدر کی

دل مضطر میں میرے پہانس بن بنکر کھٹکتی ہیں
تری پلکیں ہیں ای سفاک یا نوکیں ہیں نشتر کی

وہ وقت فیصلہ مجھسے روک کر ہاتھ اٹھا کہتے ہیں
سمجھلے ہی یہ اک ادنی سی حرکی ہے خنجر کی

جفا سے وہ نہیں ہٹتے وفا سے میں نہیں پھرتا
ہمیشہ مجھمیں اونمیں چوٹ جاتی ہے برابر کی

ہمارے خانۂ ویراں کو بھی آباد کرتا تھا
تمہیں فرصت جو دیتا کسی دن غیر کے گھر کی

بٹھاؤنگا جو ہم درد و غم کو کس جگہ یارب
کہ وسعت ہی نہیں ہے اسقدر میدان محشر کی

ادھر ارمان بڑھتا ہی ادھر جوبن ہے ڈھلتا ہی
محبت کی کشاکش سے امنگیں ہیں برابر کی

وہ خواب ناز میں ہیں کہتے ہیں غمزے سے پھر لینا
خریدار وفا کونین ہیں بازار محشر کی

تردد میں بہت رہتا ہی خوش احسان دل اپنا

۲۸۶	ہماری فکر گویا اک طبیعت ہی تو نگر کی	۱۵

تو ہین کچھ حوصلا نکلے تو ہین کچھ مدعا نکلے
اودہر تم کو سنے دو سطر قسمہ سے دعا نکلے

دل بیتاب مین کہا ہی جنے رشک دشمن کو
کہین ایسا نہو یہ غم بھی درد لادوا نکلے

ازل مین سن چکے تھے ہم ہماری جلوہ آرائی
تماشا دیکھنے کو اسلیے محفل مین آ نکلے

گلوئے سخت پر خنجر کو چلنا چاہیے رک کر
کہ کچھ تو یار کی مشق ستم کا حوصلا نکلے

کوئی آنکھین پھرا کر امتحان ضبط کرتا ہی
ستم ہی کچھ اسی انداز کے طرز آزما نکلے

یہ خواہش ہی بدلکد اسطرح عشق اپنی تیرین
ستم جسکو مین سمجھون بیوفا اونکی وفا نکلے

خبر دشمن کو پہونچائی ہی میری بیقراری کی
اونہین کے دوست ہیرے نالہائے نارسا نکلے

تصور ہی مین لوٹون لوٹے لب شیرین کے ہنس ہنسکر
انہین نا تو نمین شاید کچھ محبت کا مزا نکلے

مرے اشکون نکو خود اپنا تصور بھیجکر روکا
مین او نکا آشنا نکلا وہ نے میرا آشنا نکلے

لگاتا ہی جو خنجر تو لگاؤ اس لگاوٹ سے
دہان زخم سے پیرون صدائے مرحبا نکلے

شب وعدہ بھی جھگڑے ہوے ہین ذکر دشمن پر
کہو پھر لطف کیا آئے کوئی ارمان کیا نکلے

بہت اچھا تڑپکر ہم تصدق ہوتے ہین تیرے
برائی ہی یہی ہے مدعی کا مدعا نکلے

کرشمے تیری آنکھون کے رہین پھر جانے والے
اگر انمین سے مطلب کی بھی کوئی ادا نکلے

بہت تھہرے ہوے ہین ہم مگر اب تک تڑپنے مین
تلاش یار مین نکلے بھی تو آہ رسا نکلے

۲۸۷	دربیت الحزن پر اسلیے احسان ہٹھاؤن کہ اُس رستے سے بھی شاید کبھی وہ بیوفا نکلے	۱۱

پیو جھو وصل کیا شے ہی کہ جسپر دم نکلتا ہی
یہ وہ آیا ہوا ارمان ہی جو کم نکلتا ہی

خموشی سے وہ بت آئینہ خوبی نہو کیونکر
کہ جسپر نے مین بھی تصویر کا عالم نکلتا ہی

ترا اور بھر اہوا جوبن تری جادو بھری انکھیں
انہیں سے جان جاتی ہی انہیں سے دم نکلتا ہی

عدو کو میں بتاتا آرزو اپنی معاذ اللہ
تمہیں بولے کیوں نہ پوچھا کس لیے تم دم نکلتا ہی

عدو کے سامنے رو رو کے اظہار الم کیسا
ترا مطلب یہی کچھ ای دیدۂ پرنم نکلتا ہی

غرض اری ہماری حسرت کشتہ کی سبب کیا ہی
ہجوم آہ بھی سنکر صف ماتم نکلتا ہی

تجھے جو انکھ دیکھا کرتی ہی دشمن کے پہلو میں
اوسی سے اشک حسرت بنکے تیر ارغم نکلتا ہی

فلک ہی کہدے کبتک ہمسے غافل کو خبر ہوگا
وہی نالہ کہ جو اب سینے سے پیہم نکلتا ہی

کبھی جاتی نہیں کچھ شرم انکو نیکی کیفیت
کسیکے منہ چھپانے میں بھی اکا عالم نکلتا ہی

لہو رو کر خبر دیں کیا اونہیں جن کی تمنا کی
کہ اتنو وہ بھی انکھوں سے ہماری کم نکلتا ہی

۲۸۸	ہمارے پوچھنے والو نسے کہتا ہی وہ بت اکثر وہی احسان جو اس کو چاہیے ہر دم نکلتا ہی	۱۵

نیو جھو ہوا کیا یہاں آتے آتے
کسی نے کیا نیمچان آتے آتے

وہ کیوں بیٹھے بیٹھے یہاں آتے آتے
ہوئے کس لیے بدگمان آتے آتے

نہ چلانے دیگی ہمیں نا توانی
جنہیں گے تڑپ کر فغان آتے آتے

مری طرح ہو جائے زلفوں کا سودا
تجھے چکر ای آسمان آتے آتے

اونہیں کھینچ لائے مرا جذبۂ دل
ابھی تو نہیں ہو گی ہان آتے آتے

فلک ہمسے پوچھے تو کیونکر بتائیں
وہ کیوں ہو گئے مہربان آتے آتے

اسی ظلم میں ہیں محبت کے پہلو
سنائیں وہ سو کالیان آتے آتے

خدنگ نگہ چل کے دلمیں نہ بیٹھا
کہیا کیوں مرا میہمان آتے آتے

ابھی کم سنی ہی ابھی سادگی ہی
اونہیں آئینگی شوخیان آتے آتے

الٰہی جفاؤن سے کرلیں وہ توبہ ۔		مری نوبتِ امتحان آتے آتے
اِدھر جاتے جاتے ملے خاکمیں ہم		اودھر ہوگئے وہ جوان آتے آتے
عدو سے وہ کرتے ہیں کچھ ذکر میرا		خبر آگئی ہچکیان آتے آتے
اونہیں میری صحبت نے باتیں سکھائیں		ہوئے بے تکلف تپاک آتے آتے
مرے دلمیں آکر کوئی بیٹھ جائے		الٰہی لبوں تک فغان آتے آتے

۲۸۹	عدو کی بناوٹ ہی احسان یہ بھی وہ سو بار بگڑے یہاں آتے آتے	۱۱

دل لیگئے پہلو سے وہ دیکھا نہ کسی نے		ایسا بھی دیا ہی ہمیں دھوکا نہ کسی نے
قاصد کے پھر آنے کی خوشی ہو مجھے کیونکر		ہم آئینگے اتنا بھی تو لکھا نہ کسی نے
ہم حشر میں دیدار کے ہوتے متقاضی		کیوں آج کیا وعدہ فردا نہ کسی نے
بیقدری دل کتنی حسینو نمیں ہوئی ہی		کیا چیز ہی اتنا بھی تو پوچھا نہ کسی نے
جوبن کے ابھرنے میں کبھی دیر نہ ہوتی		خود بڑھنے دیئے دست تمنا نہ کسی نے
کہتے ہیں وہ آرام سے پایا ہی جو مجھکو		چٹکی سے ملا تیر اکلیجا نہ کسی نے
سینے میں تپکتا ہی رہا آبلۂ دل		نشتر کیطرح کیوں اوچھیڑا نہ کسی نے
خود داد کی طالب ہی یہ کہکر نگہ ناز		تڑپایا تجھے ہمسے زیادا نہ کسی نے
دشمن کے لیے خاکمیں مجھکو جو ملایا		دنیا میں کہا آپکو اچھا نہ کسی نے
لذت ہوئی پیدا مری باتوں میں جو شاید		رہ رہ کے سنا مجھکو افسانہ کسی نے

۲۹۰	جس طرح کیا عشق نے احسان کو بدنام مشہور کیا یار کو ایسا نہ کسی نے	۱۵

مدعی مطلب آشنا بھی ہے
وہ بھلا ہی تو کچھ برا بھی ہے

آہ کے ساتھ اک رسا بھی ہے
میری عرضی میں التجا بھی ہے

صاف لایا جواب خط قاصد
کیا پڑھوں اسمیں کچھ لکھا بھی ہے

سن سکو گے نہ ہم سے حال دل
جسمیں کچھ غیر کا گلا بھی ہے

کہتے ہیں وہ لگاؤں کیا ہو کر
تجھکو ملنے کا حوصلا بھی ہے

مجھسے کہتا ہے اولکا وصلکی شب
آدمی ہو کے بد بلا بھی ہے

گالیاں کھائیں عرض مطلب پر
ہمنے کچھ کہکے کچھ سنا بھی ہے

حال دل حال ہی نہیں خالی
سن لیں وہ طرفہ ماجرا بھی ہے

رہیے کیا اپنے عاشق سے
مضطرب بھی ہے منچلا بھی ہے

دلمیں کیوں منہ چھپائے بیٹھے ہو
اس جگہ کوئی ٹکتا بھی ہے

وصل میں اونکے پاؤں پر گرنا
عاجزی ہی ہے التجا بھی ہے

اوبھرے جوبن کا اسقدر پردہ
یہ نمودی کہیں چھپا بھی ہے

ہجر میں اسلیے نہ کھینچی آہ
سوچتا ہوں کہ کچھ رسا بھی ہے

کیا کہوں اپنا حال بیتابی
کوئی میرا سا چھپتا بھی ہے

رند مشرب ہی کچھ نہیں احسان
لوگ کہتے ہیں پارسا بھی ہے

۱۱

۲۹۱

یوں نبھے جو خود میں ایسا پیار رہنے دیجیے
وصل کی شب ہوز را ہشیار رہنے دیجیے

یہ نہیں شوق و شرم کی تکرار رہنے دیجیے
وصل کے اقرار میں انکار رہنے دیجیے

ہو نہیں سکتا اگر دور جدائی کا علاج
مجھکو مرنے کے لیے تیار رہنے دیجیے

ہان خلش کیواسطے اچھا ہی یکان خیر تنگ
ایک کیاد لمین ہے عمر دو چار رہنے دیجیے

منہ چھپانا اونکا یہ کہنا ہی روز حشر نہی
آنکھ ہی مین حسرت دیدار رہنے دیجیے

آپ در پردہ نہ چاہین لن ترانی کا جواب
سامنے آجائیے تکرار رہنے دیجیے

مجھکو ہو سکتا نہین سچی محبت کا یقین
جھوٹی قسمین کہاکے جھوٹا پیار رہنے دیجیے

غیر سے چاہو تمین بخت نارسا کا فیصلہ
آپ اپنی رائے کا اظہار رہنے دیجیے

اونکا یہ کہنا مری گردن مین ہاتھ ڈالکر
نا امیدی کو گلے کا ہار رہنے دیجیے

خود غرض کی دوستی کا ہو گیا ہی یہ عمل
مجھسے دل بیزار ہی بیزار رہنے دیجیے

۹۲ | لیتی ہی احسان قاتل سے مری زلفی تڑپ | ۱۳
تیر مجھپر چھوڑیے تلوار رہنے دیجیے

انکو رو رو کے جب منا ئی ہی
اوسکی تصویر مسکرائی ہی

آہ رستے ہی سے پھر آئی ہی
یہ رسائی بھی کچھ رسائی ہی

آپ غفلت نہین ہے دل سے
آہ کو شرم نارسائی ہی

صبح وصل آکے کھل گئین آنکھین
انتظار شب جدائی ہی

کیون نہ لین بوسہ زبان پایہ
ہمنے اک بات اوسمین پائی ہی

حرف افشائے راز سے ڈرتے
دوست کی دشمنی چھپائی ہی

دیکھتے رہتے ہین وہ آئینہ
اچھی صورت پسند آئی ہی

وہ جھڑکتے ہی ہین تو پیار کے ساتھ
صلح کے پردے مین لڑائی ہی

آپ ہنستا ہون اپنی رونے پر
دل لگی خوب ہاتھ آئی ہی

صلح ہمنے نہ کی رقیبون سے
بس اسی بات کی لڑائی ہی

	نقشِ پا کی طرح مٹا دیکھیں ہم سے کیا پوچھتا ہی ای صیاد		ای فلک دیر کیا لگائی ہی قید مین حسرتِ رہائی ہی
۲۹۳	لکھ کے بھیجا ہی اوسکو خط احسان ہمنے تقدیر آزمائی ہی		۱۱
	دلمین نہین ہین تیرونکے پیکان کیا ہوئے بن ٹھن کے آج بیٹھے ہو تنہا یہ کچھ نہین عالم تمام عشق کی ملّت مین آگیا کیون اب گلی مین خاک اوڑاتا نہین کوئی ملنے سے اونکے جب نہ رہا مدعا کوئی شب بھر ہی کے لیے تھا فقط اہتمامِ وصل ناکامی نصیب سے بگڑے ہمارے کام تم آگئے تو دلمین نہ پھر کوئی رہ سکا آنکھون مین سرمہ ہی نہ لبون پر ہنسی ہی آج سودائیون سے آج یہ کیسا سوال ہی		جو مجھکو تھے عزیز وہ مہمان کیا ہوئے آئینۂ جمال کے حیران کیا ہوئے ہندو کہ مرگئے وہ مسلمان کیا ہوئے وہ تیرے گیسوؤنکے پریشان کیا ہوئے خود پوچھتے ہین وہ ترے ارمان کیا ہوئے ہنگامِ صبحِ عیش کے سامان کیا ہوئے دشوار اور ہوگئے آسان کیا ہوئے حسرت کہان گئی مرے ارمان کیا ہوئے فرمائیے بناؤ کے سامان کیا ہوئے دانستہ پوچھتے ہین گریبان کیا ہوئے
۲۹۴	اسکی نگاہ نازنے لوٹا غریب کو صبر و قرار دل مین تھے احسان کیا نہ تھے		۱۱
	عاشقونکی کوچۂ قاتل مین پیشوائی ہوئی مین جو بیٹھا بھی تری تصویر حیرانی ہوئی دیدۂ اونکی نگاہِ شوخ کو لاکھون نے دل		یون ادا کی ہمنے ہر ہر بات پر کھل گئین آنکھین کچھ ایسی رونمائی ہوئی کیا مجھی سے دیدہ و دانستہ نادانی ہوئی

منہ دکھا کر جیتے ہین وہ خدا جانے کہان
جستجو مین کیا ہی نظر کو پریشانی ہوئی

وحدت زر کو پاک باطن اسلیے کہتے ہین ہم
جب کبھی زاہد نے گھورا ترش سے پانی ہوئی

تیری آنکھون کے کرشمے ہین یہی تو دیکھنا
دو ہی اک مین طبیعت مبرے دیوانی ہوئی

جان شواری سے نکلی تو گلہ کس بات کا
زندگی بہر ہمکو کس مشکل مین آسانی ہوئی

سر جو کاٹے بیٹھے ہو کیون قتل کرکے تم مجھے
کیا طبیعت آزردمند پشیمانی ہوئی

بانکپن ہے اک ادا اوس شوخکی خالی نہین
بروٹونکے بل ہوئی یا چین پیشانی ہوئی

حشر کے دن لاکھ نیرنگی سے آوے سامنے
بھول ہی سکتا نہین مین شکل پہچانی ہوئی

۲۹۵	ابرو و چشم پر کوئی قابو نہین رکھتا مجھے میر ساتھ احسان کے وہ بھی دیوانی ہوئی	۱۵

دردا نہانہ الم اچھے نہ حسرت اچھی
مختصر یہ ہے تم اچھے مری قسمت اچھی

کہتے ہین وہ کہ نہین ہی تری نیت اچھی
کیون برا کہتے جو ہوتی کہین قسمت اچھی

پیار کرکے جو مین ہوتا ہون طلبگار وصال
کہتے ہین ایسی محبت سے عداوت اچھی

حسن یوسف تہا جو بیشل نہ ثابت حضور
آپکی شکل بہت اچھی نہایت اچھی

آرزوون کیطرح دلمین ہی رہی ہو
تجھسے ای جان تیری محبت اچھی

جہوٹ تم کہتے ہو تم دوست ہو میرے نہ عدو
سچ مین کہتا ہون مین اچھا ہون نہ صورت اچھی

آئینہ سامنے آتا ہی تو فرماتے ہین
ہی مرے عکس کی کچھ مجھسے ہی صورت اچھی

ضبط فریاد و فغان جب سے کیا ہی ہمنے
تمنے کہر بیٹھنے کی پائی ہی فرصت اچھی

نامناسب ہی مری عشق سے ارکا شیخ
پیلے تہوڑی سی مرے مین ہی نہایت اچھی

ایسا محبوب نہین ڈہونڈہے ای پیر فلک
جسکا دل نرم ہو خونیک ہو عادت اچھی

جسکو رو رو کے کہون مین وہ فسانہ ہی جدا
جسکو ہنس ہنس کے سنیو تم وہ سکایت اچھی

بوسہ عارض محبوب لبا دل دے کر
چیز اچھی ہو تو ملجاتی ہی قیمت اچھی

کشتہ عشق کو ٹھکرا کے وہ فرماتے ہین
آج کب ہی مری ٹھوکر سے قیامت اچھی

ای فلک پہنچ یہان اونکو نہ ہمراہ لیجا
اس بلا سے ہی بلائے شب فرقت اچھی

۲۹۶

خواب غفلت مین ہی احسان شفق سا غمخوار
موت آجائے تو ہو جائے طبیعت اچھی

۱۰

جیا سے آئے نہ گو میرے رو برو کوئی
مگر سنا تو سہی پس پردہ گفتگو کوئی

شب فراق مین پر لے کیا کھٹکتا ہی
یہ پھانس ہی مرے سینہ مین کہ آرزو کوئی

چھپائیے گل رخسار کو خدا کے لیے
نظر نہ جا کے اوڑالے نہ رنگ و بو کوئی

جگر ہی ہو ترا مشتاق دل ہی ہو شیدا
مین کیون کہون کہ کسی کا نہین ہو تو کوئی

دم اپنا توڑتا ہو مین عجب تماشا ہی
دوا جانتے ہین بتاتی ہی آرزو کوئی

خدا سے مورکا طالب ہون کوئی کہدیتا
دعا کے واسطے بیٹھا ہی مستجاب کوئی

بتا یہ دل کہ بتاؤن اوسکو ہی مشکل
کسی کے ہاتھ مین دیدے دل عدو کوئی

ہوئے وہ بے خبر تو دل پکارا تو
خبر لو خاک مین ملتی ہی آرزو کوئی

نہ جلوہ گاہ مین اونکی نہ انجمن مین ہو
نہین بتا بھی کہ کس طرح خوبرو کوئی

۲۹۷

ہی تو وقت ہی اوٹھ عرض حال کر احسان
غرور و ناز سے بیٹھا ہی روبرو کوئی

۱۳

حالت دل بیتاب کی سینے مین نہان تہی
کس طرح نہ کہتا کہ وہ محتاج بیان تہی

اونکو مین جاگا نہین باور ہی نہ آیا
یہ منتظری تو مری آنکھون سے عیان تہی

جو حال کہا کچھ نہ سنا کان لگا کر
کل تیری طبیعت سے مگر کہہ آئے کہ ہان تھی

دشمن کو برا کہلے بگاڑا اوسے تو نے
ای شوخ مرے کام کی یہ تیری زبان تھی

تنہا رہے ہم شب فرقت مین کسی دن
تو غیر کے گھر مین تہا تی یا وہان تھی

جو سینے مین آیا نرہا چین سے دم بھر
مانند جگر تیری محبت بھی یہان تھی

یہ نامے مین واعظ نے کیا ذکر قیامت
کچھ کہتی صراحی بھی مگر منہ مین زبان تھی

دشمن کی محبت کے خریدار نہین ہم
ہمکو وہ اگر مفت بھی ملتی تو گران تھی

وہ آئے تو پھر یاد نہ آیا کوئی شکوہ
ہر چند کہ کہنے کو مرے منہ مین زبان تھی

ہم آپ سے باہر رہے وہ غیر کے گھر مین
کل بات نہ کہنے کی جہان تھی وہان تھی

رکھتے ہی قدم کیا ہی خجل کا ہی مرے ماہد
مسجد جسے سمجھا تہا وہ سایہ فگن تھی

پوچھین گے بتکرار یہ ہم آج فلک سے
کل کہنچی تہی جب آہ تمہارے کہان تھی

احسان اگر کہہ دو بھلا آپ سے آتے
تقدیر کی تدبیر ہی تاثیر فغان تھی

۲۹۸ ۱۱

عدو نے کچھ کہا مجھسے کہ تم سے
یہ مطلب کا گلا مجھسے کہ تم سے

ملا عین خاک مین تم نے ملایا
ہوا ناصح وفا مجھسے کہ تم سے

کسی دن پوچھکر اتنا بتا دو
مرا دل ہی خفا مجھسے کہ تم سے

سنا یا منہ مین کہنے آہ کہنچی
ہوئی پہلے خطا مجھسے کہ تم سے

بہت ہی آرزوے وصل دل مین
وہ رکہے آسرا مجھسے کہ تم سے

جفائین کین تو اہل وفا پر
خفا ہوگا خدا مجھسے کہ تم سے

یہی کچھ دین و دل مین ہی تکرار
خیال اوسکا بلا مجھسے کہ تم سے

عدو ہی کسکے ملنے کا طلبگار — کہیگا مدعا مجھسے کہ تم سے
شب غم میں تڑپکر جان دے دی — یہ کام اچھا ہوا مجھسے کہ تم سے
جگر سے کچھ یہی باتیں ہیں دلکی — کسی نے کچھ کہا مجھسے کہ تم سے

۲۹۹ — کسی سے پوچھتا ہوں میں یہ احسان مقدر ہی خفا مجھسے کہ تم سے — ۱۵

کبھی آنسو کبھی خون جگر بنکر ٹپکتا ہی — تماشا میں ہی مزاج غم میں رنگ اپنا بدلتا ہی
او چلنے دے جو دل ای چارہ گر میرا جو چلتا ہی — کہ اسمیں تو مرے مطلب کا اک پہلو نکلتا ہی
جو تیری چشم جادو تہام نے لگی تو ظاہر ہو — بکا ہوسے کوئی کرتا ہو اکیونکر سنبھلتا ہی
نہ پہلو میں کوئی حسرت نہ سلنے میں کوئی خواہش — وہی مجھکو بتا دیں پھر کلیجا کون ملتا ہی
ہمارے پاس سے اوٹھکر وہ جا بیٹھے رقیبوں میں — یہ کیا انصاف ہی یوں بھی کوئی پہلو بدلتا ہی
تماشا دیکھنے آئے ہیں وہ بیتابی دل کا — ہماری جان جاتی ہی کسیکا جی بہلتا ہی
کمی کرتا نہیں دل لگا تڑپنا جیخوری میں بھی — عجب ضد ہی کہ جب پیٹے ہیں تو اور دونا مچلتا ہی
تری فرقت میں یہ عالم ہی میرے سونے نہان کا — جب انمیں کہنچتا ہو ں میں موہن دل نکلتا ہی
ترے وعدے نے میرے دل میں جسکو روک رکھا ہو — وہی ارمان آنسو بنکے آنکھو تسے نکلتا ہی
کلیجے کو بڑا ظالم تڑپتا آپڑا دل پر — خدنگ یار بھی اہل دلوں کی چال چلتا ہی
نہیں معلوم مرے غم کو وہ کیونکر نہان چھوڑا — کہ آنکھ آنسو بہاتی ہی کلیجا ہاتھ ملتا ہی
بجز بہلے غم راحت کبھی حاصل نہیں ہوتی — خدا جانے زمانہ کروٹیں کیسی بدلتا ہی
زمانہ وصل کا آیا تو دشمن کو بھی یہ سوجھی — کہ میرے بخت سے اپنے مقدر کو بدلتا ہی
ترے سوز محبت کو حسد پیدا ہوا کیسا — ہماری ٹھنڈی سانسوں سے بہت جلتا ہی

۳۰۰	تلاش احسان ارزقہ کی ہی کیون اسقدر مکو وہ کیا بیٹھا ہو اور پر کف افسوس ملتا ہی	۱۱

وہ لب وہ نکہت نام خدا اور ہی کچھ ہی — اعجاز ہی یا سحر ہی یا اور ہی کچھ ہی
کہتے ہو تم انداز حیا اور ہی کچھ ہی — ہان ایک جھلک دیکھ لیا اور ہی کچھ ہی
رک رک کے چل ای خنجر سفاک گلے پر — رہ رہ کے تڑپنے کا مزا اور ہی کچھ ہی
صدقے ہو کس انداز پر ای یار مرا دل — شوخی تری کہتی ہی حیا اور ہی کچھ ہی
مقتل مین رہی پیش عدو بات ہماری — وہ بول اوٹھے تیری وفا اور ہی کچھ ہی
کہنا ہی پڑا اونکو شب وصل مین آخر — جو آنکھ مین ٹھہرے وہ حیا اور ہی کچھ ہی
وہ سنتے ہین جب دم تو یہ کہہ اوٹھتا ہی جوبن — اس اوٹھتی جوانی کا مزا اور ہی کچھ ہی
زاہد نہین اللہ سے حورونکو جو مانگون — عاشق ہون مرے دل کی دعا اور ہی کچھ ہی
کہتے ہین مرے سامنے دل میرا جلا کر — دزدیدہ نگاہون کی ادا اور ہی کچھ ہی
لے لی ہی بڑے پیار سے چٹکی مرے دل مین — محبوب کا انداز جفا اور ہی کچھ ہی

۳۰۱	نیرنگ طبیعت کے یہ نسخے ہین سب احسان درد اور ہی کچھ ہی نہ دوا اور ہی کچھ ہی	۱۲

گوشے مین بیٹھ رہنے کو میخانہ چاہیے — بیخود ہون مجھکو عزلت ستانہ چاہیے
شوق وصال ای دل دیوانہ چاہیے — ہر شب وہ کہین تجھے ابانہ چاہیے
وعدہ بھی لین کسی سے تو ہنگام میکشی — پیمان وصل کے لیے پیمانہ چاہیے
وسعت ہمارے دل مین ہی ٹھہلو چلو پھرو — تمکو اسی طرح کا جلوخانہ چاہیے
کیفیتون کے ساتھ رہے التماس حال — مینا کی طرح گریہ مستانہ چاہیے

دل جل بجھے گا یار کی شمع جمال پر
تھوڑی سی گرمجوشی پروانہ چاہیے

تیغ نگاہ یار کے منہ پر چڑھا رہون
ہر معرکے مین ہمت مردانہ چاہیے

وہ آئین سامنے مین نظر بہر کے دیکھلون
اتنا تو ہوش ای دل دیوانہ چاہیے

ہی احتیاج شمع کی ہر گھر کے واسطے
دلمین خیال عارض جانانہ چاہیے

کیونکر ہجوم حشر مین ٹھہرونگا مین روز حشر
وحشی مزاج ہون مجھے ویرانہ چاہیے

او مست ناز جھوم کے چل اینڈ کر نکل
رفتار مین بھی لغزش مستانہ چاہیے

۳۰۲ احسان دلربا کے سنانے کے واسطے
جو درد سے بھرا ہو وہ افسانہ چاہیے ۱۱

یاد کرتے ہین تجھے ہمارا اوٹھتے بیٹھتے
خاک مین ملجائین گے دو چار اوٹھتے بیٹھتے

بیٹھ جائے کوئی پہلو مین تو پھر اوٹھنے نپائے
مجھسے دل کا ہی یہی اصرار اوٹھتے بیٹھتے

تیری آنکھون کا اشارہ بزم مین پاتے ہی ہم
درد کی مانند لالہون بار اوٹھتے بیٹھتے

[illegible] ہی ساقی کرتے ہین میخوار اوٹھتے بیٹھتے

[illegible] محفل مین جو آیا کرون
ہر گھڑی کیا ہی پھر تکرار اوٹھتے بیٹھتے

[illegible] وصل کی پھر دھوم ہی اگر
تم مرے پہلو مین خود سو بار اوٹھتے بیٹھتے

[illegible] ہ چکے آرام سے
کہتی ہی ز بخیر کی جب کار اوٹھتے بیٹھتے

تیرے کس کا ہی دلمین جو دہان زخم سے
چوم لیتا ہون لب سوفار اوٹھتے بیٹھتے

درد پہلو ہی اوٹھا ہی لو چمنے کے واسطے
جب کراہا ہی دل بیمار اوٹھتے بیٹھتے

پڑتی ہین غصہ بھری تجھپر نگاہین یار کی
کچھ انہین تیز نکی ہی یو ہما اوٹھتے بیٹھتے

ایکدم سے یہی ہی کہ احسان [illegible]

وصلکی شب چوم لی وہ آنکھ شرمائی ہوئی | پچھی نظرون سے ہماری ہان سنائی ہوئی
تجھسے ملکر پہلے ہی خصمت شکیبائی ہوئی | دلمین اک حسرت ہی دوہری تڑپائی ہوئی
وہ نگاہ منحرف وہ زلف بل کہائی ہوئی | یہ بلا مجھپر انہین وہ نوکی ہی لائی ہوئی
تم کسی حیلے سے آجاؤ شب وعدہ اگر | سچی ہو جائے ابھی جھوٹی قسم کہائی ہوئی
وصل کی شب مین ہنسی کا ضبط کیون کر ہو تم | رک نہین سکتی طبیعت کی طرح آئی ہوئی
کہنے آئے ہین وہ مجھسے اپنے دلکی کوئی بات | مین سنونگا کسطرح دشمن کی سمجھائی ہوئی
خاکمین ملکر قیامت کی بھی اب سنتے نہین | یہ مری تقدیر ہی کس بت کی ٹھہرائی ہوئی
وصل کا وعدہ بھی لینا تھا دم اظہار شوق | ایک نادانی ہوئی اور ایک نادانی ہوئی
وہ بھی ہونگے کیا کسیکے وصل کے امیدوار | ڈھونڈتے ہین کیون مری حسرت نکلوائی ہوئی
کہدیا دشمن نے سب سے تم سے سنکر میرا حال | اب بتاؤ کسلئے منہ کسکی رسوائی ہوئی
دیکھلینا روکے جنت مین سے مزلوٹینگے ہم | حشر کے دن بھی اگر اونسے شناسائی ہوئی
عشق مین سمجھے شریک حال پھر کسکو کوئی | دل جو تڑپا آرزو دل کی تماشائی ہوئی
ہائے یہ کہنا کسیکا مضطرب پاکر مجھے | یون کسیکی بھی طبیعت ہو نہ گھبرائی ہوئی
ساتھ چھوڑا دل سے ہمدم کا وصال یار مین | آرزو نکلی تو لیکن مجھسے شرمائی ہوئی
بنگئی غیر اونکو جب دیکھا نگاہ شوق نے | مجھسے بھی کہتی نہین کسکی تماشائی ہوئی
شوق وارمان وتمنا مین سے اک کوئی نہین | اوسدم آئے دلمین تم جب محض تنہائی ہوئی
ہمنے پایا ہی تجھے لاکھون دعائین مانگکر | چھوڑ دینگے کسطرح دولت یہ ہاتھ آئی ہوئی
کشتۂ الفت ہوا زندہ تو دیوانہ بنا | ساحری آنکھون نے کی لب نے مسیحائی ہوئی

وہ جو اوڑھکر چلدیے منہ دیکھکر مین رہگیا
زخمِ نگہ کو جہانک کر شیشے مین بال باندھکر

میری قسمت میری حیرتکی نمایشائی ہوئی
چھپکے تجھسے اک دلہن بنٹھی ہی ہرجائی ہوئی

تھک گئے پائے طلب جسدم تو اوترا تن سے سر
عشق مین احسان کیسیکے سرفرائی ہوئی

متفرقات

دل اپنا تیرِ نگہ پر نثار کس نے کیا
خیالِ یار نہ آیا ہو جو دی ہین کبھین

مری طرح تری چتون کو پیار کس نے کیا
مجھے خبر ہی نہین ہوشیار کس نے کیا

اگر سو جو نکل آتے ہین بیتابی دل پر
کہتے ہین اسے ناز سے پالا ہی نہوتا

ہوتی جو ترے سوزِ محبت کی عنایت
پہر دل کی جگہ سینے مین چھالا ہی نہوتا

مژدہ اے آرزوئے وصل بر آئی اُمید
جو بن اوس شوخ کا یہ کہتا ہی اور بہرتا ہو مین

بیداد کرو قابلِ بیداد ہمین ہین
اس عملکی دہر مین ناشاد ہمین ہین

تقدیر نے بگاڑ دیا کام کیا کہین
تجھکو برا ہم اے دلِ ناکام کیا کہین

کہتے ہین ملے خاک مین آنسو تو ہین کیا
کچھ اشک ترے گوہرِ نایاب نہین ہین

عاشق ترے سب جی سے گزرنے کے لیے ہین
زندہ نہ رہینگے کبھی مرنے کے لیے ہین

وعدہ مین مگر رکتے ہین تو کہدیتی ہی چتون
کہہ آتے ہو کیون ہمتو مکرنے کے لیے ہین

خدا کا شکر اتنا تو کہا دشمن سے اوس بت نے
ہمارا بھی وہی عاشق جسے احسان کہتے ہین

بتیاب کسی روز جو وہ پاتے ہین دل کو
پہلو مین مرے بیٹھکے سمجھاتے ہین دل کو

اب پوچھتے ہو چاہنے والے کدہر گئے
مدت ہوئی وہ ٹھوکرین کہا کھاکے مر گئے

جسنے ستم اوٹھائے ہین وہ دل ہی تو ہی
بے مدعا ہی تو ہی بسمل ہی تو ہی

پوچھو نہ یہ آنسو مرے کیونکر نکل آئے
تم آنکھ مین ٹھہرے تو وہ باہر نکل آئے

اظہار تمنا کی یہ تدبیر ہی آہی
سینے سے تڑپکر دل مضطر نکل آئے

خلوت مین دل آرام بنے اور بگڑ جائے
افسوس مرا کام بنے اور بگڑ جائے

اک یہ بھی پریشانی خاطر کا ہی سامان
خود زلف سیہ فام بنے اور بگڑ جائے

کون ہو تیرا سلامی دیکھیے
کس کو تو کردے گرامی دیکھیے

اوسکے آگے ہوش تو رہتا نہین
کیا کہے جاکر پیامی دیکھیے

گالیان مجھکو سنائین آپ نے
آپ یہ شیرین کلامی دیکھیے

بزم مین آنے نپایا کوئی غیر
میری یہ خوش انتظامی دیکھیے

زہر ہی مجھکو اطبا کی دوا
کس قدر ہی تلخ کامی دیکھیے

محرم نگاہ غیر سے معمور ہوگئی
جالی کی کرتی خانہ زنبور ہوگئی

مخمسات

مخمس غزل امام الشعرا تاج الفصحا استاد الکل جناب شیخ امام بخش صاحب مغفور

شکل اپنی شب غم نے نہ دکھائی ہوتی
میری تقدیر بلا کوئی نہ لائی ہوتی

روح کی تن سے کسی روز جدائی ہوتی
مجھکو فرقت کی اسیری سے رہائی ہوتی

کاش عیسے کی عوض موت ہی آئی ہوتی

ہر جگہ حسن جہانتاب کی ہی جلوہ گری
عشق دلسوز کا گھر ہی دل عالم مین یہی

نور خورشید سے قائم ہی چمک ذرّون کی
گر نہو شمع تو معدوم ہین پروانے بھی

تو نہوتا تو صنم کب یہ خدائی ہوتی؟

دیکھو خاطر بسمل کی تڑپ کا عالم
یاد رکھو نہین اچھے ہین تمہارے یہ ستم

کون ہی میرے سوا آج سزاوار کرم
غیر سے کرلیتے ہو ابرو کے اشارے ہر دم

کبھی تلوار تو مجھپر بھی لگائی ہوتی

کیا برائی ہی کسی بت کا اگر شیدا ہون
ہجر مین اپنا ہی دل تنہا ہے ہوے بیٹھا ہون

اب تو سن سنکے پریشان بہت ہوتا ہون
اوسکی ہر دم کی نصیحت سے مین تنگ آیا ہون

کاش ناصح سے بھی آنکھ اوسنے لڑائی ہوتی

عشق کی چوٹ اوڑھائی ہی نہ کیا کیا
اف بھی نکلی ہی نہ مُنہ سے کبھی سسکوا کیسا

اے فلک جبر کا صدمہ تو بہت ہی تھوڑا
ہون وہ غم دوست کہ سب اپنے ہی دل مین بھرتا

غم عالم کی اگر اس مین سمائی ہوتی

رنج و محنت کے سوا ہون مین راحت نہ ملی
ہوگئی خشک تمنا ؤن کی ساری کھیتی

نخل امید کی قسمت مین نہین سبزی
ابر رحمت سے تو محروم رہی کشت مری

کوئی بجلی ہی فلک تونے گرائی ہوتی

آج آئی جو مرے سامنے لوح محفوظ
حیرت احسان ہوئی دیکھکے لوح محفوظ

محو کی روکے بہا اکس لیے لوح محفوظ
دھوئی کیون اشک نے طوفان سے لوح محفوظ

سر نوشت اپنی ہی ناصح نے مٹائی ہوئی

مخمس غزل مخمر شعراے ماضی و حال

محقق بیمثال استادی جناب حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی مدظلہ العالی

خود کوئی شب وصل سے ڈرتا ہی نہین ہی
لیکن یہ خیال اسکو گزرتا ہی نہین ہی

پیمان وفا کرکے مکرتا ہی نہین ہی
دل دست درازی کہین کرتا ہی نہین ہی

کم بخت او بہارے سے او بہرتا ہی نہین ہی

سب کہتے ہین لیکن وہ نکہرتا ہی نہین ہی
کیا مضطرب الحال ٹھہرتا ہی نہین ہی

دلگیر ہی ایسا کہ او بہرتا ہی نہین ہی
کیا غمزدہ معشوق سنورتا ہی نہین ہی

عاشق کا کبھی سوگ اوترتا ہی نہین ہی

بیدید نگاہونکا یہ شیوہ نہین اچھا
مین بیش نظر منتظر چشم کرم تھا

حیرت ہی اسی بات کی مجھکو یہ ہوا کیا
جب آئنہ تم دیکھ چکے غیر کو دیکھا

پیارا اور کوئی کیا نہین کرتا ہی نہین ہے

تقدیر کوئی کام بناتی نہین یارب
کیا راہ مرے گہر کی وہ پاتی نہین یارب

مین جانسے کہتا ہون تو جاتی نہین یارب
کیا عشق تبان مین اجل آتی نہین یارب

مرتا ہی جوان یہ کبھی مرتا ہی نہین ہی

مجروح فقط ایک ہمارا ہی نہین دل
اچھے نہین ہونے کے کبھی عاشق بسمل

شمشیر محبت کے تو مین سیکڑون گھایل
بہرتا ہی جو دم تیغ نگہ کا نری قاتل

اوس زخم کو دیکھا ہی کہ بہرتا ہی نہین ہی

رہ رہ کے شب غم مین طبیعت مری تڑپی
بیوجہ تغافل کی یہ عادت نہین اچھی

سونے سے کہلی آنکھ تو پھر نیند نہ آئی
ہمخواب مین لے آئے ہین ایک شخص کی چٹکی

اِس کا تو خیال اونکو گزرتا ہی نہین ہی

ہر بار یہ کیا کہتے ہو دل پر نہین قابو
تھوڑی سی مصیبت مین نکل آتے ہین آنسو

چاہو تو گلا کاٹ لے خود عاشق ابرو
کیا اوسکو ڈرا لیتے ہو کہ یارانہ پڑے تو

مرنے سے محبت مین جو ڈرتا ہی نہین ہی

مانا کہ مقرر ہی مقرر عوض خون
یہ ہی ہی کہ ملتا نہین اکثر عوض خون

چاہیگا کوئی کیا سر محشر عوض خون
لیتا ہی کوئی دیکھین تو کیونکر عوض خون

قاتل ہی جو اپنا وہ مکرتا ہی نہین ہی

یون تو کبھی کچھ کہنے کا موقع نہین دیتے
ممکن نہین سن لین دل ناشاد کے شکوے

کس ناز سے بن ٹھن کے وہ کل بیٹھے ہوئے تھے
پوچھا کہ کہان جاتے ہو مہمان تو لے لے

کیا گھر مین کوئی رکھے نکھرتا ہی نہین ہی

بالفرض نظر بازی اعدا کو ہو کچھ دخل
محرم مین ہمارے دل شیدا کو ہو کچھ دخل

یا جوش ہم حسن دل آرا کو ہو کچھ دخل
جب تک نہ کسی دست تمنا کو ہو کچھ دخل

بھر یاد رہے سینہ اوبھرتا ہی نہین ہی

آئے ہو عیادت کے لیے بنکے مسیحا
کہتے ہو کہ بیمار کا جینا نہین اچھا

دو بھر ہی اگر تمکو بہت چاہنے والا
جیتے رہو پھر دیکھکے عاشق کو یہ کہنا

کیا جان غضب مین ہی کہ مرتا ہی نہین ہی

نکلی نہ کسی طرح تمنا مرے دل کی
وہ تیر ہی نگاہین نہ ہوئین وصل مین سد ہی

یہ ناز جوانی ہی کہ چتون کی ہی شوخی
اتنا جو کہا چوم لون منہ چڑھ گئی تیوری

غصہ مرے بانکے کا اوترتا ہی نہین ہی

ہر چند اوٹھائی ہی بہت ہجر کی سختی
احسان مگر کوئی شکایت نہ کبھی کی

کیون نازِ بہری آنکھ ہوئی جاتی ہی نیچی
کیون منفعل جورِ شبِ وصل ہو کوئی

کچھ شکوہ جلال اسکا تو کرتا ہی نہین ہی

رباعیات

یارب مین لٹاتا رہا دولت تیری
کی مین نے اطاعت نہ عبادت تیری

عاصی ہون مگر مجھکو یہی ہی باور
محشر مین لپٹ جائیگی رحمت تیری

دیگر

محبوبِ خدائے دوجہان ہین احمدؐ
سردار زمین و آسمان ہین احمدؐ

احسان کو خوفِ روزِ محشر کیا ہو
حق یہ ہی شفیعِ عاصیان ہین احمدؐ

دیگر

تسنیمِ کرم خلد عطا ہین حیدرؓ
داماد نبیؐ ابرِ سخا ہین حیدرؓ

صفدر ہین شہنشاہِ ولایت ہین وہ
اعلیٰ ہین کہ ہمنام خدا ہین حیدرؓ

دیگر

دشمن سے تو ملنے کے لیے جاتا ہے
ہر چند مین کہتا ہون نہین آتا ہے

احسان دیے جسنے ہزارون بوسے
اب ہم بتِ کافر مجھے ترساتا ہے

دیگر

خواہش ہی کہین وس سے تمنا ے وصال
اور چرخ یہ کہتا ہی کرونگا پامال

جان اپنی کس آفت مین پڑی ہی یارب
مادر چہ خیالہ فلک و رچہ خیال

دیگر

آنکھون سے عیان ہی دل کی حسرت میری
دیکھا نہ کبھی اوسے یہ قسمت میری

پردہ ہی اوٹھانہ جب کہ سیدن رخ سے
کیا دیکھکر آئی ہی طبیعت میری

دیگر

بہتیرے خدا کرے مذاقی ساقی
سب دیدے جو کچھ رہی ہو باقی ساقی

ساقی کی زبان پر ہی توبہ توبہ
زاہد جو پکارتے ہین ساقی ساقی

دیگر

محشر مین مئی پاک سے بھر کر ساغر
پی ڈالے ہزارون لب کوثر ساغر

اب پیلے ای شیخ کہ ہم دنیا مین
اس دن کے لیے کہتے تھے ساغر ساغر

دیگر

کیا ذکر قیامت کا ہی توبہ توبہ
مستون ہی کا سب جہگڑا ہی توبہ توبہ

واعظ کو ملیگی نہ شرابِ کوثر	ساقی کو بُرا کہتا ہی تو بھر تو بھر

قصیدہ در مدحِ خادمانِ سکندر جناب معلّی القاب انجم خدم خورشید حشم مرجعِ عالم و عالمیان فلک آستان جنابِ نواب شیخ حسین میان بہادر والیِ ریاستِ بندر منگرول ملکِ کاٹھیاواڑ دام ملکہم واقبالہم

سبز و آرام نہ باقی ہی نہ حسرت دل کی
لوٹ لی دلبر ہرجائی نے دولت دل کی

تشبیب قصیدہ مشتمل بیان تاراجیِ متاعِ دل

شبِ فرقت کی بلا آئی ہی جسکے سر پر	اوس سے پوچھے کوئی ارمانِ وصالِ دلبر
عالمِ یاس میں شبکو جو ذرا جھپکی آنکھ	دفعتاً دیکھتا کیا ہوں کہ کوئی غارتگر
ماہرو سیم بدن ہوش ربا آفتِ دہر	سینہ تانے ہوئے چوڑے ہوئے لڑنیں رہبر
جنگجو شوخ نگہ دشمنِ دین و ایمان	فتنہ پرداز دل آزار ستمگر خودسر
حسن کے وہ غضب انداز ہ کافر غمزے	جن سے زاہد سے مسلمان کو ہوگا نہ حذر
شوخیِ عہدِ جوانی ہی بہت کچھ لیکن	آنکھ کی شرم یہ کہتی ہی کہ چلیے جھک کر

برگِ گُل سے کہین پتلے وہ لبِ یاقوت فام — رگِ گُل سے کہین باریک وہ بَل کھائی کمر
نشۂ حُسنِ دلآویز سے آنکھین مخمور — چال ستانہ ادا شوخ لگاہی جسپر
عادتِ جور و ستم بانکی ادا سے عیان — ڈھال چھوٹی سی پس پشت کمر مین خنجر
طوبیٰ و سدرہ سے رتبہ قدِ موزون کا بلند — اور گدرائے ہوئے نخلِ جوانی کے ثمر
اللہ اللہ وہ سفّاکِ زمانہ آنکھین — جس طرف دیکھ لیا پڑ گئے دو تیر نظر
مئے خوبی سے ہی مملو جو صراحی گلو — رنگ شوخی سے ہی اماوٹ پک پڑنے پر
دور دامن کی ادا گردشِ دوراں کی شریک — جسکے گوشے مین بندے ہین کئی قلبِ مضطر
قدم آہستہ جو اوٹھتا ہی تو اِتراتا ہی — سوتے فتنونکو تمنا ہی کہ کہا مین اوٹھو کر
طرزِ رفتار بہت شوخ بہت متوالی — جھومنا اینڈنا چلنے مین ہر اک گذر
زندہ کرنا کبھی دیوانہ بنانا دل کو — لب مین اعجاز کا جادو کا نگاہ مین اثر
اوٹھتے جوبن کو یہ ضد سر نہ جھکائینگے کبھی — ترچھی چتون کو یہ خوت نہ ملائینگے نظر
چشمِ سفّاک کا ایما ہین جہان چھڑے تو کوئی — ہم چھپو دین گے ابھی دلمین مژہ کے نشتر
گیسو و نمین چمکِ افشانکی نمود اور ایسی — جس طرح رات مین روشن ہو گردون اختر
کیا ہی خوش وضع بدن مین ہی زرکا ملبوس — اور اوسپر ہین ستم چند جڑاؤ زیور
مصحفِ رخ مین وہ خوبی ہی کہ سبحان اللہ — آرزو دل کی یہ ہی چوم کے رکھلون سر پر
روشنی جلوۂ رخسار کی آگے آگے — ساتھ ہی اوس گلِ نوخیز کے مشعل بنکر
پاؤن آہستہ اوٹھتا ہی کس انداز سے وہ — تا نہ پائے کوئی آہٹ نہ کسیکو ہو خبر
مین تو غافل تہا مگر اور زخود رفتہ ہوا — چلیا دل کی طرح ہوش خدا جانے کدہر
حیرتِ حُسن نے یکبارجو گہیرا مجھکو — کھل گئین آنکھین لگی مہرِ خموشی لب پر

۲ سہی ہی دے کے

الغرض سینے کے پاس آکے کیا پہلے مقام
تازسے مضطربانہ مریجانب آکر

ہر طرف دیکھ کے ایک لمحہ وخاموش رہا
دلمین کچھ سوچ کے پھر کان لگائے دم بھر

جب نہ آہٹ کوئی پائی تو بہت عجلت سے
دلِ بیتاب کو آواز دی دستک دیکر

مجھکو حیرت تہی دل زار زخونہ رفتہ تہا
مہین بولا نہ مرا دل نہ اوٹھا در حکمر

بحرتِ ناکام جو سوتا تہا نہ جاگا یا
اتنے موجود تہے لیکن نہوا کوئی خبر

پھر تو اوس شوخ نے کہولے مرے چہاتی منہ سے
منہ سے خاموش مگر ہاتھ بڑہایا اندر

چور کی طرح کئی بار ٹٹولا اوس نے
داہنے بائین ملے کچھ تو نکالے باہر

حسرتین تہین جو در خانۂ دلکی درمان
ناگہان چونک پڑین اور یہ بولین بڑبکر

اس شب تار مین کیا کام ہی کون آیا ہی
کسنے یہ ہاتھ بڑہایا ہی تلاشی کو ادہر

حسرتون نے جو کیا غل تو بہت شور مچا
جاگ اوٹھے اور بلوہ چار نہ تہی جنکو خبر

صبر و آرام و قرار ایک طرف سے نکلے
یاس و امید نے کی دوسری جانب سے گذر

پوچہنے کے لیے پھر درد بہی اوٹھکر آیا
سوتے فتنے کیطرح جاگ پڑے وہ یکسر

جمع جب ہوچکے سب کہنے لگے آپس مین
یہ کوئی چور ہی بے شبہ جو آیا ہی ادہر

اور ہی کون بہلا رات کو آنے والا
بدنصیبونکا کوئی دوست نہ کوئی یاور

وہی آئیگا جو ہوگا کوئی دشمن دل کا
وہی آئیگا جو لوٹیگا ہمارا سب گہر

پھر تو غل کرنے لگے جو ہی دوڑ دوڑ
جانے پائے نہ کہین گہیر لو موقع پاکر

دو گہڑی تک یونہین چلاتے رہے وہ یکسر
ہر طرف ڈہونڈہ پھرے سب نملا کوئی مگر

جست و چالاک بہت تہا جو وہ بانیِ ستم
چہپ رہا جانکی مانند بدن کے اندر

ہوگیا شور جو کچھ کم تو وہ باہر نکلا
دلمین کہنے لگا کیا فکر کرون جاؤن کہر

یہ تو سب ہوگئے بیدار نہ اب سوئینگے
ایسے ہشیار نکو غافل مین بناؤن کیونکر

ہان کوئی محرم عشاق اگر ملجائے
پھر تو مشکل نہین ہین تو لون فراسکیونکر

دفعتاً ذہن مین اوس دشمن دل کے آیا
نظر آتا نہین ہان اون سب مین خیال دلبر

اوسکو مین جانتا ہون وہ مجھے پہچانتا ہی
وہ جو ہوتا تو ہٹاتا نہین وہ ہوگا دیکر

ڈھونڈھنا چاہیے اوسکو کہ وہ میرا رفیق
کوئی صورت نکل آئیگی وہ چاہیگا اگر

چپکے کے موقع سے جو اوس شوخ نے جھانکا دلکو
دیکھنا کیا ہی کہ غافل کوئی سوتا ہی اودھر

غور سے دیکھکے پہچان لیا جان لیا
پھر تو بیخود سا ہوگیا وہ عزیز جانی شہر

چٹکی آہستہ جو لی ہاتھ بڑہاکر اوسنے
اُف کے ہمراہ کہلی چشم خیال دلبر

آنکھین ملتا ہوا دوڑا کہ جگایا کسنے
ہٹکے آہستہ کہا اوسنے ہین ہوش دلبر

لوٹنے کیلیے آیا تہا متاع دل و جان
جاگ اوٹھے لوگ بہانکے مری آہٹ پاکر

تو ہمارا ہی مددگار ہی کام آ اسوقت
جتنے ہشیار ہین غافل نہین کرتے ہم پر

گٹھریان مال کی مین باندہ کے گہر کو لیجاؤن
پھر کے جاؤن لگا تو آؤنگا نہ مین بار دگر

سُن چکا جب یہ کلام اوس کا خیال دلدار
ہنسکے کہنے لگا کیا آئے ہو رہزن بنکر

اوسمین جاتا ہون کہے دیتا ہون سب کو غافل
شوق سے لوٹ کے لیجاؤ دل نازکا گہر

کہکے یہ پھر وہ بڑہا جاگنے والونکیطرف
لیگیا ساتھ صراحی شراب احمر

اونکو تسکین دی کیا شور ہی جاؤ بیٹھو
کون آئیگا یہان آپ ہی ویران ہی گہر

ہر طرف دیکھ لیا مین نے کوئی چور نہین
تمکو دہوکا ہوا بیفائدہ دوڑے اودھر

غیر کا داخل موجودی ہے یہان کیا ممکن
شام سے دلکی تمنا مین نہین خود پہ سحر

نیند کا آنکھون مین سبکی نظر آتا ہی خمار
آؤ پی لین ہی گلرنگ کے دو دو ساغر

چلکے پہر سو رہین اب صبح قریب آئی ہی — رات کے جانے مین باقی ہی فقط ایک پہر
خوب سمجھا چکا جب اونکو خیال معشوق — مطمئن ہوگئے باقی نہ رہا کوئی خطر
ملکے سب بیٹھہ گئے ایکطرف دلکے قریب — جام بہر بہر کے پیے فکر سے خالی ہوکر
نشہ نے رنگ جمایا تو وہان سے اوٹھے — جاکے بیہوش گرے خانۂ دل کے اندر
کامیابی ہوئی جب یون تو خیال محبوب — دوڑتا آیا خبردار ہو جلدای دلبر
مین نے بیہوش کیا سب کو پلاکر مئی شوق — تجھکو لینا ہو جو کچھ لوٹ لے اے یار مگر
لیکن اتنا مری خاطر سے تو وعدہ کرلے — دلکو ایسا نہ ستانا کہ بہت ہو مضطر
اپنے مطلب کی خبر پائی جو اوس ظالم نے — ہوگیا خوش کہ بس اب لوٹ لیا سارا گھر
درد دل کہول کے یون خانۂ دل مین پہونچا — جسطرح چور دبے پاؤن کرے گھر مین گذر
صبر و آرام کو بخشے نے لوٹا باندھا — آگئین خانہ خرابی کی بلائین دل پر
مٹگئین آرزوئین نقش قدم کی مانند — اس طرح اوس بت کافر نے لگائی ٹھوکر
اور تاراج کی سب نے دولت لیکین قرار — یاس و امید کو غارت کیا خوش ہو ہوکر
لوٹ لی دہونڈہ کے ارمان و تمنا کی متاع — دیدیا اپنی نشانی کے لیے داغ جگر
حسرت و درد کو بیحد و حساب کرکے چھوڑا — تا سکے رہین آرام نہ پائین دم بھر
گھٹہ بان بازہ کیے ہر سال کی نکلا ظالم — باہر آیا مرے سینے سے بچا کر وہ نظر
کچھ لیا ہاتھ مین کچھ اپنی بغل مین دبایا — دیکھہ پائین کبھی دیکھا کبھی پیچھے پھر کر
دیکھتا رہگیا مین خانہ خرابی دل کی — چلدیا لوٹ کے وہ صورت دزدیدہ نظر
یہ گیا وہ گیا یون جلد اوٹھا کر وہ قدم — جسطرح سہم سے نکلجائے کوئی تیر اوگر
پہر تو ٹھہرا نہ مرے پاس وہ گہر کا بہیدی — چلدیا آپ ہی کم بخت خیال دلبر

مجھکو ہوش آیا تو اک دردسے نالہ کھینچا — خاک پر کھکے گرا ہائے دل و وائے جگر
درد اوٹھا اوٹھ کے گرا حسرتیں رو رو کے پیٹیں — ہاے قالو نملا ولبہ غارت گر پر
جب زرا اشک تھمے جی مین یہ ٹھہرائی مینے — نالش اسکی کہین ہو جائے یہی ہی بہتر
حال سب عرض کرون داد ستم کی چاہون — کوئی تو ہوگا کہین حاکم بندہ پرور
کیا عجب ہی کہ مری داد رسی ہو جائے — مجھکو بلجائے مرا مال برآمد ہو کر
اوس ستمگر کے لیے حکم گرفتاری ہو — آئے دربار مین عاشق کیطرح خان بسر
پہلے وہ دل کی حراست مین نظر بند رہے — اپنی اس دست درازی کے مزے سے ہو خبر
پھر عدالت کے ٹھہرے مین وہ لایا جائے — ہتکڑی بیڑی ملے اوسکو بجائے زیور
دونون جانب سے جو سچ ہو تو شہادت گزرے — فیصلہ ہو مرے حق مین کہ اوٹھایا ہی ضرر
قید تجویز ہو تو محبس دل مین وہ رہے — ایک دم بہی نہ کسی کام کو نکلے باہر
اور یہ حکم ہو اوسکو نہ کرے ضد کوئی — شادی وصل سے خوش رکھے مجھے آٹھون پہر
اور تجویز ہو جرمانہ بہی دس پانچہزار — بوسے دے اونکی عوض مین وہ مجھے گن گن کر
دائم المحبس کیا جائے خیال جانان — کہ اعانت کا تو مجرم ہی یہی بانی شر
قصد مضبوط ہوا جب تو کیا مینے یہ غور — استغاثہ کہان لیجاؤن کرون کسکو خبر
سوچتے سوچتے یہ ذہن مین آیا فوراً — کاٹھیاوار مین منگرول ہی اک عمل کا گہر
حکمرانی ہی وہان ایسے فریدون فر کی — جسکے اکرام کا احسان ہی اک عالم پر
نام نامی ہی زمانے مین میان شیخ حسین — حاکم و باذل و ذی فہم و عدالت گستر
فیصلہ جاکے وہین ہوگا مری نالش کا — اوسکو ہی خوب حسینونکے فریبونکی خبر
کارگر ہوگی سفارش نہ رعایت ہوگی — حق سے کام اوسکو ہی باطل سے ہی ہر وقت حذر

مستغیثانہ لکھا ہی یہ لکھا ہی جو کچھ — آگے تقدیر مری اور عطائے داور
پڑھ کے عرضی اب ارادہ ہی کہ کچھ مدح ہی ہو — اور چمکاؤن ابھی تیغِ زبان کے جوہر

مطلع اولیٰ

کچھ کمی ہو ترے ایثارِ کرم مین کیونکر — جب خدا ہی نے بنایا تجھے بندہ پرور
تیری جمعیتِ خاطر کا ہی ادنیٰ سا فیض — کہ پریشان زمانے مین نہین کوئی بشر
تیری ہی نام کے سکّے کا زمانے مین چلن — تیرے ہی جام کا خورشیدِ فلک دست نگر
کونسا وصف تری فطرتِ والا مین نہین — چار ارکانِ فضائل کا تو ہی ہی مظہر
معنیِ حکمت و دانش کی خبر ہی تجھکو — ختمِ فعلِ عملی و نظری ہین تجھپر
تجھکو ادراکِ ہیولےٰ ہی نہایت آسان — لڑتی ہی طبعِ روان عقلِ مجرّد سے بنکر
فلسفہ ہو کہ الٰہی کہ طبیعی کہ نجوم — عقلِ فعّال نے دیدی ہی تجھے سبکی خبر
صرف کی بندہ نوازی مین جو تو نے ہمت — بنگئی وہ پئے افعالِ کریمہ مصدر
متحرّک کو تو ساکن جو بنانا چاہے — چرخِ گردش سے ٹھہر جائے نہ زیر و زبر
حالِ ماضی کبھی ہوتا ہی نہین مستقبل — تو جو چاہے تو یہ ممکن ہی بحکمِ داور
باتین وضعی ہون کہ عقلی ہون تجھے ہین ایک — نظری بھی ہی بدیہی کیطرح پیشِ نظر
ہر قضیّہ کا تخالف ہی نہ رکھا تو نے — سلب و ایجاب کا ظاہر ہوتا نقض کیونکر
عہدِ شاہی ہی ترا نقطۂ پرکارِ ثبات — یون وہ قائم ہی کہ جسطرح عرض مین جوہر
رائے والا کو تری کون بتائے ناقص — وہ نہ موضوع نہ محمول نہ شرط اور نہ خبر
تیری جودت کا تصوّر ترے دل کی تصدیق — ان احاطون سے نہین علمِ حضوری باہر

انتہا شانِ کرم کی ہی نہ حدِ آغاز
منطقی دیکھ لے یہ دورِ تسلسل آکر

اہلِ حاجت نظر آتے نہیں اب حاجتمند
نیچر نیست ہی تری شکلِ عطا کا مظہر

پوچھے رستم سے کوئی رعبِ شجاعت تیرا
خوف سے زیرِ لحد کانپ رہا ہی تھر تھر

پرتلا دوڑ کے مریخِ فلک نے چوما
تو نے کی تیغِ ہلالی جو کبھی زیبِ کمر

نوجوان بخت ترے دولت و اقبال جوان
پانی ہو جائے نکیوں رعب سے دشمن کا جگر

عفت ایسی ہی قسم کھاتے ہیں جسکی زاہد
نہوا آبِ نوا ہی سے ترا دامن تر

نام کس کو ترے عدل نے گمنام کیا
بارک اللہ زمانے میں ہیں ایسے بھی بشر

زیرِ دستوں کو زبردست ستائیں کیا باب
بے سزا کم متضرر ہیں جو ہیو نچائیں ضرر

کارگر وار کبھی تیغِ فلک کا نہوا
رد کے رہتی ہی اوسے تری حفاظت کی سپر

فتنے سوئے ہیں ترے خوف سے بیکر ایسے
جاگنے کے نہیں ہر چند اوٹھائے محشر

دورِ بخشش ہی ترا دائرۂ کن کی طرح
ابتدا پائی نہ اس جملے کی تک نہ خبر

اور اک مطلعِ روشن ابھی لکھنا ہی مجھے
نکلے کچھ دیر نہ پردے سے عروسِ خاور

مطلع ثانی

صدق صدیق کی ہی ذاتِ معلی مظہر
حق نیوشی ہی تری خاتمۂ عدل عمر

کوئی سائل نہ پھرا باب کرم سے محروم
ہی یہی ہمتِ عثمان و سخائے حیدر

رحمتِ حق سے برستا ہی جو کچھ بن دیکھے
بھوکے پیاسوں کا ہی مجمع ترے دروازے پر

انتہا وسعتِ میدانِ سخاوت کی نہیں
دیکھنے والوں سے قائم نہوئی حدِ نظر

تیرے ایثار نے عالم کو بنایا منعم
لعل پتھر کو ملے غنچہ نوخیز کو زر

باغبین تیری حفاظت کی بندہی ایسی دھاک
باد صرصر بھی چلی جاتی ہی باہر باہر

کرم عام ترے جود و سخا و الطاف
خادم خاص ترے شوکت و اقبال و ظفر

دلِ عاشق کا تحفظ ہی یہانتک ملحوظ
چھپکے بھی دیکھنے پاتی نہین نرگسِ نظر

ابرِ نیسان سے زیادہ ہی تری داد و دہش
ایک دامن مین نظر آتے ہین لاکھون گوہر

کرّ و فر سے جو نکلتی ہی سواری تیری
گرد بھی دیتی ہی تعظیم سر راہ اٹھکر

ماہِ نو کی یہ تمنا کہ مین بنتا صمصام
مہرِ انور کا یہ ارمان کہ بنتا مین سپر

عام ہی سبکے لیے بندہ نوازی تیری
بختِ ناسازکے شاکی نہین اب اہلِ ہنر

رنج و غم تیرے زمانے مین یہ معدوم ہوئے
نرہا سینۂ عشاق مین ہی دردِ جگر

دل مین رکھے تو خلش تیری عداوت کی کوئی
خارِ حسرت کبھی بنجائے کبھی ہو نشتر

تو نے جب دیکھا ہی غصے کی نگاہون سے
فلکِ پیر کو آئے ہین ہزارون چکر

تیرا توسن جو بڑھے معرکہ آرائی کو
چوم لے نقشِ سمِ اسپ کو پہلے ہی ظفر

قابلِ دید ہوا آئینہ محفل کا جلا
کچھ دہن آتی ہی کیفیتِ جشنِ قیصر

رد کر اب نغمۂ اعجاز رقم کو احسان
وصفِ ممدوح سے عالم مین ہی بہتر دفتر

تجھسے ہوسکتی کبھی مدحتِ خسرو شہ دوراں
ہاتھ اور مٹھا بھر دعا وقت قبول آ پہنچا

صبر و آرام کو لوٹا کرین دلبر جبتک
جب تک آیا کرین چوری کیے غارتگر

جبتک انداز تبسم ہی حسینون کا ستم
جب تک آرام مین ہی فتنۂ روزِ محشر

جبتک اوبھا رہے معشوقِ جہان کا جوبن
دلِ عشاق رہین حجر مین جبتک مضطر

شاہدِ عیش سے آغوش ترا گرم رہے
حکم بردار رہے خلق مین ہر بانیِ شہر

جاہ و اقبال بڑہین دل کی تمنا کی طرح
نخل اُمید میں سو مرتبہ روز آئین ثمر

دے سکے تجھکو نہ عاشق کشن عہد فریب
نگہِ شوخ سے لڑتی رہے ہر وقت نظر

فرشِ گل پر کریں آرام عزیز و احباب
دشمن آوارہ بہریں صورتِ بادِ سحر

قطعہ در مدح عالیجناب مستطاب جہانگیر میان صاحب دام برکاتہ غیرت القدر والاجناب نواب شیخ حسین میان صاحب دام اقبالہما

ہر شی کی قدر کا ہی مقدر پر انحصار
ذوقِ بیان ہی طالبِ تقریر کے لیے

دشمن کے واسطے ہی شبِ وصلِ ماہرو
گردش ہی بدنصیب کی تقدیر کے لیے

جذبِ اثر ہی خلق میں بہرِ دعائے غیر
آوارگی ہی نالۂ شبگیر کے لیے

غنچون کے واسطے ہی نشاطِ شگفتگی
خارِ الم ہی خاطرِ دلگیر کے لیے

دستِ اُمید وار ہی بہرِ دعائے وصل
وحشت زدہ کا پاؤن ہی زنجیر کے لیے

چشمون کیواسطے ہی متاعِ قرار و ہوش
دل ہی بلائے زلفِ گرہ گیر کے لیے

ابدا کشانِ زخمِ محبت ہین دلفگار
مشقِ ستم ہی ظالمِ بے پیر کے لیے

سوز و گدازِ عشق و محبت ہی بہرِ شمع
گردن ہی شمع بزمِ گلگیر کے لیے

کانون کے واسطے ہی حسینون کا تذکرہ
بسمل کا اضطراب ہی تخچیر کے لیے

حصہ ہی چشمِ شوق کا شوقِ لقائی یار
حیرت ہی رونمائیِ تصویر کے لیے

احسان کچھ بھی ہو مگر اپنا تو ہی قول
ملکِ سکندری ہی جہانگیر کے لیے

قطعاتِ تاریخ

قطعۂ تاریخ ولادت باسعادت برخوردار محمد آلِ نبی خان ارمان سلمہٗ خلف الصدق مصنف

مرحبا ماہِ ربیع اولے — حبذا افضل خبابِ معبود
شنبہ کو بارہوین تاریخ پڑی — لطفِ خالق کا ہوا گھر میں ورود
مین نے فرزند کی صورت دیکھی — نو برشاخِ نہالِ محمود
نوحؑ کی عمر خدا دے اِسکو — ہو یہ خوش طالع و نیک مسعود
بہر تاریخِ ولادت احسان — مین نے لکھا گلِ باغِ مقصود
۱۲۹۳ھ

ایضاً

فرزند عطا نمود خالق — خوش نورِ نگاہ و راحتِ جان
تاریخِ ولادتش بصد شکر — لختِ جگرم نوشتم احسان
۱۲۹۳ھ

قطعۂ تاریخ رحلت نمودن جناب قاضی سید فراز علی صاحب مرحوم و مغفور

میرے مخدوم مرے نیک و سناد — حیف قاضی سرفراز علی
حامیِ دین و عالم و فاضل — سید و متقی و مستضی
ناگہان اس سرائے فانی سے — جانبِ خلد وہ ہوئے راہی
لکھی احسان مین نے یہ تاریخ — پایا فردوس جب قضا پائی
۱۲۹۳ھ

قطعۂ تاریخ طبع یوان اوّل حضرت اقدس شاہی حکیم سید ضامن علیہ صاحب جلال لکھنوی مدظلہ

میرے اوستادون مین جناب جلال — جن کی سب شاعرون مین شہرت ہی
اونکا دیوان بے مثال چھپا — واہ کیا معدن لطافت ہی
کیون نہ نازک ہو شوخی مضمون — کسی معشوق کی طبیعت ہی
کیون نہون عاشقون کے دل بیتاب — ہر غزل مایۂ محبت ہی
اہل فن اب زبان سیکھین گے — شعر جو ہی خدا کی قدرت ہی
لکھدے یہ سال طبع ای احسان — ورق گلشن نصیحت ہی ۱۲۳۰ھ

قطعہ تاریخ وفات حجی نواب جمیل الدین خان مرحوم ماتحلص بہ نسیم شاہجہانپوری شاگرد مصنف

نوجوانی مین جمیل الدین خان — حب محرم کی لہرون کو مرگئے
اقربا احسان روئے رات دن — دوستون کو جانگسل صدمے ملے
شاعر خوش فکر و دانا و زبان — خلق اچھا ہر سکے واسطے
خوب صورت نیک سیرت خوش مذاق — ایسے کب چھوٹے اجل کے ہاتھ سے
ہاتھ اوٹھا کر سال حلت یہ لکھا — ای خدا مرحوم کو فردوس دے ۱۲۰۰ھ

قطعہ تاریخ رحلت جناب قبلہ و کعبہ وزیر محمد خان مرحوم و مغفور

حال از درد و الم نیست درین دہر کسے — ہمہ فریاد و فغانست و ہمہ آہ و بکا
اشک خون یختہ در ماتم فرزند یکے — بہر مادر ز الم کرد یکے واویلا
در فراق پدر آورد یکے نالہ بلب — او فتادہ یکے از مرگ برادر بہ عنا
کعبہ فضل و مربی من عمدہ یکم — ناگہان در سفر آمد طرف راہ قضا

بود بست و نهم از ماه جمادی نخست | که عیان گشت همین سانحهٔ کرب و بلا
چون شنیدم ز الم مضطرب الحال شدم | آنچنان نالها کردم که شد حشر بپا
کلک احسان النساء گشت این تاریخ | سایهٔ قبلهٔ من رفت ز سر بر کف پا
۱۳۰۲ھ

قطعهٔ تاریخ انتقال نمون محبی شیخ بهادر علی شاه جهانپوری قلق تخلص مرحوم

منفق من که از این عالم فانی بگذشت | وا در یغا و صد افسوس و لبسا و ویلاه
طبع احسان حزین گفت چنین سال وفات | شاعر و قاری قرآن الهی بوداه
۱۳۰۳ھ

قطعهٔ تاریخ طبع دیوان عالیجناب شیخ احمد حسین خان صاحب ضیا بهادر تخلص بعلقه داپرنوان ضلع پرتابگڈه

جب چھپ گیا چھپ گیا کلام مذاق | خوش معانی و جذبهٔ مضمون
عاشقوں کے بنی دل پھڑکا دئے | وصل جانان کا جو سنا مضمون
حظ اوٹھانے کا ہر غزل مین مزه | دل لبھانے کا جا بجا مضمون
اسکو نیرنگ طبع کہتے ہین | کہنہ مشقی بنی نیا مضمون
فکری سال طبع کی احسان | لکھ بھی دو واہ دلکش مضمون
۱۳۰۳ھ

ایضاً

حسن اردو کا مرقع ہی یہ دیوان بدیع | صفحے صفحے مین طرحدار کھچی ہی تصویر
آئینہ خانہ ہی ہر بیت کہ جسکے اندر | نوعروسان فصاحت کی لگی ہی تصویر
عیسوی سال لکھا فکر رسا نے احسان | شاہد جوش طبیعت کی یہی ہی تصویر
۱۸۸۶ء

قطعهٔ تاریخ وفات برخوردار محمد اعجاز نبی خان سلمه خلف اصغر مصنف دیوان ہذا

ن خالقِ عالم پسر داد	معمور شدہ خانہ ام از روشنی ماہ
ر خاک پئے سالِ ولادت	گفتہ زخوشی لخت دلم سلمہ اللہ ۱۳۰۵ھ

قطعہ تاریخ وفات نمودن محبّی غلام دستگیر خان مرحوم شاہجہانپوری

مرگئے بیماریِ سِل سے غلام دستگیر	دلکو اس صدمے سے مضطر آنکھ کو تر کیجیے
مین نے یہ احسان لکھا مصرعِ سالِ وفات	ماتمِ مرگِ جوانی ہائے رو کر کیجیے ۱۳۰۶ھ

قطعہ تاریخ انتقال نمودن نظیر محمد خان مرحوم برادر غیور مصنف دیوان ہذا

حیف عزیزے کہ جوان سال بود	رختِ سفر جانبِ فردوس بست
در مرضِ سِل چو گرفتار شد	وقفہ نکرد و ز جہان رخت دست
نوحۂ احسانِ حزین را بپرس	مرگِ برادر سببِ ماتم ست
بیکسیم بین کہ دمِ فکرِ سال	گفت فلک طاقت بازو بکست ۱۳۰۶ھ

قطعہ تاریخ کامیابی امتحان مال از جملہ اعلیٰ عالیجناب منشی محمد اشفاق حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر بندوبست گورکھپور محسن مصنف

محسن مرے مخیم مرے قدردان مرے	کیا وصف ہو وہ نطق نہیں جسکی بان مین
باقی تہا صیغہ مال کا سب مین ہے کامیاب	اسو اسطے شریک ہوئے امتحان مین
امید تھی جو درجۂ اعلےٰ کی مل گئی	آسکتا ہی خدا کا کرم کب بیان مین
احسان لکھ یہ مصرعِ سال از رہِ خطاب	خوب آپ کامیاب ہوئے امتحان مین ۱۳۰۷ھ مطابق ۱۸۸۹ء

قطعہ تاریخ طبع دیوان سوم جناب استادی حکیم سید ضیاء من علیہ جناب جلال لکھنوی ظلہ العالی

نیر اوستاد کا کلام چھپا — تیسرا ہی یہ انتخاب سخن
فکر بے مثل بے بدل مضمون — کوئی دیکھا ہی جواب سخن
شوخیاں ہین عروس معنی مین — اوڑھنی چہرے سے نقاب سخن
جا بجا فکر کی اونگین ہین — اوٹھتا جوبن ہی یہ شباب سخن
لکھے تاریخ طبع ای احسان — دیکھو چمکا اب آفتاب سخن
۱۳۰۶ھ

ایضاً در صنعت تہجی و معنوی کہ از حروف تہجی سنہ ہجری و از معنوی سال مسیحی ظاہر شوند

چو آفتاب کلام جلال شد مطبوع — ہلال وار مہ چاردہ ازین غم کاست
عروس فکر چو شوخی نمود ای احسان — جمال نظم عجب جیرۂ سخن آراست
نوشت خامۂ سین مسیحی و ہجری — ہزار و سہ صد و شش سال طبع دیوان راست
۱۳۰۶ھ — ۱۸۸۸ء

قطعہ تاریخ طبع دیوان یاس مرثیہ گو سید آغا حسین حسن یاس لکھنوی شاگرد استاد دی جناب جلال ظلہ العالی

ہو گیا طبع یاس کا دیوان — ذوق افزائے جان محزون ہی
اوج فکر سخن کا کیا کہنا — چست بندش ہی شوخ مضمون ہی
معنی دلفریب ہین پنہان — ہر غزل سحر ہی کہ افسون ہی
استعارہ محاورہ تشبیہ — آپ خوبی پر اپنی مفتون ہی
سلک گوہر ہو کیون نہ ہر مصرع — لفظ لفظ اوس کا در مکنون ہی
عاشقانہ خیال نازک پر — شاہد حسن طبع مفتون ہی

الکہدو احسان مصرعِ تاریخ	کیا کلام انتخاب و موزون ہی ۱۳۰۶ھ

قطعہ تاریخ طبع مثنوی بہار کشمیر مصنفہ پنڈت پیم نرائن شاکر کاپہ پوری

شاکر کی مثنوی کا کیا رنگ ہی نرالا	تازہ بہارِ معنی گلزارِ بیخزان ہی
ہر ایک لفظ کا ہی قصہ کیا خوب بندشین ہین	حسنِ نگارِ مضمون اہلِ سخن کی جان ہی
احسان نے بتکلف مصراعِ سال لکہا	یہ مثنوی زیبا دلچسپ و دلستان ہی ۱۳۰۶ھ

قطعہ تاریخ انتقال نبیرہ حاجی محمد علی صاحب متوطن مہلی ضلع مظفرنگر کہ گوہر انتقال نمود

وفات دختر حاجی علی سے پائی جب	زمانہ ہو گیا آنکھون مین اقربا کی سیاہ
صفر کی بست و ہم روز آدینہ	کہ دو ڑ لائی اجل جنکے درد و غم کی سیاہ
کہا یہ رو کے دہم دفن بیٹے ای احسان	چلی بہشت کو حوروں کے پاس بسکہ الٰہ ۱۳۰۷ھ

قطعہ تاریخ انتقال نمونہ محبی نواب تاج الدین خان رئیس شاہجہانپور کہ روز دہم شوال رفتہ بود

بخلد رفت چو نواب خان تاج الدین	طپید قلب عزیزان ز صدمۂ جانکاہ
نوشت خانہ احسان غمزدہ تاریخ	ندیم و عاقل و ذی علم و نوجوان بود آہ ۱۳۰۷ھ

قطعہ تاریخ رحلت خواجہ قمر الدین صاحب مصنف سین یار کہ تاریخ بست و ششم ماہ دیجہ جمعہ واقع گردید

خواجہ کان بود یکتائے زمن	چون قضا آمد تہ تربت بخفت
بہر سالِ رحلت احسانِ حزین	خواجہ قمر الدین بمرد آہ ۱۳۰۷ھ گفت

قطعہ تاریخ ولادت فرزند جگر پیوند خانہ منشی محمد سعید اثیر تخلص محلہ سوداگران شہر

فرزند سعید شد تولد	اکرام خدائے دو جہان ست
نور نظرے چنین ندیدم	معمور ز روشنی مکان ست
تاریخ چنین بشتم احسان	ابن پور سعید عیش جان ست
	۱۳۰۷ھ

قطعہ تاریخ تولد دختر نیک اختر مجی الدہ محمد عبد الغفور اثیر تخلص کہ پیش ازین تخلص سعید بود شاگرد مصنف

بنت عبد الغفور شد پیدا	تا فت بر اوج عیش خورشید
خوش نصیب و دراز عمر شود	راحت او راست دولت جاوید
بہر سال ولادت ای احسان	خامہ من نوشت دختر سعید
	۱۳۰۸ھ

تاریخ انتقال منور بن حوار سبط نبی خلف مصنف کہ در ماہ جمادی الاول بوقوع آمد

	ای لخت جگر کجائی
	۱۳۰۸ھ

قطعہ تاریخ وفات محمد اطہر فرزند مجی محمد شمس سہیل تخلص ساکن محلہ سوداگران شہر شاگرد مصنف

کیا جلد موت آگئی اطہر کو نا گہان	یہ رنج وہ نہیں ہے جو دل سے کسکے جائے
تھا تیر جوان مہینا ابھی اوسکی عمر کا	مرگ پسر کا صدمہ نہ یارب کوئی دکھائے
احسان ہے یہ مصرع تاریخ ارتحال	ماہ سہیل دے گیا کیا داغ دلکو ہائے
	۱۳۰۸ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی محمد یوسف حسن خان رئیس بریلی برادر زادہ منشی محمد مقبول حسن تخلص احسن

یوسفِ مصرِ سعادت کی ہوئی جب شادی — دھوم دھامی ہوئے سب جشن بصد زیب و تزئین
میں نے احسانؔ تاریخ کا مصرع لکھا — نیک ساعت میں ہوا اوج قران السعدین
۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ ولادت فرزند ارجمند محمد تقی حسن تقی تخلص حسین کوی ضلع لکھنؤ شاگرد مصنف

ہوئی شعبان کی جب چودھویں رات — دکھائی حق نے اک پاکیزہ صورت
دیا اللہ نے بیٹا تقی کو — مہ دوہفتہ برجِ سعادت
شبِ دوشنبہ میں پیدا ہوا ہی — مبارک ہو مبارک یہ ولادت
خدا دے عمر نوحؑ و خضرؑ اوسکو — سلیمانؑ کی طرح پائے حکومت
پئے تاریخ سال احسان ہم نے — لکھا طالع ہوا مدِ شرافت
۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ انتقال میون دسنہ شہزادہ علی بیلوی اور سنہ زہرا حمن کہ بعمر سی چھ سال فوت شد

ہزار حیف کسے را بخلق نیست بقا — کہ تیغِ مرگ شب و روز بر سر کین است
ز دیدہ خون ہمہ در ماتم جوان گریند — فغان ز جورِ اجل این چہ رسم و آئین است
ز سوزِ رنج و غم آتش فتاد در دلہا — زمانہ اشک فشان مثلِ شمع بالین است
جگر دو پارہ شد اکنون ز نوحۂ محبوب — دل عزیز و اقارب کمال غمگین است
نبشت خامۂ احسانؔ برائے لوح مزار — مقام مدفن شہزادۂ علی این است
۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ ارتحال مشفقی مرزا محمد ہادی صاحب لکھنوی

حیف صد حیف میرزا ہادی — چون بخالق متاع جان بسپرد

بود این سانحہ با جانکاہ
صبر از خاطرِ عزیزان بُرد
کلکِ احسانِ دلفگار نوشت
کہ — جوان ذاکر امام ببرد
۱۳۰۹ھ

قطعۂ تاریخ رحلت نمودن مخلصی مرزا نجف علیہ الرحمۃ لکھنوی

راہِ عدم بر اہلِ زمانہ کشودہ اند
حقّا قیام نیست کسے را درین سرائے
مرگِ عزیز باعثِ ناشادیِ دل است
این صدمہ از برادر و مادر بپرس و بس
احسانِ خستہ دل زالمِ مصرعے نبشت
مرزا نجف علی بجنان رفت ہائے ہائے
۱۳۰۹ھ

قطعۂ تاریخ ولادت دختر نجابت مشفق محمد حبیب استحق حبیب شاہجہانپوری شاگرد مصنّف

خالق نے مرے حبیب کو آج
بخشی جو صبیۂ حسینہ
احسان مسرتوں کا ہی جوش
سینہ ہی سرور کا سفینہ
موصوف وصفت ہین لفظ تاریخ
ہی مادّہ — دختر امینہ
۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ وفات والدۂ مخلصی منشی محمد مبین حلیم تخلص ساکن محلہ شہر شاگرد مصنّف

کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ وَّ یَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ
۱۳۱۲ھ

نیست این دنیائے دون جائے قیام
کوسِ رحلت می نوازد ہر زمان
نیست بر جا گردشِ چرخِ دورنگ
میشود گاہے چنین گاہے چنان
جان بحق تسلیم کرد اُمِّ حلیم
این چہ حشرِ تازہ یارب شد عیان
اقربا خون ریختند از چشمِ دل
خاطرِ من مضطرب شد از فغان

گفت احسان حزین سال وفات	ہائے مرحومہ برفت در جنان ۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ تعمیر مسجد کہ عظم اللہ خان در محلہ محمد زئی شاہجہانپور از ہمت عالی بنا نمودند

یَا مَعْشَرَ الْاِنْسِ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فِی الْمَسْجِدِ

عالمون سے پوچھ لو تعمیر مسجد کا ثواب	اسکے بانی کو ملیگا حشر میں باغ ارم
یادگار احسان لکھدو بہر تاریخ سال	سجدہ گاہ اہل دین خانۂ رب حرم ۱۳۱۰ھ

ایضاً

جو بنا مسجد کی فرش خاک پر قائم کرے	اچھے ہیں اعمال اوسکے نیک ہو اوسکا نصیب
میرے خامے نے لکھا احسان بہر سال بنا	بنگیا اللہ اکبر خانۂ رب حبیب ۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ رحلت نمودن جناب مولوی محمد مقصود علیخان ذوالبقدر صدر الصدور نشین رئیس شاہجہان پور

[illegible]	گدار البقا نیست لن بھر شاہ
[illegible]	ببرج لحد گشت پنہان چو ماہ
[illegible]	جہان شد بچشم اعز اسیاہ
[illegible]	کہ تاریخ بست و دوم بود آہ
[illegible]	ببین مرقد خلد آرامگاہ ۱۳۱۰

قطعہ تاریخ وفات نمودن عزیزہ عفیفہ مصنف دیوان ہذا

جعفر بنت خرد جعفر خان بمرد	شد بذکر حق تعالے خاتمہ
گفت احسان حزین سال وفات	رفت کبرے بر جناب فاطمہ ۱۳۱۰ھ

تقاریظ و قطعاتِ تاریخ طبع دیوان

تقریظ نوطرز رنگینہ کلکِ گہر سلکِ ناظمِ بلند فکر و جاد و طرز نا ثر سراپا افتخار و ناز

نقاشِ صورت معنی نشین سنا سنجِ محیطِ مضامین فصاحت آئین والا دودمان یکتائے زمن

جناب منشی محمد حسن رضا صاحب بن حسن علی کاکوری وکیل عدالت شاہجہانپور تلمیذ حضرت شمس نورالہدیٰ مقدور

مشاطہ را بگو کہ برا سنا حسن یار — چیزے فزون کند کہ تماشا بما رسید

سبحان اللہ - بردگی جملہ لب و دہن یعنی عروس لالۂ بالی جمال سخن عجب ایک جادو سیمیا نزدانی ہی ع
کنایہ از محاسن طبع موزوں و کلام موزوں کہ بمنزلہ سیمیا کے ہے ۱۲
روز و شب ہامن پیوستہ گریزان از زمن ۔ واسی لالۂ بالی جلوے کی کرشمہ سنجی کے بیان مین لب و دہن بالی بن جاتی ہی
زبانی ہی - کرد و درون پردازی اور بردن آرائی کن کا ایسا نہین ہی کہ ریاض آفرینش افاضۂ سخن سے دعوے بنیادی
کر سکے - بلند آوازگی نام و ساز گاری پیغام و دل آہنجی نغمہ و ادا سنجی زمزمہ عارض آرائی معنی و
روان افروزی سامعہ و بزم آرائی ہوا صلت و ہنگامہ پردازی مفاوقت و ہدایت گمراہان و تصویر بیان کا تا روپود
ماند و بود مبدء فیاض تعالے شانہ سے اسی جوہر عرض لباس کو عطا ہوا ہی - دانایان عالم دانا ہین - کہ کلام مجید کو
مخلوق کہنا نارواہی - اب فرمایئے سخن جوہر نہین تو کیا ہی اور کیون نہو لا الٰہ الا اللہ پڑہیے اور
زرا غور کر کے معنی سمجھیے - اپنے برگزیدہ آفرینش یکتا کی تجلی واحدیت کے اثبات مین اپنی نفی کا آپ ہی مثبت ہی
مصرع خود میکند خرام و خود از دست میرود ۔ اسی شاہد حجاب محبوب کی شان اور اسی محبوب بے استغنا
مستور کی آن ہی - اگر کوئی پوچھے کہ یہ رعنائی انداز یگانہ روی اور شوخی جلوۂ عالم آرائی کی اس
ہموائے مستغنی عن الصور یعنی نطق نے کہان پائی - چشم بد دور - والائی اس گوہر یکتائے جیحون جبس
بمعنی مادہ شکم ۱۲

اور یکتائی اس موجۂ طہور فلزم خروش کی چاشنی سے آوازہ کُنتُ کَنزًا مَخفِیًّا فَاَحبَبتُ
اَن اُعرَفَ مین متاع رودکان ہی۔ رعنائی انداز یگانہ روی کا عجب کیا۔ اور یہ من ہوش افزائی نغمہ
اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُورِی اپنے باعث ایجاد صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین کے نوبدولت کے
اظہار کے طفیل مین خود نمایانہ و سادہ آرائے لب و زبان ہی۔ جلوہ نمائی شان عالم آرائی کا عجب کیا کہین
بصورت دل افروز مصوّر۔ کہین بشکل روان پرور نعت مشکل۔ گلشن تقریر اسی کے ایک نوع کا خطاب
نخلۂ خیال اسی کی سرمستی اور ہوشربائی کی بزم آرائی کا مقام۔ اللہ اللہ شعر خوآمدی ای شورِ نمکدانِ قبیاست
می جست تراداغ پریشان نظرا۔ ناظورہ مالامال حسن و جمال۔ مطلوب غنج و دلال یعنی گلشن تقریر یا نخلۂ خیال
بہزاران ہزار شوخی و شنگی دلبرانہ سرگرم جلوہ گری ہی۔ دین و دل جنون زدہ تمنا غایت فروغ فراغ سے
نشتر کدۂ دعوی انا الشرق آرائے اور غازہ افروز بہارستان صد گلستان رنگا رنگ کیون نہون
خوش گفت آنکہ گفت شعر گر تمہی جلوہ گہ شاہد مستانہ شود۔ غنچہ در خواب پری بند و دیوانہ شود۔
نوعروس دلبری نظم ناظم سخن ہی۔ کیا کہنا ایک جلوہ نمائی صورت سے ہزارون شاہد معنی پیش نظر۔ اور ایک ادائے سادہ سے
لاکھون صورتین پری پیکر و دلبر۔ ایسی تصنیف نازکخیالی کے صدقہ مگر میرے محب یکتا سخنور بے ہمتا کلیم اللہ طور سخن
روح الامین سدرۂ تحقیق فن متاع گران بہائے علم و ہنر جوہر آئینہ صورت معنی مگر لذت افزائے شیرینی خوش کلامی
جان و روان شعر ہے انامی و گرامی عمدۂ سخن سنجان زمان منشی محمد حسان نعلیخان بہادر سلمہ اللہ شاہجہانپوری شکر گردید
حضرت جلال لکھنوی ہین۔ مصنف موصوف کی خوبی خود رسائی ذہن و دالائی فکر و قوی اندیشہ و شیوائی شیوہ
زیبندگی فصاحت و پاکیزگی بلاغت و عذوبت بیان و سازگاری طبیعت و ذوق انگیزی محبت کفلق القلب
بین و محتاج تقریر و تحریر نہین سبحان اللہ و لوحش اللہ شعر ای از نفس خامۂ مشکین رقم او
نسرین کند در جیب و بغل باد صبا را۔ یہ دیوان مصنف موصوف کی بجا زیبا یادگار جودت نظر کا ایک قطرہ ہے
اور شطوط فکرت کا ایک چکرہ۔ اس قطرۂ طوفان جوش کی دریا نوالی تشنہ گان منابع کلام موزون کے لیے عمادا بحر

او راس حکیرہ جیحون خروش کی تروستی العطش گویان بسوے سراب سخن کے واسطے غیث باطل
الحمد للہ کہ کمند جاذبہ خیمگی آرزوے خواطر مشتاقین اس مائدہ تابان کنعان نزد کو مصر مطبع تک لائی
عشق ما نازم کہ یوسف را بباز آورد ۔ باز خدایا عزیزان با بحق رب العباد ۔ شعر

زو قیست ہمدمے بفغان بگذرم زاشک	خار رہت بپائے عزیزان خلیدہ باد

قطعہ تاریخ طبع دیوان ہذا

نظم احسان با کمال حسن	طبع گردید از شگفتہ دلی
در ریاض سخن بہار آمد	نظرے کن بحسن رنگینی
ذوق مضمون بندش الفاظ	ہمہ یکتا بلذت و خوبی
جان اہل سخن ہمہ دیوان	راحت عاشقان ہمہ شوخی
بہر تاریخ طبع این گفتم	نرگس مست شاہد معنی

۱۳۱۰ھ

تقریظ دلپسند از نگارنزی عندلیب شاخسار نازک خیالی طوطی شکرستان شیرین مقالی صاحب طبع نفیس منشی محمد مبین صاحب متخلص بہ جلیس مجھلی شہری گرد مصنف

ربط عت کوش گر عشق بلا انگیز میخواہی	متاعے جمع کن شاید کہ غارتگر شود پیدا

بلند خیالان حقیقت نگر کجا کہ از رہنمونی فکر والائے خود او را کہ وجوبی نمودہ کنہ ذات الوہیت را دریابند و کما حقہ ناظورہ مستورہ حمد نامتناہی را ہر صفت کردہ مجلی ساختہ در تجلی کہ ہم امکان ہیچابی عرضہ جلوہ گری دہند ۔ و شیوا مقالان بالغ نظر کو کہ از دل گرمی اندیشہ خویش فہام مستور عالم الٰہی بزبان آوردہ جریدہ محامد محبت را برقالب زنند ۔ و کما ینبغی محبوبہ مخدرہ نعت رسالت پناہی را آراستہ دادہ از تصنیعات امکانی جدا نمودہ در وحدت کدہ وجوب ہمیشالی برود رآفگنند ۔ آہے آن تدبیر بالا یطاق است

واین تقریر گنجینۂ اسرار شعر جائیکہ برق عصیان بردامن صفی زد ؛ مارا چگونہ زیبد دعوی بیگناہی
ستیاحان خاکی نژاد اگر درین بحر ناپیدا کنار در آیند بدانی کہ آب در سبد کنند۔ من کیم کہ دست در یازم
ولائل تلاوانی طبعم عاجز و او ہام خواطر دور اندیشان فرسنگہا دور۔ پس ازین جادہ پیچ در پیچ استغفار
مبادا و استغفار حصیت بر سبیل اعراض لازمۂ بشریست دائم کہ تعریض و تطرق ممکن نیست
اِذَا حَصْحَصَ الْحَقُّ فَقَدْ فَقَدَ الْعَقْلُ فِیْہَا وَہُمَا شَتَّانِ شعر
صلاح کار کجا و من خراب کجا ؛ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ؛ خوشا گلزار یکہ نخلبندان معنی دلنشین را رنگ بہارش بصد نازش رنگ و بو گلدستۂ دلاویزیست و سبدا بہار یکہ ہنرکاران مضامین رنگین ادا بہاے گلزارش بہزار آئین گلریزی و شگفتگی عنبر بیزی۔ زہے خوبروئے کہ نظارگیان صنایع حسن نظارہ طورش بہ کمال آتش ہست و زہے بتے کہ میگساران ہوشمند را کیف و مانع افروزش بادۂ سرخوش **شعر** عزم توبہ کردم توبہ بگفتم استخارہ کنم ؛ بہار توبہ شکن بین سر چہ چارہ کنم ؛ انیکہ گفتم چمن طرازی جنست و بزم آرائی سخن کلام چشم بینا باید کہ نظر کند و فکر دانا شاید کہ معنی جوید۔ **شعر**
ز فرق تا قدش ہر کجا نظر کنی ؛ ز شرم روی دل میکشد کہ جا اینجاست ؛ سخنے کہ دل پسند باشد لطف سامعہ افروزش از سخن سنجان بپرس و کلامیکہ لذت آفرین گردد شیرینی ذوق اندوزش از فرہادہنشان علوم کہن پیشینیان را گفتند خوش گفتند الاعمائیکہ صنعت ہاے گوناگون و صورتہاے قانون محکم بنا کردہ بودند بشمار گنبد چار بند بساط گردید۔ تغییرات زبان چون گردش چار طاق فلک چندان مجال نمود کہ بوجہ امتداد زمانہ از یک بہزار و از صد بہ یک رسید۔ شعرائے متاخرین بگواہیدگی نہال طبع از سدرہ و طوبی بالا رفتند و بر عرش تکیہ ساختند۔ حتی کہ گل سرسبد اندوفخر المتقدمین۔ گویا مترددہی دانند کہ در نمدہاے تنگ خوش آہنگی و در مزمہ سنجی شنگی نمودہ دل از دست میربایند۔ زبان حال از آب اعتبار حسن قبح صاف و شستہ گردید۔ گوئی ابوالاعجائبہ بالبداہت اورو ح تازہ دمید۔ شاہد این نکتہ

کلام محقق زبان حال سخنور سراپا کمال سلطان مملکت سخنوری حکمران اقلیم هنرپروری ملاذ الفخم
اوستادی المعظم والاشان ابوالاعجاز منشی محمد احسان علیخان صاحب احسان شاهجهانپوری
مدظله العالی موجود - هرکه خواهد به بیند واندازه کند که پایه مذاق سخن سنجی بکجا رسید - خرمن خیال
که مضامین نو آئیش از کیف سرمستی و مدهوشی صراحی در بغل مست - و گلشن تقریر که اشعار پربهارش از
رنگینی و دلچسپی غنچه در جیب - معانی دلنوازش خاقانی و کلیم را سرمایه فخر و نازست و چستی الفاظ دلکشش
باشیدا متعالی میر و مصحفی سرفراز - هیچدان کج مج زبان جلیس را چه یارا که بمحامد شایسته مصنف باکمال سر
بجز اینکه تعریف از ثنائے تو حد ثنائے تست - وجه جمال که در اوصاف بالیده خمیده خیال تو دستی تمام
بجز این دعائے که یارب این گل کوئے اشعار سراپا بهار از چشم بد روزگار مصئون و سیرش
نصیب دوستان باد و مطبوع طبع دانشوران و منظور نظر بزرگان گردناد -

قطعه تاریخ طبع منه

طبع شد نظم گلشن تقریر	چند ذوق شعر و لطف زبان
من چگویم ز اکمیت معنی	شاهدے در حجاب لفظ نهان
عیسوی سال طبع گفت جلیس	طرفه دیوان حضرت احسان

۱۸۹۳ء

وله

هوا طبع دیوان اوستاد کا	طبیعت ہوئی یہ خبر سنکے شاد
بہت لطف انگیز و نادر کلام	طریقے فصاحت کے سب طبعزاد
لکھا سال ہجری یہ تب نے جلیس	بہار معانی و نخل مراد

۱۳۱۰ھ

تقریظ دلپذیر از گهرریزی نیسان طبع نقاد عرادیب مولوی حبیب الحق
متخلص به حبیب شاه جهان پوری سلمه شاگرد مصنف

	دریں زمانہ رفیقے کہ خالی از خلل است	صراحی مے ناب و سفینۂ غزل است

خمکدۂ خیال کے بادہ پرستو گلشن تقریر کے نوا سنجو۔ صبا کے روح پرور کے دور کا زمانہ آگیا۔ اور تمکو خبر نہین بلبلِ سخن مین تازہ بہار آگئی۔ اور تمکو معلوم نہین۔ گوشۂ عزلت سے نکلو میکدۂ نظم کی طرف آؤ گلچین بلاغت ہمین دیکھو کہ شوق نے دل کو اوبہارا اور آرزوؤن نے گدگدایا۔ خلوت سے باہر نکلکے کبھی میخانے کی طرف جاتے ہین کبھی گلگشت چمن مین مصروف ہوتے ہین **شعر** دلم پاکی دامان غنچہ میلرزد ۔ کہ بلبلان ہمہ مستند و باغبان تنہا ۔ تمہاری متوالی نگاہون تمہاری نشیلی آنکھون نے زاہدون کی توبہ پر خندہ زنی کی ہی۔ تمہاری شگفتگی خاطر تمہاری خوش آہنگی نے مرغانِ اسیخ کو غنچہ القصور بنادیا ہی۔ اب کیا ہوگیا جو عزلت پسند ہوکر سبکی طرف بے التفاتی سے دیکھتے ہو تنہائی کے سوا انجمن آرائی سے تمہین بالکل نفرت ہی۔ مگر ہم خوب جانتے ہین کہ تم بھی پہلے ہی سے کچھ ایسے لطف مین مصروف ہو کہ دل ہی دل مین مزہ لیکر رہجاتے ہو پھول کیطرح چھپکر کھلا جاتا ہی۔ **شعر** از ہمین بیگانگی ہا می تراود آشنائی ہا ۔ حیا می ورزد و در پردہ رسوا میکند ما را ۔ ہم اگرچہ اینڈتے جھومتے سربازار پھرتے ہین۔ عالم مستی مین محو ہین مگر ہمکو مخمل سمجھو ہم بھی تمھاری صحبت کے یار ہین دشمن نہین دوستدار ہین۔ باہم مین اگر شریک ہو جاؤ یا اپنے گروہ مین ہمکو ملا لو **شعر** قدر مستی لعل حسن میداند جرعۂ چند بکارم کن و احسانے چند ۔ دیکھو صبح کا سہانا وقت ہی نسیم سحر کے خوشگوار جھونکے کیسے دلکو بھلے معلوم ہوتے ہین۔ ہمارے ساتھ آؤ ہم تمہین ابھی ایک گلزار سخن کی سیر کہائینگے وہ تماشا نظر آئیگا کہ کبھی آنکھون نے دیکھا کانون نے سنا ہوگا۔ **شعر** صبا وار دیکف چوگان لطف عنبر افشانش ۔ ببازی میزند ہر لحظہ برگوئے زنخدانش ۔ کیا تمکو خبر نہین افتخار الشعرا عمدۃ الفصحا سرآمد سخن سنجان ناظم جادو بیان مخدومی و استادی ابوالاعجاز جناب منشی **محمد احسان علی خان صاحب احسان** مدظلہ العالی شاگرد رشید فخر شعرائے ماضی و حال عالیجناب حکیم سید نور علی صاحب **جلال** لکھنوی کا دیوان فصاحت بنیان جلیٰ طبع سے آراستہ ہوا ہی گویا آفتاب سخن مشرق شیوا بیانی سے طالع ہوکر اوج کمال پر چمکا ہی۔ لو دیکھو

ہماری محفل مین یہ محفل غیر رنگا رنگ وہی دیوان ہی۔ مصنف موصوف نے طبیعت کی سحر سازی فکر کی جادو طرازی سے پریزادان معنی کو الفاظ کے شیشون مین اوتارا ہی۔ شباب سخن کی ترقیون پر نظر ڈالو اسی لئے معشوقان نوخیز کے گدسے ہوئے جوبن کو دبالیا ہی۔ یہ وہ دیوان ہی کہ جس کا ہر لفظ لباس معنی بلقیس اور ہر نقطہ خال چہرۂ خوبرویان ہی۔ اور ہر غزل عروس سخن کا جوبن ہی۔ دیدہ وران معنی شناس حیرت مین ہین کہ اس دیوان کو گلہائے رنگین بیانی کا گلدستہ کہین۔ یا کافرنشون کی آتش زبانی کا آذر کدہ۔ شعر

مقام اصلی ما گوشۂ خرابات ست ؛ خدایش خیر دہاد آنکہ این عمارت کرد ؛ مصنف ممدوح کی زبان دانی محاورہ نگاری نازکخیالی مضمون آفرینی شستگی طبیعت چستی فکر رسائی ذہن جودت طبع اور دیوان کے ہر شعر کی عمدگی بندش شوکت الفاظ ندرت کلام پابندی قیود فصاحت بلاغت وغیرہ وغیرہ کی تعریف کہانتک کیجائے۔ چھوٹا منہ بڑی بات ہی۔ جو کلام ہر عیب سے مبرا قیود فصاحت سے مرتب تعقید سے خالی ہو اوسکا کیا کہنا۔ اب ہم تمہین ایک مطلع اور دو شعر سنائے دیتے ہین یقین ہی کہ سنتے ہی مست ہو کر جھوم جاؤگے اور یہ برسون کا خمار دور ہو جائیگا۔ مطلع ؎ برسات مین کی مین نے یہ کیسی توبہ ؛ ایک دو دن بھی تو قائم نہ رہیگی توبہ ؛ ایکدن مین جو دنیا ہو وہی اچھا وعظ ؛ سیکڑون بار جو ٹوٹے وہی اچھی قسم توبہ ؛ جام کوثر سے بھی اچھا ہی ترا جام شراب ؛ اب کہونگا نہ برا ای مرے ساقی توبہ ؛ کیون کیسا لطف دیا کیسا مزہ آیا سنبھلو سنبھلو گرے پڑتے ہو ؛ دو ہی تین شعر سنکے بیخود ہو گئے۔ سارا دیوان دیکھوگے تو عالم کو چھوڑ کر ہمیشہ عالم وجد مین رہوگے لو ایک ایک جلد دیوان کی لیجاؤ شوق و محبت سے دیکھو نکتہ چینی اور حاسدانہ خرفگیری کو بالاطاق رکھکر دیوان کے ہر ہر ورق پر ہر ہر رمز و کنایات کا حظ محاورات کا لطف چٹخارے کا مزہ ناز و نیاز کی لذت نازکخیالی کا ذوق تخمکدۂ خیال کی کیفیت اوٹھاؤ منصفانہ داد دو خشک بخران بے ذوق کی ہرگز نہ سنو شعر ؎ بنزد ناقدان مکن عرض کہ این جوہر ناب ؛ پیش این قوم شود باعث آزرم خراب ایک بات اور سنو ہم تم سب ملکر اس گلدستہ معنی خیز اور چمنستان گلریزی کی شادابی اور عالم قبول کیلئے

دعا کرین - ہم ہاتھ اوٹھاتے ہین تم آمین کہو - اے زبان کو نطق سے گویا کرنیوالے اے سازِ سخن کو خوش آہنگ بنانے والے - یہ جملۂ خیالِ شیوا بیانی بادۂ سرجوش کیساح کیف افزائے سخنوران ہو - اور یہ گلشن تقریر ترزبانی بہارِ چمن کی تازگی بخش نظارۂ اہلِ جہان ہو -

سال تاریخ گلشن دیوان احسان

میرے اوستاد کا دیوان دل آویز چھپا
شوخیِ طبع ہی صدقے تو فصاحت ہی نثار

ہر غزل کے ہین قصائد مین نئے ڈھنگ نئے
رنگ اور روز گلستانِ سخن ہین اشعار

سطر ہین سلسلۂ سنبلِ گلزارِ جنان
صفحے ہین ماہ حسینانِ جہان کے رخسار

وصلِ معشوق کے مضمون ہین یا سحرِ حلال
لطف کی باتین زبان اچھی مزے کی تکرار

صبح کا سال لکھا فصلی و ہجری یہ عجیب
خامہ یہ - شاہد نظم و چمن باغ و بہار

۱۳۰۰ ف ۱۳۰۱ ھ

تاریخ طبع دیوان احسان مشتمل بر غزلیات و قصائد و ترجیعات و ترکیب بند و ترجیع بند و مثنوی و قطعہ تاریخ رشک قلم فیض رقم آسمنخوران نما استاد بیمثال حکیم سید ضامن علی صاحب جلال الکبیر ہو مدظلہ العالی المستاذ

ہوا گوشِ زدِ جبریل مژدہ جلال
کہ چھپتا ہی دیوان احسان کا

نہایت خوشی دل کو حاصل ہوئی
کہ شیوا بیانی کا دفتر کھلا

صدا شوق نے دی کہ صد آفرین
کہا آرزو نے کہ صد مرحبا

فصاحت کا آئینہ ہی ہر غزل
مری ہمزبانی ہی حیرت نما

شگفتہ دلی سے کہا سالِ طبع
بہارِ سخنہائے رنگین ہی کیا

۱۳۰۱ ھ

زیر تحریک کلک گہربار استاد یگانۂ سخن شناسی امیر احمد ضامن الکبیر ہو مدظلہ العالی استاد و نواز اہل خلد آشیان

اس رنگِ شاعری کے جو لوگ قدردان ہین
احسان کی شاعری کا مانین نکیو کر احسان

احسان کی خوشی سے تاریخ امیر لکھی | احسان نے کیا کیا اہل سخن پہ احسان

از فکر متین شاعر شیخو سید حسین عرف مہندی میاں آرزو لکھنوی خلف جناب اصغر بائیس شاگرد حضرت جلال دام ظلہ

احسان کہ نقش بند مضامین نازکست | از قید نظم کرد چہ تسخیر حسن و عشق
بہر اسیر کردن دلہائے شاعران | ترکیب و بندش است دو زنجیر حسن و عشق
مانی فکر آرزو از بہر سال طبع | فصلی نوشت سال کہ ... تصویر حسن و عشق

از نتیجہ فکر شاعر فصیح البیان محمد آل نبی خان ارمان خلف الصدق و شاگرد مصنف

ناظم ملک فصاحت یعنی | قبلہ مجد و علا والدمن
طبع گردید چو دیوان جناب | چون گل تازہ بہ از صد گلشن
سال تاریخ نوشتم ارمان | دلفریب و دُر نایاب سخن

چکیدہ خامہ مشکین شمامہ شاعر نظیری نیشاپوری محمد سعید اثیر تخلص مچھلی شہری شاگرد جناب بائیس لکھنوی

حسبنا از فکر عالی احسان | نظم روشن ز ماہ پروین گفت
ہر کہ بشنید ازان یکے مصرع | بر کمالش ہزار تحسین گفت
صد سوی سال طبع طبع اثیر | نظم دلکش ز اکت آئین گفت

مصنفہ فن نقاد سپاہ ودادہ اطہر محمد عظمت علی شاد دہلوی شاگرد مصنف

پہلا دیوان اوستاد مکرم | عیوب شاعری سے ہی بہت پاک

نے مضمون نئی نازکخیالی
بپئے تاریخ سال ارشاد مین نے

جمالِ خوش جمالِ شوخ چالاک
لکھا ۔ اوجِ مضامین فرحناک
۱۳۱۰ھ

از فکر صاحب طبع سلیم منشی محمد واجد علی خان شیم شاہجہانپوری شاگرد مصنف

مژدہ ہوا اہلِ سخن کو آج کل
بے بدل ہمثیل ہی سارا کلام
فکر سالِ طبع ہی کیا ای شیم

چھپ گیا دیوان مرے اوستاد کا
مرحبا صد مرحبا صد مرحبا
لکھدے ۔ معشوقِ سخن نازک ادا
۱۳۱۰ھ

از نتیجہ فکر سنجور دانش حکومت حکیم محمد قیام الدین صاحب بخت جوہری شاگرد جناب امیر مینائی لکھنوی مدظلہ

دلربائی ایسی ہی احسان کے دیوان مین
طبع کی تاریخ لکھی بے تکلف بخت نے

جس نے دیکھا دل سے اوسکے حسن پر شیدا ہوا
سادگی کے رنگ مین ہر شعر ہی ڈوبا ہوا
۱۳۱۰ھ

ایضاً

وہ دیوان چھپا آج احسان کا
لکھا عیسوی سال بخت نے

کہتے ہی شاعرون کو بڑی جسکی چاہ
ہر اک شعر ہی اک غزل واہ واہ
۱۸۹۳ء

از تاریخ اوکاہ برگزیدہ کونین قاضی عبدالحی صاحب بیچین تخلص بدایونی شاگرد حضرت داغ دہلوی

لکھا کیا حضرت احسان نے دیوان
ہوئی بیچین کو جب فکر تاریخ

نقوشِ فکر رنگین کا ہی ارتنگ
کہا ہاتف نے لکھدے ۔ نظم گلرنگ
۱۳۱۰ھ

از فکر رسا لاکنجور شیوا بیان حافظ محمد یوسف خان تشنہ مرزاپوری بلند شہری شاگرد حضرت داغ دہلوی

چھپا اوس کا کلام عاشقانہ — جو ہی ملکِ سخن مین آج فیروز
لکھا دیوان کی کہنیچا نقشۂ حور — پھرا سپر اوسمین رنگِ حسن افروز
ہی احسان علیخان اسم سامی — حسینانِ جہان مین عشق آموز
تلمذ ہی جلال نکتہ دان سے — سخن مین ہی نئی گرمی نیا سوز
زبان اوس کی ہی مقبولِ خلائق — کلام اوسکا ہی تشنہ فرحت اندوز
نہ کیونکر دہوم ہو اس خجستہ کی — کہ گہر مین ہر سخنور کے ہی نوروز
مجھے تاریخ کی ہوتی نہ کیون فکر — کہ ہون مین اک عقیدِ تمندِ دلسوز
مگر افکار ایسے پیش آئے — کہ گزرے فکر مین مجھکو کئی روز
سروشِ غیب نے آخر بتایا — زہے زیبِ مضامین دل افروز ۱۳۱۱ھ

از تراوشِ طبع وقاد والا نژاد منشی محمد تقی حسن تقی تمیس کاکوری فرزند رشید جناب مولوی محمد عبد الباقی خانصاحب بہادر اول تعلقہ دار گلبرگہ کہ بایت سنہ ۱۳۱۱ھ در شہر مصنف

لو طبع ہوا کلامِ اوستاد — قربان ہو آکے روحِ سبحان
اللہ رے عروجِ طبعِ روشن — خورشید کلام ہی درخشان
ہر شعر ہی گلشنِ فصاحت — سطرون سے عیان ہی سنبلستان
چیدہ چیدہ گلِ مضامین — ہی رشکِ بہارِ یہ گلستان
شوخی کی ہی چھیڑ چھاڑ کیا خوب — ہر لفظ ہی نشترِ رگِ جان
لفظون سے عیان ہی حسنِ معنی — معشوقِ سخن ہی سارا دیوان
انصاف سے اہلِ عشق دیکھین — دلچسپ ہی ذکرِ وصل و ہجران

تاریخ کی فکر میں تھی جب — مصروف ہوا دل سخنداں
خامے نے حروف مجمعین — لکھا — دلکش ہے نظام احسان
۱۳۱۰ھ

از نتائج افکار شیوا بیانی عمدۃ السادات سید علی العقا عبد در شمر القادری محمد بہ سید شاہ مرتضیٰ علی صاحب حنفی ضیائی بعدی ادری متخلص بہ عاصی و جمال شاگرد حضرت جلال لکھنوی مدظلہ

بہار گلشن تقریر احسان — جو عطر فکرت حسان ہوئید
گل گلزار گفتارش جمالا — برنگ غنچہ بستان ہوئید
سرودہ سال طبعش بلبل طبع — شگفتہ گلشن دیوان ہوئید
۱۳۱۰ھ

ایضاً

جمال این گلشن تقریر احسان — ز گلہا کرد رنگین دامن طبع
بسائش بلبل طبعم ندارد — شگفت و داد بوہا گلشن طبع
۱۳۱۰ھ

ایضاً

دو دیوان آج چھپوا کر بنے خود محسن عالم — کہ ہیں قائل عمدہ فکر حضرت احسان کے سخن کے
جمال احسان ہوں فخستان سخن پر اس کے لکھوا — سخندان ہا ہوئے ممنون احسان واہ احسان کے
۱۳۱۰ھ

از فکر سخندان سخنور دلنواز محمد جعفر علی خان صاحب متخلص بہ شاہجہان پوری شاگرد دوم حضرت خنا صاحب رض

زہے دیوان احسان سخن سنج — کہ مشتاقان برد ہستند بتاب
پئے تاریخ طبعش طبع جعفر — بگفتہ شاہ مضمون یاب
۱۳۱۰ھ

از لہر زبردست طبع میسا یار شاعر دوجہاں داد دہان سرمایہ فضل و ہنر نواب

محمد حیدر علیخان صاحب حیدر تخلص خلف اکبر نواب محمد قادر علیخان صاحب احسان تخلص نبیرہ جناب جنت مکان عرش آشیان شاہجہانپور شاگرد حضرت جلال لکھنوی

چھپ گیا کیا کلام رشکِ بہار	خود گلستانِ فکر مفتون ہی
گل ہین الفاظ شاخ گل معرع	جانِ بلبل غزل کا مضمون ہی
حیدر اس بوستان کی لکھ تاریخ	باغِ احسان بھی کیا ہی ہرا بھرا ہی ۱۳۱۱ھ

ایضاً

دیوان ہی جان ہر سخندان	لفظ لفظ ہی مصدرِ بلاغت
حیدر یہ لکھی ہی مین نے تاریخ	جزو جزو ہی دفترِ فصاحت ۱۳۱۱ھ

چکیدہ قلم معنی رقم شاعر عالی ہمم محمد مراد خان صاحب عرف منجھو صاحب شاگرد حضرت جلال لکھنوی مدظلہ

تصنیف رحسن کرد دیوان احسان	مطبوع طبیعتِ سخن آگاہان
تحریر یکہ بین چشم سنین طبعش	کامل شد بیمثال و نادر دیوان ۱۳۱۱ھ

ایدنجہ اوکا گہر رکا کلام طور سخن مولوی قاضی خلیل الدین حسن صاحب وکیل فرط اخلاص رئیس یلی بھیت

شد طبع از نفاست دیوان با کمالے	ہر لفظ او گل تر ہر شعر او گلستان
حافظ چو فکر کردم فی الفور کلک معنی	تاریخ او نوشتہ نظمِ نفیس احسان ۱۳۱۰ھ

ریختہ حامۂ مشکین شما فریدۃ العصر زمن مولوی محمد حسن رضا صاحب رئیس بریلی شاگرد حضرت داغ دہلوی

چو مصر شد ندا احسان بسالِ طبع دیوان	سخنے شکرین گفتم ۔ سخن شکرین گفتم ۱۳۱۰ھ

از فکر رسا غنچۂ ریاض سخن سیادت سید حسین بن رضا صاحب حسن تخلص ریسن فقیر بتسہ ضلع فرخ آباد مصنف

صد شکر جہیی وہ نظم کامل — جو حسن کمال کا ہی مخزن
مضمونون کی شوخیان تو دیکھو — شہر ماگئی دلبرون کی چتون
لکھا یہ حسن نے سال تاریخ — بمثل کلام طبع روشن ۱۳۱۰ھ

از گلزار طبع رنگین چمن آرائی خوش کلامی نسبی شیخ آلہی بخش حامی تخلص ساکن خاص گور کہنور کرد مصنف

مطبوع چو شد کلام اوستاد — جان یافت سخن کہ بود بیجان
حامی پئے سال طبع گفتم — اعجاز مسیح نظم احسان ۱۳۱۰ھ

مازنتحہ طبع قادر گل سرسبد فضل کمال سید محمد علی صاحب خیال رئیس شاہجہانپور شاگرد جناب امیر لکھنوی مدظلہ

زہے نظم احسان معجز نگار — کہ مردہ دلون کے لیے ہی مسیح
وہ دیوان جہپکر ہوا جلوہ گر — ہر اک صفحہ ہی جس کا روئے صبیح
دم فکر تاریخ مین نے خیال — لکھا۔ شوخ و عمدہ کلام فصیح ۱۳۱۰ھ

یختہ کلک جواہر سلک جناب نواب زادہ محمد کاظم علیخان صاحب عرف کبن صاحب لکھنوی متخلص بہ خوشگو شاگرد جناب امیر لکھنوی

کیا ہی دیوان جناب احسان کا — کہ زمانے مین جسکی شہرت ہی
بہر تاریخ طبع ای خوشگو — آجکل منتشر طبیعت ہی
آرہی ہی ندا سروش سے — اب بہی دفتر فصاحت ہی ۱۳۱۰ھ

چکیدۂ دلیم ارم آمد سرسخنوران مابلند و ستان جناب نواب امیر خان صاحب داغ دہلوی مدظلہ

کانِ معنی جانِ مضمونِ حسنِ عشق و عشقِ حسن	ہی عجب دیوان کیا کہنا ہی اس دیوان کا
خوب لکھی داغ نے تاریخ منکیہ کلام	گوشِ اہلِ عشق پر احسان ہی احسان کا
	۱۳۱۰ھ

از فکر شاعر خوشبیان محمد ضمیر حسن خان دل شاہجہان پوری ؒ

چھپا کیا حضرتِ احسان کا دیوان	گلِ تازہ بہارِ بوستان ہی
مرے دل نے کہی تاریخ یہ دل	کلام شاعرِ شیرین بیان ہی
	۱۳۱۰ھ

از تراوش طبع گہربار شاعر بلند فکرت جناب نواب مہدی حسین خان صاحب رفعت لکھنوی

کلام اوز کا ہمثیل شاعر بھی یکتا	کون رشک کیونکر نہ سعدی و سحبان
خوشی میرے دل کو ہوئی اسکی بیحد	ہوا چھپکے شائع جو احسان کا دیوان
کہا طبع کا سال رفعت نے فوراً	ہوا جاری اب فیض دیوان احسان
	۱۳۱۰ھ

ایضاً

کلام باندازش چاپ گشتہ	سخنگو شاعر بمثیل احسان
چہ رفعت سال مطبوعش ترقم زد	کہ شد مطبوع خاص و عام دیوان
	۱۳۱۰ھ

تاریخ افکار سخنور فصیح البیان حکیم خورشید صاحب خشاں الہ آبادی اہلکار پولیس گولہ پوشاگرد مصنف

ف دیوان حضرتِ احسان	من چگویم کہ ہست جانِ سخن

بہر تاریخ طبع من زخشان
گفت ۔ مہتاب آسمان سخن
۱۳۱۰ھ

از نتیجہ افکار شاعر جناب مہتاب رائے صاحب بندہ علی خاں صاحب یضا للکھنوی اگرداد برزادہ نواب محمد محسن خاں صاحب شیدا شاگرد رشید خواجہ آتش مغفور

محسن ارباب احسان شاعر نازک خیال
ہی کلام اونکا فصیح و بے نظیر و انتخاب
فکر سال طبع دیوان کی تو زیبا نے کہا
ہی یہ ابدال بعید یل و انتخاب و لاجواب
۱۳۱۰ھ

از فکر شفیق دلی غیور و سعید منشی محمد رشید سہیل محمد پسلی تہرمی شاگرد مصنف

سہیل آمد نہ از من وصف او دیدہ
کہ در تحقیق فن دارد کمالے
بخوبی طبع شد دیوان موصوف
برون آمد ز خلوت خوشجمالے
پے تاریخ او مرحبہ گفتم
کہ اوج شاعر نازک خیالے
۱۳۱۰ھ

از فکر شاعر لاجواب سید منور علی صاحب شاہجہان پوری شاگرد مصنف

ہو گیا طبع وہ کلام فصیح
جو چمن زار فکر و جودت ہی
ہر غزل عاشقانہ و رنگین
کیا بلاغت ہی کیا لطافت ہی
لکھی تاریخ طبع میں نے سحاب
آج یہ مخزن فصاحت ہی
۱۳۱۰ھ

از نظم طرازی محبت نا ظم بے ہمتا محمد غلام حیدر خان صاحب تخلص بہ شاہجہانپوری شاگرد مصنف

محسن ارباب سخن کے ہیں نا ابن احسان
اونکا دیوان نرالا و یہ شعر ہیں خوب چھپا

ایسا دیوان کہ صدقے ہی فصاحت جس پر
فکر تاریخ جو کی مین نے کہا یہ دل نے

ایسا دیوان کہ ہر شعر ہی دلکش جس کا
نادر و شوخ زہے اوج کلام رب ۱۳۱۱ھ

اشاعت اوکا گوہر بار سنہ ۱۳۱۱ھ مین مطبع وید قادری عمدہ گوی عبد الرضا صاحب شمشاد لکھنوی دامت مجدہ

قطعہ سے دیوان عالی نژاد ابو العجا محمد احسان نعلبند صاحب

احسان نعلبند سخن سنج و سخن فہم
چون ریزہ الماس سخن کرد مرتب

ہر شعر ازان گنج معانی دُر نایاب
کان گوہر یکتا نتوان سفت بمثقب

نظم ہمہ اشعار دل آویز چو پروین
در نابش الفاظ و معانی ہمہ کوکب

فردست در انواع ہنر ناظم دیوان
نظم ہمہ اقسام سخن الطف و انسب

شمشاد چنین مصرع تاریخ رقم کرد
دیوان دلآویز فلک قدر مہذب ۱۳۱۱ھ

چکیدہ قلم مشکین رقم لاثانی نظم بعدیل و قریب جناب محمد حسین صاحب ضیا ہریلوی مسیحائی تلمیذ امیر مینائی مہر جناب لکھنوی

دیوان احسان کا چھپا اب
تا عرش ہوا شور تحسین

سطرون پر کہکشان تصدق
لفظون پہ صدقے عقد پروین

کیا سحر حلال شاعری ہی
اشعار ہین کیسے لطف آگین

ہر نعت کہے ہی شاہد فکر
ہی جلوہ نما بعز و تمکین

ہر بیت مین ہی وہ حسن معنی
شرمندہ ہی جس سے لعبت چین

دلکش ہی یہ نظم عاشقانہ
دلچسپ ہی یہ کلام رنگین

تاریخ اسکی شہیر کہدو | گنجینۂ گوہر مضامین ۱۳۱۰ھ

از فکر متین والا مرتبت شاعر شیوا بیان جناب منشی محمد امین صاحب شفق محلی مختار رجسٹری فوجداری ضلع گورکھپور

احسان باکمال کا دیوان چھپ گیا | چمکیگا یہ جہان مین مانند مہر و ماہ
ہر شعر مین زبان کی ہی بے تکلفی | ایسی کبھی نظم شوخ نہ دیکھی خدا گواہ
لکھا یہ مین نے مصرع تاریخ ای شفق | گلدستۂ کلام متین فصیح واہ ۱۳۱۰ھ

از نونہال بلبل فکر شاعر رنگین بیان منشی شرف الدین خان صاحب سر تخلص شاہجہانپوری تلمیذ مصنف

شد چاپ شرف کلام احسان | کان ہست برائے عشق موضوع
سال طبعش ز فکر رنگین | گفتم ۔ گل تازہ گشت مطبوع ۱۳۱۰ھ

از نتیجۂ فکر سخنوریکتا منشی محمد سعید عطا صاحب بدایونی وکیل منصفی تلمیذ حضرت داغ دہلوی مدظلہ

میرے مخلص مرے شفیق احسان | خوش بیانی مین اور شہرت ہو
اوز کا دیوان چھپ گیا اس سال | کیون نہ دل کو مرے مسرت ہو
عاشقانہ کلام بندش چست | کیون نہ ہو شوخ جب طبیعت ہو
نقطہ نقطہ ہی جوہر معنی | آئینے کو بھی کیون نہ حیرت ہو
ای عطا لکھ دعائیہ تاریخ | صاف سر چشمۂ لطافت ہو ۱۳۱۰ھ

از فکر شاعر عالیہمت بلند مرتبت حاجی محمد علوی صاحب علوی کافی پلیڈر حسن سٹریٹ لکھنؤ تلمیذ منشی شہاری صاحب مغفور

مطبوع ہو کلام احسان — اوستادِ جلال کو اجلال
کلکِ علوی سے گل یہ پھولا — ہی گلشنِ نظم معجمہ سال
۱۳۰۰ھ

یہ تحفہ کلکِ گہر سلک سخنوری لالہ امان محمد ریاض اللہ خاں صاحب فروغ رئیس شاہجہانپور تلمیذ جناب امیر کھنوی

شفیقِ مکرم رفیقِ معظم — بیان کیا کروں اوکا وصف زیبا
وہ احسان خوش فکر و اعلیٰ سخنور — فصاحت مین سلمان بلاغت مین سحبان
ہوا جسکے دیوان تیار اونکا — ہوئی اوس سے مطبع کی رونق دوچند ان
دکھایا کہین حسن پردہ اوٹھاکر — کسی شعر سے عشق کا رخ نمایان
فروغ اوسکے چھپنے کی تاریخ کہدے — کہلا ہی گلِ لالۂ باغِ احسان
۱۳۱۰ھ

ایضاً

دیوان وہ چھپا ہی مثالِ منیر — پُر نور جس سے بزمِ سخن کا ہوا کنول
جلوہ ہی بیت بیت مین حسنِ عروس کا — مصرع ہر ایک شاہدِ خوبی کا ہی محل
اس سال عیسوی سے عیان ہی صفت فروغ — دیوان یہ بے نظیر ہی اشعار بے بدل
۱۸۹۳ء

از فکر شاعر بلند فکرت شیخ کریم بخش صاحب تخلص بہ فرقت شاہجہانپوری

طبع احسان کا کلام ہوا — ہر طرف شورِ مدح و تحسین ہی
کیا ہی روشن لکھا ہی یہ دیوان — ہر غزل جس کی ماہ و پروین ہی
وہ دکھایا طلسمِ نقشِ سخن — حیرتی جس سے مانیِ چین ہی
سالِ تاریخ لکھدے ای فرقت — یہی عطرِ گلِ مضامین ہی
۱۳۱۰ھ

از نتایج افکار شاعر سحر نگار سراپا شوق منشی محمد عبد الرزاق خان فوق تلمیذ جناب بیخود غازیپوری

احسان کی نکتہ سنجیان واہ — کتنی پاکیزہ ہی طبیعت
دیوان چھپا یہ اونکا نایاب — بیجا نہین جس قدر ہو شہرت
ہاتف نے کہا یہ مصرع سال — دیوان زہے مخزن لطافت
۱۳۱۰ھ

از بحیہ طبع نقاد منشی محمد حبیب اللہ خان فریاد تلہری شاگرد مصنف دیوان ہذا

چھپا دیوان اوستاد سخن سنج — زہے سحر حلال طبع موزون
سخنور تھے اسیکے دلسے مشتاق — اسی پر ہی عروس فکر مفتون
لکھی فریاد یہ تاریخ اوسکی — کہ۔ گنج جان معنی گنج مضمون
۱۳۱۰ھ

از فکر ناعت رسول مکرم شفیق دلی حافظ فضل احمد فضل شاہجہانپوری تلمیذ قاری حرم

نیست ممکن بزبان اردو — انچہ احسان سخنور گفتہ
طبع گردید چو دیوان جناب — فضل سالش۔ سخن تر گفتہ
۱۳۱۰ھ

از فکر شاعر شوخ نگار منشی محمد ہدایت اللہ خان فوق شاہجہانپوری تلمیذ مصنف

وصف احسان ناہور کیا ہون — ہین کم اپنے زمانے کے سحبان
شوخیون سے کلام ہی مملو — خانہ حسن و عشق ہی دیوان
اوسکے چھپنے کا وقت جب آیا — خوش ہوئے سنکے شاعران جہان

مصرعِ سالِ طبع ہی یہ فگار | چمنِ نظمِ حسنِ محبوبان ۱۳۱۰

از سخن طرازی عشا شیوا مقال سخنور نازک خیال حکیم محمد مہدی کمال الکہوی خلف الصدق بر حضرت جلال الدین مظہر داؤد شاکر

تازہ گلہائے مضامین کیا ظرافت خیز ہین | واہ کیا سرسبز کیا شاداب ہی باغ سخن
شاخسارِ فکر پر ہین بلبلین کیا نغمہ سنج | کیا بہار اپنی دکہاتے ہین مضامین کے چمن
نوعروسانِ معانی کے ہین کیا طرفہ بناؤ | شاہدانِ خوش بیانی کی ہی اعجوبہ پہبن
یعنی اک دیوانِ تازہ اندنون ہی زیبِ طبع | زیب ہی کہیے جسے گلدستۂ بزمِ سخن
کیا بلاغت کیا فصاحت کیا بیان ہی کیا زبان | رشک جس پر کر رہے ہین دیکہکر اربابِ فن
شوخیان کس قہر کی ہین کس غضب کی گرمیان | یہ وہ ہی معشوق عاشق جسکے ہین غنچہ دہن
یہ طریقہ ہی نیا یہ طرز گویائی عجیب | دیکہلے جس نے یہ دیکہے ہونگے فصاحت کے چلن
اس بیان کی اک سر مو بہی مدحت ہوسکے | مدح کرنے کو جو ہو جائے زبان ہر موئے تن
دل کہنچے کیونکر نہ مشتاقو نکا ان اشعار پر | ایک اک مصرع ہے انکا دلکش صد انجمن
طبع نے ڈہونڈہا یہ سال طبع کا مصرع کمال | ہی کلامِ دلکش و دلچسپ یہ زیبا سخن ۱۳۱۰ھ

منہ

طبع شد این ہمہ دیوان بصد زیبائش | شدہ ہر چار طرف شہرہ و نام احسان
اللہ اللہ چہ مضامین چہ بیان چہ زبان | قابل مدح و ستایش لب و کام احسان
سالِ طبعش بنوشتہ قلمِ فکرِ کمال | شوخ و دلچسپ عجائب چہ کلام احسان ۱۳۱۰ھ

منہ

با آب و تاب طبع شدہ این کلامِ شوخ | ہر سو چرا بدہر نہ شہرت فگن بود

محبوبِ عاشقانِ جہان دلربائے خلق
عالم پسند و دلکشِ ہر انجمن بود

در مدح و وصفِ خوبی و رنگین بیانیش
ساکت زبانِ خامہ و قاصر ذہن بود

کلکِ کمال مصرعِ سالش بجا نوشت
این لاکلام رونقِ بزمِ سخن بود ۱۳۱۰ھ

از تلمیذ اوکاء عزیز عالیم النظیر منشی محمد نعیم اتحؔ مؤلف جشنۂ تلمیذ حضرت امیر مینائی لکھنوی

ہر شعر مین احسان نے کہلائے گلِ مضمون
کیونکر نہ کہون آپ کے دیوان کو گلزار

دیوان پہ مشیر آپ نے کیا خوب بگریہ
تاریخ لکھی - ہین یہ پڑھتے ہوے اشعار

ولہٗ

دیوان مین جلوہ گر ہوئے مضمون نئے نئے
یا پھول تازہ تازہ ہین احسان کے باغ کے

بدبین کی آنکھ پھوٹ گئی دیکھکر یہ سال
ہین یہ کلام شاعرِ نازک دماغ کے ۱۳۱۰ھ تعمیہ باخرجہ (۲)

از فکر مخلص سراپا توقیر عزیز خوش تقریر ڈاکٹر محمد عبد الغفور صاحب متخلص مطیر تلمیذ مصنف

قطعہ سال تاریخ دیوان از کلک مطیر ۱۸۹۳ء

مژدہ لائی نسیم صبح مطیر
اسلیے تا مجھے مسرت ہو

یعنی اوستاد کا کلام چھپا
کم سے کم جتنی اسکی مدحت ہو

روز مرہ فصیح ہی کتنا
صدقے دل سے نہ کیون فصاحت ہو

شستگی ہو زبان کی کیا خوب
کیون نہ ہر لفظ مین لطافت ہو

کیون وہ پابندیان قواعد کی
نکتہ سنجون کو جن سے حیرت ہو

ذکر شیرین و شون کا ہی کیا کیا — تلخیٔ عشق اب حلاوت ہو
نقطہ نقطہ ہی نکتہ معنی — کیون نہ حیران حسن صورت ہو
اسمین ایطا ہی ہی نہ متروکات — حشو آجائے تو قباحت ہو
جب شتر گربہ کا دخل نہین — کیا مقدر کی قدر و عزت ہو
ذم کا پہلو نہ مبتذل مضمون — کیون نہ تعقید سے بھی نفرت ہو
صفحے اوراق ہین گل تر کے — بلبل طبع محو الفت ہو
ہی جو بین السطور کا کشان — پھر نہ کیون چرخ کو خجالت ہو
خط مسطر ہی جیدل خط نسخ — دیکھے سنبل جسے تو فرحت ہو
روشنائی ہی کستدر روشن — شب کو چمکے تو صبح عشرت ہو
نکتہ بینی سے عیب بینون کو — دیکھنا اس کا عین دولت ہو
آنکھین وہ کور ہون جو بدبین ہون — حاسدونکی خراب حالت ہو
قدر دانونکے واسطے یارب — روح کا چین دل کی راحت ہو
یہ دعا ہی مری اب ای خالق — ہو جو مقبول تو عنایت ہو
نقطہ و حرف اسکے جتنے ہین — اوتنی ہی مرتبہ اشاعت ہو
عیسوی ہی دعائیہ تاریخ — خلق مین لاکھ سال شہرت ہو
۱۸۹۳ع

منہ در صنعت صوری و معنوی

از نمک نقوش فکر رسا — بخی گلشن نظم حسان
مطبوع خلائق گر شد تلے — از گل خوشتر از نخچہ بہ
چو طبع مطیر ہمچو ان پرسید زدل گفتا شنو — او جان جانی طبع شون در سال ہزار و سہ صد و دہ

چکیدہ قلم بلاغت رقم گنجینہ فضل و کمال جناب مولوی محمد غلام محی الدین خان لضا محی شاہجہانپوری مدہ

حبذا جوشِ فکرتِ احسان	بحرِ مواج ہست موجِ فکر
سالِ تاریخِ او بگو محیی	گلشنِ حسن و عشق داوجِ فکر
	۱۳۱۰ھ

از شاگرد اوکاد والامان سراپا ایمان نواب محمد ضیاء الدین خان رئیس شاہجہانپور تلمیذ مصنف

چو اوکارِ احسان علی بیجاب	گہرہائے مضمون عالی بسفت
سنین سیحی نیاز از نیاز	زہے گلفشانِ گلشن نظم گفت
	۱۸۹۳ء

ریختہ کلک کہ ہر سلک عالیتر سبب والا منقبت جناب شیخ محمد واجد حسین صاحب واجد تخلص تعلقہ دار گدیا ضلع بارہ بنکی ملک اودھ پٹی کلکٹر ضلع بلند شہر

محسنِ اہلِ سخن ہست احسان	زانکہ دشوار سخن آسان کرد
نکند باد بہاری بچمن	انچہ با اہلِ سخن احسان کرد
طبع چون گشت کلاش واجد	گفت ۔ برجانِ سخن احسان کرد
	۱۳۱۰ھ

از فکر شاعر شیرین زبان محمد وصی علی خان وصی شاہجہانپوری شاگرد مصنف

طرفہ دیوان کہ حضرتِ احسان	بسر عاشقانہ مضمون گفت
طبع [illegible] دیدہ بہر سال وصی	[illegible] ۔ خوش شد طبع موزون گفت
	۱۳۱۰ھ

ایں نتیجہ طبع فخر سخنوران جناب سید نور الحسن صاحب ہاشمی قاضی سید احمد صاحب صفی پوری مصنف

بخوبی طبع شد دیوانِ احسان
نوشتم ہاشمی تاریخِ طبعش

باندازِ بہین طرزِ خوش اسلوب
کنون دیوانِ احسان طبع شد خوب
۱۳۱۰ھ

منہ

چہ احسان بر سخن فرمود احسان
دعا گویان بگفتم ہاشمی سال

گشت مطبوعِ دلہا طبعِ دیوان
ہمایون باد طبعِ نظمِ احسان
۱۳۱۰ھ

منہ

نظمِ احسان در جہان مشہور شد
ہاشمی تاریخ ہجری زود رقم

میزند ہر شعر نشتر در جگر
باصفا دیوانِ احسان مشتہر
۱۳۱۰ھ

منہ کہ از ہر مصرع تاریخ طبع پیدا میشود

چہ دیوان ساخت شائع آئینہ وش
نوشت این ہاشمی سال گزیدہ

عزیز القدر احسان علی خان
خجستہ جلوہ مطبوعِ دیوان
۱۳۱۰ھ
۱۳۱۰ھ

از فکر سخندان و سخنور ابو الکلام منشی سید ذاکر حسین صاحب منیر غازیپوری تلمیذ قتیل لکھنوی منفور

قطعہ تاریخ سال از ابو الکلام سید ذاکر حسین منیر
۱۸۹۳ء

میرے ہمعصر مرے سچے عنایت فرما
شہرہ ہی خلق مین آج اونکی سخندانی کا

نام احسان علیخان ہی تخلص احسان
زیب ہی فخر کرے اونپہ اگر ہندوستان

فی زمانہ شعرا مین ہین وہ آپ اپنی نظیر
ہی الگ طرز سخن اور اچھوتی ہی زبان

دھوم ہی شاہجہان پور کی اونکے دم سے
اونکی شہرت نے کیا اونکے وطن پر احسان

ہی مناسب ادا نہین حسان زمانہ کہنا
للہ الحمد کہ چھپتا ہی اب اون کا دیوان

اور دیوان وہ دیوان کہ جس پر ہو بار
خود بلاغت ہو نثار اور فصاحت قربان

اونکے ہر شعر پر اعجاز کا دھوکا ہو جائے
اونکے ہر لفظ پر اکسیر ہو جادو کا گمان

چشم انصاف سے دیکھے جو کوئی حسن کمال
نظر آجائے ہر اک نقطے مین اللہ کی شان

فکر تاریخ ہوئی جب تو کہا مین نے ہنر
نکتہ دانی و فصاحت کی یہ دیوان ہی جان

۱۳۱۰ھ

چکیدہ قلم جواہر رقم سخنور معنی شناس سید ذاکر حسین صاحب خضر تخلص لکھنوی تلمیذ سید خضر جلال لکھنوی مدظلہ

چھپا دیوان احسان سخنور
بڑا فضل خدائے ذو المنن ہی

بتاتا ہی یہ ہر اک شعر رنگین
پہلا پھول طبیعت کا چمن ہی

پری ہی حسن مین ہر ایک مضمون
عجب بندش عجب فکر سخن ہی

سواد اوسکا ہی عاشق کو شب وصل
بیاض اوسکی ہی یا صبح وطن ہی

یہ لکھا طبع کی تاریخ ای یاس
دل پر درد احسان کا سخن ہی

۱۳۱۰ھ

ولہ

متند احسن کلام احسان
ہست بیمثل ز فیض اوستاد

طبع گردید کلامش فی الحال
کرد خلاق دو عالم امداد

از یک اوستاد تلمذ داریم
نسبتش چون اخی نیک نہاد

بہر تاریخ نوشتم ای یاس
قوت بازوء ما گشتہ زیاد

۱۳۱۰ھ

ولہ

شکرِ حق دیوانِ احسان سخندان طبع شد — در بلاغت در فصاحت ہست یک یک شعر فرد
سالِ طبعش زد رقم یاس ہنر در وقت فکر — از دلِ تاثیر و عشق و ہجر و اشک و حزن درد

۱۳۱۰ھ

از نتیجہ فکر شاعر نکتہ دان نواب سید محمد یوسف میرزا خلف صاحب یوسف لکھنوی شد گرد شبستان جنابِ لکھنوی

حضرتِ احسان سخندانی مبین ہین بیمثیل و فرد — ہی پسندِ خاص و عام اونکا کلام دلپذیر
طبع جب ہونے لگا دیوان یہ موصوف کا — محو سالِ طبع ای یوسف ہو قلبِ حقیر
محکمین بیٹھا ہوا تہا میکدہ ناگہ غیب سے — دی ندا ہاتف نے ۔ ہی یہ جلد دیوانِ بینظیر

۱۳۱۰ھ

از فکر شاعر خوش مقال محمد باقر صاحب دلوی برق تخلص کافی پلانٹر سن ملک مہسور شاگرد جناب داغ دہلوی و شباب مہسوری

زہے احسانِ حق دیوانِ احسان — بطبع خوب دلکش گشت زیبا
ز لطفش برق آسا رفتم از خود — نوشتم سالِ او ۔ گنجینہ دلہا

۱۳۱۰ھ

از نتائج افکار ہمپایہ قانی و صائب جناب حافظ نثار احمد خان صاحب تائب شاہجہانپوری

خامۂ احسان من نامۂ رخشان نوشت — نسخۂ فنِ سخن بہرِ سخندان نوشت
شاعرِ شعری مثال اختر برجِ جلال — بلبلِ نازکخیال واہ چہ دیوان نوشت
شعر چو پرداختہ سرو روان ساختہ — رنگِ گل انداختہ نظمِ نمایان نوشت
صورتِ معنی پرست خامۂ مانی شکست — مصرعِ خنجر بدست ناوکِ مژگان نوشت
کاکبِ کبریا تائب جادو نوا — جلوۂ سالِ ورا نخشبِ فیضان نوشت

۱۸۹۳ء

قطعہ تاریخ طبع از مصنف دیوان ہذا

طبع شد مجموعۂ سحر حلال — ملک معنی زین عمل تسخیر باد

سالِ ہجری - ہدیۂ شعر و سخن — بر دلِ ہر قدر دان تحریر باد

عیسوی احسان جنید جن جل ۱۹۰۳ء — برگِ دلکش گلشنِ تقریر باد

دستور العمل مصنف

ناظمانِ ملکِ فصاحت و نخلبندانِ گلزارِ بلاغت پر واضح رہے کہ مصنفِ دیوانِ ہذا نے جن قیود کی پابندی سے اپنے کلام کو مرتب کیا ہی اونمین سے بمصداق مشتے نمونہ از خروارے چند قیود ذیل مین درج کیے جاتے ہین تا یہ معلوم ہو کہ ان لفظونکو مصنف نے متروک کر دیا ہی: جانان - جانانہ کا استعمال بدون مضاف الیہ - جان شان - کان - پان - خون سکون - ستون - دین چین سین - شین - جنین وغیرہ اس قبیل کے الفاظ بحالتِ انفراد با خفائے نون - اخفائے نون غنہ باستثنائے قافیہ و چند الفاظ مثل عیان - نہان پنہان شان وغیرہ بحالتِ انفراد - سدا بمعنی ہمیشہ جان بمعنی معشوق با خفائے نون - وصلت شب وصلت بجائے وصل و شب وصل بہانا بمعنی خوش آنا نجانے کیا جانے کے مقام پر ہنر بحالتِ انفراد بالفتح جو ترجمہ راس کا ہی یار - دلدار - دلبر - جانان پر لفظ (وہ) کا اور جمع مخاطب مثل قمیر لو

بلبلو۔ عزیزو۔ ناصحو۔ واعظو۔ وغیرہ پر لفظ (اے) کا مصدر کرنا واحد مخاطب لو
سوائے تخلص کے بغیر لفظ (اے) کے لانا زاہدا۔ ناصحا۔ ساقیا۔ واعظا۔ وغیرہ
من ہی۔ ہم ہی۔ تم ہی۔ یہ ہی۔ وہ ہی۔ بجائے مہین۔ ہمین۔ تمہین۔ یہی
وہی کے آہی۔ ایہی باختلاط ہائے ہوز۔ تلک تک کے مقام پر آخر سکش
شورش۔ جوشش۔ پوشش بجائے آخر ہوز جوش۔ پوشاک۔ لیجے
لیجے۔ دیجے۔ کیجو۔ لیجو۔ دیجو بروزن فعلن مسکون العین آئیو۔ دکھائیو
جائیو۔ سنائیو۔ اوٹھائیو وغیرہ آنکر۔ منچے۔ اوپر آکر۔ تلے
پر کے مقام پر۔ یہ مخفف پر ترجمہ علی اوپر بجائے پر اور پر حرف استثنا بمعنی
مگر۔ والا کیسے بمعنی کنکو جیسے بمعنی جس طرح گر۔ گرچہ۔ وگرنہ بجائے اگر۔ اگرچہ۔ ورنہ
نیچ (مین) کی جگہ پیر بمعنی پاؤن۔ سو بمعنی وہ شمشیر بیائے مجہول کلگیر و تقدیر کے
قافیے مین۔ انکھریان بمعنی آنکھ۔ اللہ اللہ رے تبکرار تب بمقابلہ جب
طرح کے آگے لفظ (سے) کا لانا۔ پنہانا بجائے پہنانا ہر ایک بشمول لفظ
(ایک) خوبان بمعنی جمع معشوقان جو کہ۔ تاکہ۔ یا کہ غرضکہ وغیرہ بجائے جو
تا۔ یا۔ غرض جب ہی۔ تب ہی جبہی تبہی کے مقام پر بل بے کلمہ تحسین
بمقام تعجب۔ سمیت بمعنی ہمراہی اور ترجمہ واو عاطفہ بروزن فع پیار پیاس
بفتحہ یاء تحتانی مت حرف نفی دہرنا بمعنی رکھنا اکہی باتصال نقطہ (یا) کے لکھنا
متروک ہین

تمت

قطعہ تاریخ طبع ایں دیوان از احقر العباد محمد ارشاد علی اردبرلوی کاتب دیوان ہذا

ہوا فارغ میں لکھکر جب کلام حضرت احسان
نظر آیا عجب گلدستہ اک گلہائے رنگین کا

یہ دیوان ہے کہ بحر فیض ہے بہر سخن سنجان
لکھوں چار و نطرف عالم میں غل ہو شور تحسین کا

روانی دیکھکر طبع مصنف کی کہا دل نے
لکھو تاریخ ای ارشاد تم - چشمہ مضامین کا
۱۳۱۰ھ

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ علی احسانہ کہ دیوان گلشن ہمثال موسوم بہ خمکدۂ خیال مصنفہ حضرت سرآمد شعرائے زمان فصیح البیان شاعر ہمہ دان جناب منشی محمد احسان علیخان صاحب احسان شاگرد و فخر شعرائے ماضی حال جناب حکیم سید ضامن علی صاحب ضامن متخلص بہ جلال لکھنوی مدظلہ العالی باہتمام حکیم نیاز محمد صاحب سابق ڈاکٹر حضرت امیر کابل حال مالک و مہتمم نیو وکٹوریہ ٹڈیکل ہال و مطبع سراجیہ واقع شاہجہانپور محلہ دلاور گنج چھپکر مقبول طبائع خاص و عام ہوا

بلغ العلی بکمالہ	کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ	صلوا علیہ و آلہ